بعون صانع حکیم منان و فضل خالق زمین و زمان

حدیقۃ الوان

در مطبع نامی منشی نولکشور تازہ بہار اظہار و مزین [illegible]

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے یہ فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹائٹل پیج کے تین صفحہ سادہ مین کتب فقہ فارسی و کتب فرائض و کتب متفرقات دینیہ و چند کتب اخلاق و تصوف درج کرتے ہین تا کہ جس فن کی یہ کتاب ہے اوس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کتب قصص نظم درسی وغیرہ

اسرار الاولیاء۔
شواہد النبوۃ۔
معارج النبوۃ۔
مدارج النبوۃ۔ دو جلد مین کامل۔
اسرار محبت۔ دوار الشفا۔ جدید شرح
قصیدہ بردہ۔
جامع طیبی۔ حالات حضرت پیغمبر علیہ السلام
مین یعنی پیدائش نور محمدی سے تا وفات شریف۔
شرح قصیدہ بردہ۔ مطبوعہ ثمر ہند۔
مقالات الصوفیہ۔
سفینۃ الاولیا۔ از شاہزادہ داراشکوہ۔
مصباح التہذیب۔
مصباح الہدایت۔ ترجمہ عوارف۔
صد پند سودمند۔ لقمان حکیم شامل چار رسالہ
کلمۃ الحق۔ مع شرح نور مطلق۔
مکتوبات۔ حضرت شیخ شرف الدین یحیی منیری
مکتوبات جوابی حضرت شیخ شرف الدین۔
مطلع انوار۔ معہ حواشی جدید۔
نفحات الانس۔ مع سلسلۃ الذہب۔
فوائد الفوائد۔ از حضرت نظام الدین دہلوی
رسالہ انفاس نفیسہ۔
رسالہ ستہ ضروریہ۔ غیر مطبع۔
سرور العباد۔ شرح قصیدہ بانت سعاد۔

پند نامۂ عطار۔
منطق الطیر۔
گلشن اسرار۔
می باید شنید۔
می باید دید۔
گنجینۂ عرفان۔
فتوح الغیب۔ مع شرح فارسی۔
نفائس الاکابر و انوار الضمائر۔
مثنوی شاہ بو علی قلندر۔
مثنوی مولانا روم۔ محشی چہار مصرعہ۔
شرح مثنوی مولانا روم۔ از بحر العلوم۔
شرح مثنوی مولانا روم مسمی بہ لطائف المعنوی
رسالہ ہدایت المومنین گدائی سلسلۃ الصالحین
شرح مثنوی مولانا روم۔ مسمی بہ مکاشفات مثنوی
حدیقہ حکیم سنائی محشی جدید کاغذ سفید گندہ۔
حکایات دلپسند۔ نصائح سودمند۔
رسالہ حق نما۔ از شاہزادہ محمد داراشکوہ۔
مجموعہ نکات فقر شامل چار رسالہ۔
رسالہ معرفۃ السلوک۔
مکتوبات امام ربانی۔
کفایت الاسلام۔
طوارق احمدیہ۔ باستیصال بناء النجدیہ۔
سفینہ رحمانی۔

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گلزار پر بہار جسکے تموج ثمرہائے چمن بیان سلسلۂ حضرات قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ و سہروردیہ وغیرہ سلاسل علیہ نامی ہے

حدیقۃ الاولیا

آبیاری طبع بلند چمن آرای فضل و ہنر منشی غلام سرور صاحب متخلص بہ سرور لاہوری کی سرسبز و شاداب

مطبع نامی منشی نولکشور مین تازگی بہار نظارہ عالم ستانی و رونق پذیر ہوا

اعلان — حق تالیف اس کتاب کا بحق مطبع اودھ اخبار محفوظ ہے

تقدیم ۱۹۵۹

Subject……………

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا سے محبت کا چمکا ہے نور
اوسی نور سے سب نے پایا ظہور

پیا جس نے اوسکی محبت کا جام
نہیں اوسکو غیروں کی الفت سے کام

وہ محبوب کیا ایک محبوب ہے
کہ ہر ایک طالب کا مطلوب ہے

زمانہ محبت کا پابند ہے
محبت کا ہر اک سے پیوند ہے

محبت کی ہستی سے ہستی ہوئی
اسی سے بلندی و پستی ہوئی

محبت سے جسکو رسائی ملی
خدا مل گیا اور خدائی ملی

نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

خدا کی محبت کے ہیں رہنما
جناب محمدؐ رسول خدا

محمدؐ ہے مرغوب دنیا و دین
محمدؐ ہے مطلوب اہل یقین

محمدؐ ہے معشوق پروردگار
محبت کا رکھا ہے جس پہ مدار

اوسی شمع کے سامنے پروانے ہین
اوسی گل کے سب لوگ دیوانے ہین
عیان نور کثرت محمدؐ سے ہے
کہ اظہار وحدت محمدؐ سے ہے
نبیؐ سے محمدؐ کی ہے ابتدا
اوسی پر ہوا خاتمہ عشق کا

منقبت چہار یار کبار رضی اللہ عنہم

ابو بکرؓ صدیق عالی جناب
کہ تھا اوج پر صدق کے آفتاب
شہنشاہ عادل عمرؓ دادگر
بہ ریا سے لطف و مروّت گہر
خدا دوست عثمانؓ رحیم و کریم
رہِ صدق و اخلاص پر مستقیم
علیؓ پہلوان شاہ مشکل کشا
محمدؐ کا دلدار شیر خدا
غرض سب جتنے حضرتؐ کے اصحابؓ ہین
محمدؐ کے وہ پیارے احباب ہین
مرا اونپہ پہونچے درود و سلام
خدا اپنی رحمت کرے اونپہ عام
جہان مین ہے جتنی محمدؐ کی آل
کرے اونپہ لطف ایزد لایزال
خدایا مری مان لے التجا
طفیل محمدؐ رسول خدا
کرون جب مین دُنیا سے عزم سفر
مرا خاتمہ ہووے ایمان پر
مرے تن سے جب جان جانے لگے
یہ دم اپنا جسدم ٹھکانے لگے
ترا نام اوسدم رہے بر زبان
ترے غم مین آنکھین ہون گوہر فشان
مرا نیک ہو خاتمہ یا الٰہ
بحق محمدؐ رسالت پناہ
الٰہی مری عاجزی کر قبول
نہ رکھ مجکو دنیا و دین مین ملول

در اظہار باعث تالیف کتابِ حدیقۃ الاولیا

اس کتاب کی تالیف سے پہلے بھی احقر المحقر غلام سرور خلف مفتی غلام محمد قریشی لاہوری اولیای کرام و پیران عظام کے حالات مین ایک کتاب خزینۃ الاصفیا نام بزبان فارسی تالیف کر چکا ہے جو دو مرتبہ لاہور و دہلی مین چھپ کر تحفۂ نظر ارباب شوق

ہو چکی ہی اوسمین ہر ایک سلسلہ اور خاندان کا ابتدا سے اس زمانہ تک حال ہی اب میرے واثق محبان قدیم و صادق دوستان صمیم امام الدین حکیم مدح خوان رسول کریم میرے متکفل حال ہوئے کہ ایک اور مجموعہ مختصر اُردو زبان مین لکھو کہ جس مین ملک پنجاب کے اولیا کا حال ہو یعنے دہلی سے پشاور تک جسقدر علاقہ اس وقت پنجاب کے ساتھہ متعلق ہی اور مشہور اولیا کے مزار اوسمین ہین سب کا حال ضروری ضروری اوسمین تحریر ہو پس ایک دوست کے فرمانے اور ذاتی محبت نے جو قدیم سے مجکو اولیاء اللہ کے ساتھہ ہی اس کام پر مجکو آمادہ کیا اب خداوند تعالی سے امداد چاہتا ہون کہ یہ کام بخیر و خوبی انجام پائے اور بعد مرنے میرے کے یہ کتاب دُنیای فانی مین یادگار رہجائے آمین اس کتاب کا نام **حدیقۃ الاولیا** رکھا گیا اور سات چمن پر تقسیم ہوئی **پہلا چمن** مشائخ قادریہ کے احوال مین **دوسرا چمن** مشائخ چشتیہ کے احوال مین **تیسرا چمن** مشائخ نقشبندیہ کے احوال مین **چوتھا چمن** مشائخ سہروردیہ کے احوال مین **پانچوان چمن** مشائخ متفرقات کے حالات مین **چھٹا چمن** مجانین و مجاذیب کے حالات مین **ساتوان چمن** عورات صالحات کے ذکر مین **قطعۂ تاریخ**

یہ کیا اچھا ہے سرور کا حدیقہ
یہ کیا باغ و بہار اولیا ہے
نہین دخل خزان اس بوستان مین
کہ باغ اتقیا و اصفیا ہے
کہان ہے باغ کوئی اِسکے ہمرنگ
کہ یہ گلزار فیض کبریا ہے
یہ ہے سرسبز باغ اہل عرفان
کہ جسپر عندلیب دل فدا ہے
کہین سبزہ کہین غنچہ کہین گل
کہین سنبل کہین لالہ کھلا ہے
غرض روے زمین پر مثل فردوس
بنا سرور کا یہ بُستان سرا ہے
کہا رضوان نے بہر سال تالیف
کہ گوناگون حدیقہ خوشنما ہے

پہلا چمن سلسلۂ قادریہ کے مشائخ کی ذکر مین

یہ سلسلہ حضرت محبوب سُبحانی قطب ربانی شیخ سید سلطان محی الدین ابو محمد عبد القادر گیلانی کے ساتھہ منسوب ہے ابتدا اوسکی حضرت امام الاولیا علی بن موسی رضا علیہ السلام سے

ہین جنسے پہلے فیض باطنی حضرت معروف کرخی نے پایا اونسے شیخ سری سقطی نے خلافت حاصل کی اونسے شیخ جنید بغدادی اونسے شیخ ابوبکر شبلی اونسے شیخ عبدالواحد تمیمی اونسے شیخ ابوالفرح طرطوسی اونسے شیخ ابوالحسن قریشی ہنکاری اونسے شیخ ابوسعید مبارک مخزومی اونسے جناب محبوب سبحانی محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی نے فیض پایا حضرت غوث الاعظم قدس سرہ صحیح الطرفین حسنی وحسینی سید تھے اونکے والد کا نام سید ابی صالح بن سید موسیٰ بن سید عبداللہ بن سید عمر زاہد بن سید محمد رومی بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبداللہ ثانی بن موسیٰ ثالث بن سید عبداللہ محض بن سید محمد المشہور بحسن مثنی بن امام حسن بن علی کرم اللہ وجہہ تھا اور والدہ ماجدہ کا نام بی بی فاطمہ بنت سید عبداللہ صومعی بن سید ابوالجمال بن سید محمد بن سید احمد بن سید طاہر بن سید عبداللہ بن سید کمال بن سید علی بن سید علاء الدین بن سید محمد بن سید امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن علی کرم اللہ وجہہ تھا حضرت رہنے والے جیلان کے تھے اسلیے حضرت کو جیلی اور جیلانی کہتے ہین کنیت حضرت کی طریقت مین امام الائمہ اور شریعت مین محبوب سبحانی وابو محمد ومحی الدین اور مذہب حضرت کا حنبلی تھا سیکڑون اولیا حضرت کی بیعت مین آکر مقرب بقرب ربانی ہوئے حضرت کے خوارق وکرامات اسقدر ہین جسقدر آسمان پر ستارے جسکی تشریح بہت طول ہے حضرت کے سلسلے مین سے حضرت **سید محمد غوث اوچی حلبی گیلانی** اول پنجاب مین آئے انکے بزرگون سے سید ابوالعباس احمد بن سید صوفی اپنے چھوٹے بھائی سید ابو سلیمان کے ساتھ بوقت قتل وغارت بغداد کے جو ہلاکو خان کے وقت وقوع مین آئے تھے بغداد سے نکلکر روم مین تشریف لے گئے جب فساد ہلاکو خان کا ختم ہوا تو حلب مین پہونچکر سکونت اختیار کی حضرت سید محمد بھی وہین پیدا ہوئے اور ابتدائے جوانی مین دور دور کے ملکون کی سیر کی کتنی مرتبہ حج بھی کیا آخر لاہور مین آکر چند سال قیام کیا پھر حلب مین گئے اور بعد وفات اپنے باپ کے خراسان کے راستے ملتان مین آئے اور اوچ کے مقام پر سکونت اختیار کی حضرت کی اولاد کثرت سے ہندوستان مین پھیلی ہوئی ہے شجرہ نسبی حضرت کا

غوث الاعظم قدس سرہ کے ساتھ اس طرح ملتا ہے کہ سید محمد خلف محمد شمس الدین بن سید شاہ میر بن سید ابو الحسن علی بن سید ابو علی بن سید مسعود بن سید ابو العباس احمد بن سید صفی الدین المشہور سید صوفی بن سید سیف الدین عبد الوہاب بن حضرت محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ بعد سکونت اوچ کے سلطان حسین میرزا حاکم سندھ اور سلطان سکندر لودی بادشاہ ہند حضرت کے مرید ہوئے لاکھون آدمیون نے فیض حاصل کیا خوارق و کرامات ہزارون اونسے سرزد ہوئین حضرت کے چار صاحبزادے تھے ایک سید عبد القادر ثانی دوم سید عبد اللہ ربانی سوم مبارک حقانی چہارم سید محمد نورانی قدس اللہ سرہم العزیز جنسے الگ الگ فیض جاری ہوا سنہ ۹۲۳ھ مین حضرت فوت ہوئے اور اوچ مین دفنائے گئے محمد مخدوم عالم حضرت کی تاریخ وفات درج خزینۃ الاصفیا ہے اور محمد حسنی پاک ہفت شجرۃ الانوار ہین

میر سید شاہ فیروز قدس سرہٗ

یہ حضرت بھی گیلانی سادات مین سے بڑے بزرگ اور پیر طریقت تھے انکے جد بزرگوار شاہ عالم بھی بغداد سے ہند مین آئے اور بعد سیر ہند لاہور مین آکر سکونت کی اونکی وفات کے بعد شاہ فیروز دادا کی مسند پر بیٹھے اور تلقین و تدریس جاری کی اور تمام عمر خلقت کی ہدایت مین مصروف رہے اونکے پیر انکے دادا شاہ عالم اونکے شاہ نوازدین اونکے شیخ احمد اونکے شیخ حامد اونکے عبد الرزاق اور اونکے سید عبد اللہ گیلانی اور اونکے سید احمد قادری اور اونکے سید مسعود اور اونکے سید علی اور اونکے سید صوفی اور اونکے سید سیف الدین عبد الوہاب اور اونکے حضرت غوث الاعظم قدس سرہ تھے وفات حضرت کی سنہ ۹۳۲ ہجری مین واقع ہوئی اور مزار لاہور ڈنڈی گردن کے تکیے مین ہے

حضرت سید عبد القادر ثانی بن سید محمد حلبی اوچی گیلانی قدس سرہ

یہ بزرگ اپنے وقت کے امام طریقت و مقتدائے حقیقت تھے تعلیم علوم ظاہری و باطنی انھون نے اپنے باپ سے پائی ہزارون خوارق و کرامتین انکی درج کتب مین مشہور

کرامت انکی یہ تھی کہ جو کوئی کفار یا فساق و فجار مین سے اونکی خدمت مین حاضر ہوتا مسلمان اور تائب ہوجاتا اور ان حضرت کو ایک نسبت خاص حضرت غوث الاعظم کے ساتھ تھی اور حضرت غوث الاعظم سے ہی انکو خطاب عبد القادر ثانی کا بعالم باطن عطا ہوا تھا۔ نقل ہے کہ جب بعد وفات والد بزرگوار کے سید عبد القادر سجادہ نشین ہوئے تو اونھون نے بادشاہون اور امیرون کی صحبت ترک کی اسلیے شاہ دہلی اون سے رنجیدہ ہوگیا اور چاہا کہ سجادہ نشین اونکا بھائی ہو ابھی یہ تجویز عمل مین نہین آئی تھی کہ حضرت نے فرامین جاگیر دائمہ و وظائف وغیرہ جو متعلق خانقاہ فقرا تھے بادشاہ کے پاس بھیجدیے اور لکھا کہ ہمکو بادشاہی جاگیر دائمہ کی ضرورت نہین جسکو سجادہ نشین آپ بنائین دیدین بعد ازان صرف حضرت کا صرف غیبی خزانہ سے تھا ایکمرتبہ بادشاہ نے حضرت کو بہزار التجا اپنے پاس بلایا تو حضرت نے جانے سے انکار کیا اور یہ شعر جواب مین لکھے قطعہ

بہیچ باب ازین باب روی گشتن نیست ہر آنچہ بر سر ما میرود مبارکباد
کسیکہ خلعت سلطان عشق پوشیدست بحلہاے بہشتی کجا شود دلشاد

حضرت کی وفات بتاریخ ہیزدہم ربیع الاول سنہ ۹۴۰ ہجری مین ہوئی اور مزار اوچ مین ہے +

سید محمود حضوری لاہوری قدس اللہ سرہ العزیز

یہ بزرگ سادات صحیح النسب موسوی غوری سے تھے انکے باپ خواجہ شمس الدین المشہور شمس العارفین غور کے ملک کے رہنے والے تھے اونکی وفات کے بعد سید محمود نے ہند کی سیر کا ارادہ کیا اور لاہور مین آکر محلہ حاجی سوائی سکونت کی مشہور کرامت اونکی یہ تھی کہ جس روز کوئی مرید اونکے ہاتھ پر بیعت کرتا اوسی روز کی شب کو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوجاتا اس لیے حضرت حضوری کے خطاب سے مخاطب ہوئے اور یہ سلسلہ مین حضرت کا شجرہ حضرت غوث الاعظم تک اسطرح پہونچتا ہے کہ سید محمود مرید اپنے باپ شمس الدین کے اور وہ مرید سید یعقوب کے اور وہ مرید سید عبد القادر کے اور وہ مرید سید علی کے اور وہ مرید سید مسعود کے اور وہ مرید سید احمد کے اور وہ مرید سید اصغر کے اور وہ مرید سید ابو الفتح

کے اور وہ مرید سید عبد الوہاب کے اور مرید حضرت غوث الثقلین کے **وفات** سید محمود کی نو سو بیالیس سن ہجری مین واقع ہوئی اور مقبرہ لاہور کے باہر میان میر کی سڑک کے پاس ہے۔

میران سید مبارک حقّانی بن سید محمد اوچی حلبی گیلانی

قادریہ سلسلہ مین یہ حضرت بڑے بزرگ صاحب زہد وتقویٰ وعبادت وریاضت وترک وتجرید وعشق ومحبت وجذب وسکر تھے حضرت نے آبادی چھوڑ کر جنگل مین سکونت اختیار کی کوئی بنی آدم اونکے روبرو نہین جا سکتا تھا اور جو جاتا مست ومجذوب ہو جاتا سوا ایک شخص معروف چشتی کے کسی نے نعمت خلافت ان سے حاصل نہین کی بارہ سال تک یہ حضرت مستی کی حالت مین رہے پھر لاہور مین تشریف لائے اور یہان ہی نو سو چھپن سال ہجری مین وفات کی نعش مبارک حضرت کی اوچ مین لیجا کر دفن کی۔

سید محمد غوث بالا پیر بن سید زین العابدین بن سید عبد القادر ثانی اوچی گیلانی

یہ حضرت طریقت مین مرید اپنے جد بزرگوار سید عبد القادر کے تھے اور پرورش وتکمیل ظاہری وباطنی بھی اونھین سے پائی کیونکہ ان کے والد بزرگوار بعمر جوانی اپنے والد کے روبرو کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے تھے جب انکے جد امجد بھی وفات پا گئے تو یہ اپنے چچا سید حامد گنج بخش سے ناراض ہو کر اوچ سے نکل آئے اور بمقام ستگھرہ جو پنجاب مین مشہور قصبہ ہے سکونت اختیار کی اور اوسی جگہ تاریخ ۵- شوال سنہ ۹۵۹ھ مین وفات کی روضہ حضرت کا بھی ستگھرہ مین ہے۔

شاہ لطیف برّی قادری قدس سرّہ

بزرگان پنجاب سے یہ حضرت بڑے بزرگ مشہور ہین حضرت کے خوارق وکرامات ہزارون حضرت کے مشہور ہین حضرت بڑے عابد زاہد گوشہ نشین مست ومجذوب تھے ہزارون مرید کی مدارج تکمیل کو پہونچے حضرت نے نعمت باطنی حضرت حیات المیر زندہ پیر سے پائی جو حضرت

غوث الاعظم کے پوتون سے زندۂ جاوید ہین حضرت کی وفات سنہ ۹۶۲ھ مین واقع ہوئی اور روضۂ مقدس مشہور ہے۔

سید بہاء الدین گیلانی المشہور بہاول شیر قلندر حجروی

مشائخ عظام و سادات کرام قادریہ سے یہ حضرت بڑے بزرگ دست و مجذوب تھے اور شجرہ نسب انکا حضرت غوث الاعظم کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہی کہ حضرت سید بہاول شیر بن سید محمود بن سید علاء الدین المشہور زین العابدین بن سید مسیح الدین بن سید صدر الدین بن سید ظہیر الدین بن سید شمس الدین بن سید مومن بن سید مشتاق بن سید علی بن سید صالح بن سید قطب الآفاق سید عبد الرزاق بن حضرت غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی سید بہاول شیر بغداد مین پیدا ہوئے پھر اپنے باپ اور پھوپھی کے ہمراہ ہندوستان مین آکر شہر بدایون مین سکونت اختیار کی وہان ان کے باپ بھی فوت ہوگئے اور انھون نے تربیت و تکمیل اپنی پھوپھی سے جو رابعہ عصر تھی پائی اور تمام عمر ریاضت و عبادت و سکر و جذب و عشق و شوق و ذوق مین گذرانی دو سو پچاس برس کی حضرت نے عمر پائی بلکہ اسقدر عمر کسی نے مشائخ قادریہ سے نہین پائی حضرت تین مرتبہ بارہ بارہ برس کی خلوت مین بیٹھے اور اُس عرصے مین بخور و خواب عبادت کرتے تھے ایک مرتبہ جو ایک غار مین چالیس برس بحالت سکر و جذب ایک مقام پر بیٹھے رہے تو پشت مبارک ایک پتھر کے ساتھ جو تکیہ گاہ آپ کا تھا چمٹ گئی جب ہانسے اوٹھے تو چمڑہ اوسی پتھر کے ساتھ رہ گیا یہ حضرت جب ایک سو برس کی عمر کو پہونچے تو ریش مبارک کا آغاز ہوا **نقل ہے** کہ جب چالیس برس کی خلوت کے بعد حضرت غار سے نکلے تو اس مقام پر آئے جہان اب قصبۂ حجرہ آباد ہے یہان اوس وقت دریا چلتا تھا دریا کے کنارے حضرت نے صومعہ بنایا اور سکونت اختیار کی زمینداران قوم وہول نے جنکی ملکیت مین وہ زمین تھی حضرت کو وہان سے اوٹھا دیا حضرت نے دوسری جگہ قیام کیا وہان بھی یہی معاملہ وقوع مین آیا اوس پر حضرت جلال مین آگئے اور دریا کو حکم دیا کہ تو یہانسے

ہٹ جا اور جگہ ہمارے بیٹھنے کے لیے خالی کر دریا فی الفور وہان سے کئی میل تک دور چلا گیا اور ایک گریوہ بلند جو دریا سے نکلا تھا اوس پر حضرت نے قیام فرمایا یہ کرامت حضرت کی جو زمیندارون نے دیکھی سب مرید ہو گئے اور اوس مقام پر آبادی ہو گئی مدت العمر حضرت وہان ہی رہے آخر اٹھادین شوال سنہ ۹۷۳ھ مین فوت ہو کر حجرہ مین دفن ہوئے اور مادۂ عبد القادر ثانی سے حضرت کی تاریخ وفات ظاہر ہے

سید حامد گنج بخش سید عبد الرزاق بن سید عبد القادر ثانی رح

خاندان قادریہ عظیمہ مین سے یہ حضرت بڑے بزرگ صاحب شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت تھے ہزارون خادم حضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر مراتب تکمیل کو پہونچے بادشاہان وقت بھی اونکی آستان بوسی کو اپنا افتخار جانتے تھے تمام عمر اونھون نے عبادت و ریاضت مین گذرانی اور اوچ مین سکونت رکھی حضرت کے خلفای کامل و مکمل بہت تھے چنانچہ سید شیر شاہ ملتانی اور شیخ داؤد کرمانی حضرت کے کاملین خلفا مین سے تھے حضرت کی وفات سنہ ۹۷۸ھ مین ہوئی اور بمقام اوچ مدفون ہوئے اور بعد اونکی وفات کے سید جمال الدین موسی مسند مشیخت پر بیٹھے شیخ محبوبی اونکی تاریخ وفات ہے۔

شیخ داؤد چونی وآل شیر گڈھی قادری قدس سرہ

پنجاب کے قادریہ بزرگون سے یہ حضرت صاحب حال و قال و شریعت و طریقت مشہور ہین شام سے صبح تک یہ حضرت عبادت مین مصروف رہتے تمام رات کبھی سوتے نہ تھے اور عبادت کا یہ حال تھا کہ تمام رات کبھی قیام اور کبھی سجود اور کبھی رکوع اور کبھی قعدہ مین گذر جاتی اور کثرت ریاضت سے ایک طرح کی نسبت خاص انکو حضرت غوث الاعظم کے ساتھ پیدا ہوئی اور حضرت کی باطنی اجازت سے یہ حضرت سید حامد گنج بخش کی خدمت مین حاضر ہوئے اور مراتب تکمیل کو پہونچے خرقہ خلافت حاصل کیا صاحب شجرۃ الانوار انکا شجرہ نسب اسطرح امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملاتے ہین کہ سید داؤد بن

سید فتح اللہ کرمانی بن سید مبارک بن سید فیض اللہ بن سید صفی الدین آدم کرمانی بن سید نقی الدین احمد بن عبد المجید بن سید عبد الحفیظ بن سید عبد الرشید بن سید ابو الغنائم بن سید ابو المکارم بن سید ابو المحاسن بن سید ابو الفیض بن سید ابو الفضل بن سید عبد الباقی بن سید ابو المعالی محمد بن سید ابو الواہب بن سید ابو الحیات بن سید محمد بن سید محمد ماہ بن سید شاہ محمد میر بن سید مسعود بن سید محمود بن سید ابو الاحمد بن سید داؤد بن سید ابو ابراہیم اسمٰعیل بن سید محمد اعرجی بن موسیٰ مبرقع بن امام موسیٰ رضا رضوان اللہ علیہم اجمعین مگر ایک ور شجرہ میں اسطرح صحت ہوئی کہ سید محمد اعرجی بن موسیٰ مبرقع بن امام محمد تقی بن امام علی موسیٰ رضا کیونکہ سید موسیٰ مبرقع کوئی صاحبزادہ حضرت امام رضا کا نہ تھا و صاحب سفینۃ الاولیا لکھتا ہے کہ اول سید فتح اللہ والد بزرگوار انکا عرب سے ہند میں آیا اور بمقام ہیبت پوریٹی سکونت اختیار کی پھر وہان سے قصبہ چونیان میں ایش کی جب وہ مر گئے تو سید داؤد انکے مرنے کے بعد چار ماہ پیدا ہوئے اور مولانا اسمٰعیل لاہوری کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم ظاہری سے بہرہ کامل پایا پھر باطنی علوم کے حاصل کرنیمین مشغول ہوئی وفات حضرت کی سنہ ۹۸۲ھ میں اور مزار گوہر بار بمقام شیر گڈھ زیارتگاہ خلق اللہ ہی اور ہر سال بڑا ہجوم حضرت کے مزار پر ہوتا ہی اور تاریخ وفات حضرت کی پیر حق پرست سے ظاہر ہوتی ہے اور مشتاق بنان مادہ تاریخ درج اخبار الاخیار ہے

شیخ بہلول قادری قدس سرہ

یہ حضرت قادریہ سلسلہ میں بڑے شیخ مشہور ہیں شاہ لطیف برہی سے فیض پایا سہروردیہ فیض بھی اس سلسلہ میں تھا کہ شاہ لطیف نے سوائے حیات المیر زندہ پیر کے شیخ نصیر الدین قریشی ملتانی سے بھی فیض حاصل کیا تھا شیخ بہلول نے سفر بہت کیا اور بڑے بڑے بزرگون سے فیض باطن پایا چنانچہ اول بمقام نجف اشرف پھر کربلائے معلیٰ میں جا کر اعتکاف کیا وہان سے مکہ معظمہ میں جا کر مناسک حج ادا کیے پھر مدینے میں جا کر کئی مہینے خلوت اختیار کی وہا سے بغداد میں جا کر روضۂ عالیہ غوث الاعظم پر چار چلہ تک معتکف رہا پھر مشہد مقدس میں جا کر فوائد حاصل کیے پھر کوہ پنجشیر جاری پر جا کر ایک بزرگ سے جو قطب زمانہ تھا

نعمت باطنی پائی آخر سال نوسو تراسی مین وفات پائی مادہ شیخ بہلول سے حضرت کی سال وفات حاصل ہوتی ہے اور روضہ مبارک چنیوٹ کے علاقے مین ہے

شیخ ابو اسحاق قادری لاہوری

یہ حضرت بڑے خلیفہ حضرت شیخ داؤد کرمانی کے تھے علوم ظاہری و باطنی و اتقا مین تو سلکۂ اپنے پیر کے مدارج علیا پہونچے ہزارون خوارق و کرامت ان سے سرزد ہوئین حضرت داؤد کی اجازت سے یہ حضرت لاہور مین آئے اور بمحلہ پیر عزیز مزنگ مغل کے سکونت اختیار کی ہزارون آدمی انکی بیعت مین داخل ہوئے اور صدہا لوگون نے تعلیم علوم فقہ و حدیث و تفسیر کی پائی آخر سال نوسو بچاسی ہجری مین وفات کی روضہ حضرت کا موضع مزنگ مین جو لاہور سے جانب جنوب دو میل پر واقع ہے زیارتگاہ خلق ہے۔

شاہ معروف چشتی و قادری

یہ بزرگ اول طریقۂ چشتیہ مین اپنے والد بزرگوار کے جنکا شجرہ حسبی و نسبی حضرت فرید گنج شکر کے ساتھ ملتا تھا مرید تھے اور اوسی طریق مین کامل و مکمل شیخ ہوئے من بعد جب شہرہ کرامت و خوارق جذب و استغراق حضرت سید مبارک حقانی کا اونکے کان مین پہونچا تو کمال شوق کے ساتھ بمقام بلکھی جنگل اونکی خدمت مین پہونچے اور سلسلۂ عالیہ قادریہ مین خرقہ خلافت حاصل کیا اور انھین کی ذات بابرکات سے پنجاب مین سلسلۂ نوشاہیہ نے فروغ پایا وفات حضرت کی سال نوسو ستاسی ہجری مین وقوع مین آئی +۔

سید محمد نور بن سید بہاول شیر گیلانی

بڑے بیٹے اور خلیفہ سید بہاول شیر گیلانی مجردی کے خسر انکے حضرت شاہ کمال بخاری تھے جن کا مزار قصبۂ چونیان مین ہے اور پیر جہانیان کے خطاب سے مشہور ہین

نقل ہے کہ جب سید بہاول شیر فوت ہو گئے سید محمد نور حاضر نہ تھے انکی غیر حاضری ہی مین وہ دفنائے گئے جب آئے تو باپ کے دیدار کے لیے سخت بے قرار ہوئے اور چاہا کہ قبر کھدوا کر باپ کا چہرہ دیکھین لہذا اوپر قبر خیمہ برپا کرایا اور سب کو نکال کر اپنے ہاتھ سے قبر کو کھودا اور زیارت کی اوسوقت ناگہان ایک معمار جو حضرت کے مریدون مین سے تھا بے اختیار اندر آ گیا مگر بسبب اسکے کہ بے اجازت آیا تھا اندھا ہو گیا چند سال کے بعد جب سید محمد نور کا ارادہ ہوا کہ باپ کی قبر پر گنبد بنائین تو اوس معمار نے عرض کی کہ اگر مین بینا ہو جاؤن تو مقبرہ حضرت کا مین خود بناؤن فرمایا کہ دن بھر جب تو کام کرتا رہیگا تو بینا رہیگا جب کام سے اوٹھیگا تو اندھا ہو جائیگا چنانچہ جب تک مقبرہ تیار ہوتا رہا ایسا ہی ہوتا رہا وفات انکی سال نوسو اٹھاسی ہجری مین وقوع مین آئی

شاہ قمیص بن سیّد ابی الحیات گیلانی ساڈھوری

یہ بزرگوار بزرگان دین و مشائخ اہل یقین سے جامع شریعت و طریقت علوم ظاہری و باطنی ہوئے ہین شجرۂ نسب اونکا بچند واسطۂ درمیانی بحضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سید سلطان شیخ عبد القادر محی الدین جیلانی قدس سرہ تک پہونچتا ہے اسطرح پر کہ سید شاہ قمیص گیلانی بن سید ابی الحیات بن تاج الدین محمود بن بہاء الدین محمد بن [illegible] بن شاہ داؤد بن جمال الدین علی بن ابی صالح نصر بن سید آفاق عبد الرزاق بن حضرت سید غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی انکے باپ ابی الحیات اول بغداد سے ہند مین آئے اور چندے بنگال مین تشریف رکھی پھر قصبۂ سادھورہ خضرآباد جو انبالہ کے علاقہ مین ہے آئے اور سکونت کی اور ایک شخص نصر اللہ نام نے جو عالم و عامل تھا اپنی بیٹی اونکے نکاح مین دی اوسکے بطن سے سید شاہ قمیص پیدا ہوئے جو ولی مادرزاد تھے باپ نے اونکو ظاہری و باطنی تکمیل دی ہزارون اونکی ذات بابرکات سے کمالات صوری و معنوی کو پہونچے گویا سلسلۂ قادریہ انکی ذات بابرکات سے ہند مین شائع ہوا انکی اولاد اب بھی سادھورہ مین رہتی ہے اس زمانہ کے پیرون مین سے اونکی ذات بھی مغتنمات سے ہے وفات حضرت شاہ قمیص کی سوم

ذی قعدہ سال نو سو بانوے ہجری وقوع مین آئی اور مقبرہ اوکا دھورہ مین ہے

سید موسیٰ پاک شہید قدس سرہ

فرزند دلبند حضرت سید حامد گنج بخش گیلانی اوچی صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند تھے جب باپ کے روبرو انھون نے تحصیل ظاہری و باطنی پائی تو بخطاب جمال الدین ابوالحسن مخاطب ہوگئے بڑے بڑے علما و فضلا انکے مرید بنے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلی بھی انھین کے مرید با اخلاص تھے ان حضرت کو حضرت غوث الاعظم کی روحانیت کے ساتھ ایک نسبت خاص تھی کہ ہر وقت حضور رہتا تھا اور صد ہا دفعہ بیداری و خواب مین بزیارت پیغمبر خدا صلعم کے مستفید ہوئے تمام عمر انھون نے ریاضت و مجاہدہ و عبادت و تعلیم و تلقین مین گذرانی آخر سال ایکہزار ایک ہجری مین بدخواہان قوم لنگاہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے روضہ حضرت کا ملتان مین زیارتگاہ خلق اللہ ہے

سید کامل شاہ لاہوری قدس سرہ

بزرگان خطۂ لاہور سے بڑے بزرگ تھے پہلے سلسلۂ قادریہ مین بیعت کی اور بعد عبادات و ریاضات ولی کامل ہوئے پھر بخدمت شیخ الہ داد مداری کے حاضر ہو کر فیض پایا پنجاب مین لوگ انکو دیوان کامل کہتے تھے ورود انکا لاہور مین اکبر بادشاہ کی وقت بخاری سے ہوا اور موضع بابوسابو مین بسا تھے سکونت رکھی اور وہین سال ایکہزار پانچ مین فوت ہو کر مدفون ہوئے

شیخ حسین المشہور بہ لال حسین لاہوری

شیخ بہلول دریائی کے خلیفون سے یہ بزرگ صاحب حال و جذبہ و شوق و ذوق و وجد و سماع مشہور ہین طریق انکا ملامتیہ تھا پوشاک سرخ رکھتے تھے اسلیے لال حسین مشہور ہوئے انکا دادا کلجس رای ہندو تھا جسنے فیروز شاہ تغلق کے وقت دین اسلام قبول کیا اوسکا بیٹا عثمان زمیندار آدمی تھا اور جولاہون کے کام سے قوت حلال پیدا کرکے گذارہ کرتا اوسکے گھر شیخ حسین پیدا ہوئے سات برس کی عمر مین یہ ایک فاضل ابوبکر نام

کے پاس قرآن پڑھتے تھے کہ ناگاہ ایک روز شیخ بہلول کا گذر اوس مسجد مین ہوا اور حضرت کی نظر فیض اثر حضرت حسین پر ایسی ہوئی کہ خرد سالی کی عمر مین ولی کامل ہو گئے بعد حضرت مدت مدید عبادات اور ریاضات شاقہ مین مصروف رہے اور کئی چلے مزار گوہر بار علی مخدوم گنج بخش ہجویری پر کئے اور تکمیل کو پہونچے حضرت کے خوارق و کرامات بے تعداد درج کتاب حقیقۃ الفقرا ہین اور چند اون مین سے درج کتاب خزینۃ الاصفیا بھی ہین اس مختصر مین اونکی گنجایش نہین اسلیے ترک کی گئین حقیقۃ الفقرا مین لکھا ہے کہ خادم کامل و مکمل شیخ حسین کے نو ہزار کس تھے اور مرید ایک لاکھ پچیس ہزار اونمین سے سولہ خلفاے نامی گرامی ہوئے منجملہ اونکے چار تو مخاطب بخطاب غریب تھے اور چار کا بخطاب دیوان اور چار کا خطاب خاکی اور چار کا خطاب بلاول تھا چار غریب تھے پہلا شاہ غریب بمقام رتی ٹبہ متصل فیروزپور مدفون ہے دوم شاہ غریب لنگوی والے ضلع وزیرآباد مین تیسرا شاہ غریب بمقام چیلاپور علاقہ دکن مین مدفون ہے چوتھے شاہ غریب کی قبر حضرت کی قبر کے پاس ہے اور چار دیوان اونمین سے پہلے دیوان حضرت کے معشوق و محبوب شیخ مادھو دوسرے دیوان گورگھہ تیسرے اللہ دیوان لاہور مین مدفون ہے چوتھے دیوان بخشی بیجاپور دکن مین اور چار خاکی پہلا مولا بخش خاکی دوسرا خاکی شاہ لاہور مین مدفون ہین تیسرے خاکی شاہ وزیرآباد مین چوتھے حیدر خاکی دکن مین آسودہ ہین اور چار بلاول اول شاہ رنگ بلاول دوم مدھو بلاول سوم شاہ مست بلاول لاہور مین چہارم شاہ بلاول دکن مین مدفون ہین ولادت باسعادت شاہ حسین کی سال نوسو پینتالیس اور وفات سنہ ۱۰۰۸ھ بعہد شاہ اکبر وقوع مین آئی اور مزار گوہر بار لاہور مین ہے

قطعہ تاریخ

خالب عشق و عاشق جانباز
گفت خوشحال دل بتولیدش

ماہ عالم حسین نور حسین
سال ترحیل شمع عشق حسین

شاہ شمس الدین قادری لاہوری

لاہور کے بزرگون مین سے یہ بزرگ بڑے بزرگ صاحب مراتب عالیہ و مقامات جلیہ تھے حضرت شاہ ابو اسحاق قادری لاہوری سے انہون نے نعمت خلافت پائی اور لاہور ہی مین سکونت رکھکے مشغول بتدریس و تلقین ہوئے دنیا کے طالب بھی اونکی خدمت مین حاضر

ہو کر کبھی خالی نہ جاتے شاہ جہانگیر بادشاہ انکا کمال معتقد تھا ہر سال جب کشمیر کے سفر کو جاتا انکی خدمت مین حاضر ہوتا انکے کامل و مکمل مرید بہت تھے چنانچہ شاہ بلاول لاہوری بھی انکے کامل خلفا مین سے ہین وفات انکی بسال اکیہزار اکیس مین ہوئی اور روضہ منورہ لاہور مین ہے

عاشق لاؤبالی شاہ خیرالدین ابو المعالی لاہوری بن سید رحمۃ اللہ بن سید فتح اللہ کرمانی قادری

یہ بزرگ برادر زادہ حقیقی شیخ داؤد کرمانی شیر گڈہی کے ہین اور انھین کے مرید تھے تیس سال تک یہ اپنے پیر روشنضمیر کی خدمت مین حاضر رہکر تکمیل کو پہونچے اور بعد عطاے خرقۂ خلافت لاہور کو ماموربہ ہوئے راستے مین جس جس مقام پر یہ منزل گزین ہوئے چاہ و باغیچے وہان پختہ بنوائے جو اب تک یہ چھوکھائی عید ابولمعالی مشہور ہین لاہور مین آکر انھون نے قبول عظیم حاصل کیا اور ہزارون مرید و خادم ہوئے ادنی کرامت انکی یہ تھی کہ مرید انکا بیعت کے روز ہی حضرت غوث الاعظم کی زیارت سے مستفید ہو جاتا تھا انکو ایک نسبت خاص حضرت غوث الاعظم کے ساتھ تھی اور اعتقاد حد سے زیادہ تھا کہ کتاب تحفۂ قادریہ غوث الاعظم کے خوارق و کرامت کے ذکر مین انکا تالیف کیا ہوا مشہور ہے اور دیوان اشعار انکی اولاد کے پاس موجود اولاد انکی لاہور مین سکونت پذیر ہے مگر افسوس کہ ایسے عالم و فاضل و ولی کی اولاد علم سے بے بہرہ ہے ولادت شاہ ابو المعالی کی سال نوسو ساٹھہ اور وفات سال اکیہزار چوبیس مین واقع ہوئی

شیخ محمد طاہر لاہوری قادری و نقشبندی رح

مرید و خلیفہ شاہ اسکندر بن کمال کنیتلی جامع عبادات و ریاضات و علوم دینی و دنیوی و رموزات صوری و معنوی و خوارق و کرامت و جذبات و الہامات تھے پہلے انھون نے تکمیل اپنے مرشد ارشد شاہ اسکندر کنیتلی کی خدمت مین پائی پھر بخدمت امام ربانی مجدد الف

ثانی پیر احمد فاروقی سرہندی حاضر ہو کر فوائد عظیم حاصل کیے اور اونکی ارشاد سے لاہور مین آکر ہدایت خلق مین مصروف ہوئے ہزارون لوگ اونکی ارشاد کی برکت سے مراتب عالیہ پر پہونچی یہ حضرت تمام عمر کسی دولتمند کی پاس نگئی اور نہ اونکو اپنے دربار مین بار دیا کتب احادیث و تفاسیر کی کتابت حضرت کرتے اور ہدیہ کر کے گذارہ اوقات کرتے اور رات بھر خدام کی تلقین اور عبادت الٰہی مین گذرتے انکے سلسلہ قادریہ مین یہ بزرگ اپنے عہد کے قطب وقت تھے کوئی سائل دین و دنیا کا جو اونکے دروازے پر آیا خالی نگیا سید آدم بنوری مجددی نقشبندی نے جب انکی بزرگی کا شہرہ سنا پیادہ بنور سے لاہور مین آیا اور فیضیاب ہوا وفات انکی بروز پنجشنبہ وقت چاشت آٹھوین محرم سال ایکہزار چالیس ہجری مین ہوئی اور عمر چھپن ٥٦ برس کی پائی اور حضرت فرماتے تھے کہ میری وفات کے جو شخص میرے احاطۂ مزار مین مدفون ہوگا مین نے خدا سے مانگا ہے کہ وہ جنتی ہو قطعۂ تاریخ

شیخ طاہر پاکباز و پاک دین اوج عرفان پر تھے مثل آفتاب
جب گئے دنیا سے سال خاتمہ ہوگیا روشن کہ روشن آفتاب

شیخ محمد میر المشہور بمیانمیر قادری لاہوری

یہ بزرگ حضرت شیخ خضر سیستانی کی خلیفہ تھی انکا شجرہ اس طرح پر آتا ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ میانمیر لاہوری مرید و خلیفہ شیخ خضر سیستانی اور وہ مرید احمد اور وہ مرید سید احمد اور وہ مرید سید عبدالجبار اور وہ مرید سید ابوالقاسم اور وہ مرید شیخ موسی حلبی اور وہ مرید شاہ ابوبکر اور وہ مرید شاہ داؤد اور وہ مرید شاہ سلیمان اور وہ مرید شیخ زید اور وہ مرید شیخ قریشی اور وہ مرید حضرت قطب الآفاق سید عبدالرزاق اور وہ مرید اپنے والد ماجد محبوب سبحانی شیخ سید عبدالقادر گیلانی قدس اللہ سرہم العزیز کے تھے انکے باپ کا نام قاضی اسائیدین قاضی قلندر فاروقی اور والدہ کا نام بی بی فاطمہ قاضی فارن تھا سیستان مین آپ پیدا ہوئے سات برس کی عمر مین انکے باپ فوت ہوگئے بارہ برس کی عمر مین علوم دینی کی تعلیم سے فارغ ہوئے اور اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت مین سلسلہ عالیہ قادریہ بیعت کر کے مصروف بعبادات و ریاضات ہوئے جب صفائی حاصل ہوئی تو اپنی والدہ کی اجازت سے شیخ خضر سیستانی کی خدمت مین آئے اور تکمیل پائی اور بعد حصول خرقہ

خلافت پیر روشن ضمیر کے ارشاد سے لاہور مین پہونچے اور سکونت اختیار کی انکی ریاضت کا یہ حال تھا کہ رات کو کبھی نہ سوتے اور حبس دم کی یہ حالت تھی کہ ایک دم مین تمام رات گذر جاتی تھی اور ایک ہفتہ کے بعد روزہ افطار ہوتا تھا اور کبھی بحالت جذب و استغراق ایک ایک ماہ تک طعام کھانے کی نوبت نہین پہونچتی تھی حضرت کے خوارق وکرامت کی حال مین شہزادہ دارا شکوہ نے ایک کتاب سکینۃ الاولیا نام لکھی ہے اوسمین سب حال درج ہے ولادت حضرت میانمیر کی بقول صاحب سفینۃ الاولیا سال نوسو ستاون اور وفات ۱۰۴۵ ہجری مین ہوئی اور عمر اٹھاسی برس کی اور حضرت پچیس سال کی عمر مین لاہور مین تشریف لائے اور ساٹھ برس تک قیام کیا اور حضرت میانمیر کے چار بھائی اور تھے اور دو بہنین اور بھائیون سے ایک کا نام میان قاضی دوسرے کا قاضی عثمان تیسرے کا قاضی طاہر چوتھے کا قاضی محمد نام تھا اور بہنون کا نام بی بی [illegible] اور بی بی جمال خاتون تھا روضہ حضرت کا لاہور مین زیارت گاہ خلق اللہ ہے قطعہ تاریخ

میر دنیا و دین میانمیر است
ہست میر ثبت تولیدش
ہادی صدق میر اشرف خوان
نیز فیاض حق ولی آمد

واقف راز و محرم اسرار
ہم میانمیر چشمۂ انوار
وصل آن شاہ زبدۂ اخیار
ہم میانمیر دستگیر اے یار

سید شاہ بلاول بن سید عثمان بن سید عیسیٰ قادری لاہوری

مشائخ متاخرین مین سے یہ حضرت نہایت متقی و متشرع و صائم و قائم و عابد و زاہد تھے خرقۂ فقر انھون نے حضرت خواجہ شمس الدین لاہوری سے پایا بزرگ انکے ہمایون بادشاہ کے ساتھ ہرات سے ہند مین آئے بادشاہ نے قصبۂ شیخوپورہ انکی جاگیر مین دیا اور وہ اوسی مقام پر سکونت پذیر رہے۔ ولادت شاہ بلاول کی بھی اوسی مقام پر ہوئی کتاب محبوب الواصلین مین لکھا ہے کہ یہ بزرگ مادرزاد ولی تھے سات برس کی عمر تھی ایک روز حضرت کے ہمسایہ کا لڑکا جو آٹھ برس کا تھا مر گیا اوسکی مان باپ روتے تھے شاہ بلاول مردہ کی چارپائی کے پاس جا کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے دوست بیوقت

سونا کیا اضرور ہی۔ تتمہ تیمیہ نہ آپس مین کھیلین لڑکا فی الفور زندہ ہوگیا اور اٹھکر اونکے ساتھ روانہ ہوا حضرت نے تعلیم علوم ظاہری مولانا ابو الفتح لاہوری سے پائی اور تلقین حضرت شاہ شمس الدین سے جب تکمیل کو پہونچے قبول عظیم پایا ہزارون طالب انکے مرید ہوئے حضرت نے لنگر عام جاری کیا ہزارون مسافر غربا مساکین دو وقتہ کھانا حضرت کے لنگر سے کھاتے تھے وفات حضرت کی سال اکہزار چھیالیس ہجری مین واقع ہوئی اور تاریخ اٹھائیسوین ماہ شعبان اور عمر ستر برس کی مزار گوہر بار دروازہ دہلی شہر لاہور کے باہر ہے۔ قطعۂ تاریخ۔

شاہ بلاول شاہ عالی جاہ تھے حضرت حق سے ملا انکو بہشت
انکا نور معرفت سے ہے خاتمہ دوسری تاریخ ہے نیکو سرشت

سید محمد مقیم محکم الدین بن شاہ ابو المعالی بن سید محمد نور بن سید بہاول شیر گیلانی حجروی

مرید و خلیفہ سید جمال اللہ حیات المیر زندہ پیر جامع سیادت و نقابت و نجابت و شرافت و عبادت و ریاضت و خوارق و کرامت تھی جب انکا باپ شاہ ابو المعالی فوت ہوگئے تو یہ خردسال رہگئے بعد حصول فراغ علوم ظاہری انکو شوق تحصیل رموز باطنی ہوا تو یہ ہر روز اپنی عقدہ کشائی کی امید پر اپنے جد بزرگوار بہاول شیر کے روضہ مین جاتے اور بعد ذکر و شغل وہان ہی سو رہتے ایک رات جد بزرگوار کو خواب مین دیکھا اور انھون نے فرمایا کہ اے نور العین تیرا حصہ ہمارے پاس نہین بلکہ حیات المیر زندہ پیر کے پاس ہے تم لاہور جاؤ وہان اونکو پاؤگے اور وہ تمکو نعمت باطنی بخشینگے پس شاہ محمد مقیم اس ارشاد کے بموجب لاہور کو روانہ ہوئے جب گورستان میانی مین بجوار مزار شیخ محمد طاہر لاہوری پہونچے تو حیات المیر کو ایک حجرہ مین پایا اونکی خدمت مین حاضر ہوکر مرید ہوئے [illegible] ایک نظر فیض اثر پیر روشن ضمیر سے تکمیل پائی حضرت کی ذات بابرکات سے خوارق و کرامت بہت صادر ہوئی جنکی تشریح کتابون مین لکھی ہے وفات حضرت کی سال اکہزار پچپن ہجری مین واقع ہوئی اور مزار پر انوار بمقام حجرہ زیارتگاہ خلق اللہ ہے۔

شیخ مادھوری قدس سرہ العزیز

خلفاے شیخ حسین لاہوری سے یہ بزرگ اپنے پیر روشن ضمیر کے محبوب و مطلوب تھے قصبۂ شاہدرہ مین اِنکے باپ مان جو قوم کے برہمن تھے رہتے تھے حضرت حسین اُنکے حسن و جمال پر بدل و جان عاشق ہوگئے اور بجذبۂ محبت اپنی طرف کھینچا چنانچہ شیخ مادھو بھی بارادت صادق اونکی خدمت مین حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوئے اور تربیت و تکمیل پاکر ولی کامل ہوئے تمام عمر اپنے پیر کی خدمت مین حاضر رہکر وہ فوائد حاصل کیے کہ مشائخ وقت سے ممتاز ہوئے جب حسین نے وفات پائی اونکے مزار پر مجاور رہے ولادت شیخ مادھو کی سال نو سو تراسی ۹۸۳ مین اور وفات سن ایکہزار چھپن ۱۰۵۶ ہجری مین واقع ہوئی اور تہتر ۷۳ سال کی عمر پائی

خواجہ بہاری علیہ رحمۃ اللہ الباری قادری لاہوری

میان میر بالا پیر لاہوری کی خلیفہ صاحب کمال اہل حال و قال تھے میان میر کی وفات کے بعد اُنھون نے ہنگامۂ مشیخت گرم کیا ہزارہا خلق خدا اُنکی خدمت مین حاضر ہوکر مراتب ولایت کو پہونچے محمد دارا شکوہ سفینۃ الاولیا مین لکھتے ہین کہ ایک رات خواجہ بہاری نواب غازی خان کے گھر بتقریب دعوت مہمان تھے اور موسم سرما کے سبب سے آگ روشن تھی اتفاقاً توحید کے مسائل شروع ہوئے پھر ایک شخص الگ تقریر کرتا تھا خواجہ بہاری اپنی جگہ سے اوٹھے اور آگ مین جاکر ایک ساعت تک ٹھہرے رہے ایک بال اونکا نہ جلا پھر اپنی جگہ پر آئے اور کہا کہ توحید کے لیے حال درکار ہے نہ قال جب انسان پر حال غالب ہوجاتا ہے تو آگ پانی ہوا خاک شیر سانپ غرض کوئی دشمن اوسکو آزار نہین پہونچا سکتا بلکہ سب مخلوق اوسکی مطیع ہوتی ہے وفات خواجہ بہاری کی سال ایکہزار ساٹھہ ہجری مین ہوئی اور مزار متصل روضۂ میان میر کے ہے

شاہ سلیمان قادری قدس سرہ

یہ بزرگ شاہ معروف چشتی کے خلیفہ تھے اُنکا باپ منگو قوم موچی موضع بھیلووال مین رہتا تھا

جب شاہ سلیمان خرد سال تھا تو ایکرات شاہ معروف منگو کے گھر مہمان ہوئے شاہ سلیمان اوسوقت گھر کے صحن مین کھیل رہے تھے شاہ معروف نے اونکو بغل مین لیکر پیار کیا اور منگو کو ارشاد کیا کہ یہ لڑکا ہماری امانت ہے اِسکی پرورش بخوبی کرنا غرض جب شاہ سلیمان بالغ ہوئے تو شاہ معروف کی خدمت کی مین حاضر ہوکر تکمیل پائی اور کاملان وقت سے ہوئے یہ بزرگ سماع سُنتے اور وجد مین ایسے بیہوش ہوتے کہ مرگ کی حالت تک پہونچ جاتے ہزارون انکی بیعت مین آکر مدارجِ اعلیٰ تک پہونچے تمام عمر حضرت طلبا کی ہدایت مین معروف رہے آخر سال ایک ہزار پینسٹھ ۱۰۶۵ ہجری مین وفات پائی

سید جان محمد حضوری بن شاہ نور بن سید محمود حضوری لاہوری قدس سرہ

لاہور کے بزرگون مین سے یہ بزرگ صاحب محبت وجذب وخوارق وکرامات مشہور ہین جد بزرگوار اِنکے سید محمود جنکا ذکر جزو اول اِس کتاب مین درج ہوچکا ہے کوہ غور سے آکر لاہور مین سکونت پذیر ہوئے اِنھون نے تربیت وتکمیل اپنے باپ سید نور اور جد بزرگوار سے پائی اور اونکی وفات کے بعد مسند اِرشاد پر بیٹھے ہزارون خدام اونکے حلقۂ اِرادت مین آئے اور قبول عظیم حاصل ہوا لاہور مین متصل موضع گڑھی شاہو اِن کا مزار ہے اور سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین حضرت فوت ہوئے اونکی اولاد بھی لاہور مین رہتی ہے مگر علم دینی و دُنیاوی سے بے بہرہ ہے جلد سازی وغیرہ کاموں پر گذارہ کرتے ہین مزار پر بھی سجادہ نشین وہی ہین

سید عبد الرزاق المشہور شاہ چراغ قادری لاہوری

مشائخ قادریہ عالیہ مین سے یہ بزرگ صاحب عبادت وریاضت وزہد وتقویٰ جامع علوم ظاہری وباطنی تھے اِنکے باپ کا نام سید عبد الوہاب بن سید عبد القادر ثالث بن محمد غوث بالا پیر بن زین العابدین بن سید عبد القادر ثانی بن سید محمد غوث اوچی حلبی گیلانی تھا جس روز یہ پیدا ہوئے اِنکے والد بزرگوار نے فرمایا کہ یہ فرزند ہمارے گھر کا ایک چراغ پیدا ہوا ہے جس سے تمام خاندان روشن ہوگا انکا نام شاہ چراغ مقرر ہوا اِنکو سیر کا شوق

تھا اکثر ملکونکی انھون نے بطور تجرید سیر کی حرمین شریفین مین بھی تشریف لے گئے شاہ جہان بادشاہ انکا کمال معتقد تھا اوسنے ہر چند چاہا کہ ایک اپنی لڑکی اونکے یا اونکے فرزند سید مصطفی کے ساتھ منسوب کرے قبول نہ کیا وفات حضرت کی بائیسوین ذی قعدہ سنہ ایکہزار اٹھہتر ہجری مین واقع ہوئی اور روضہ حضرت کا لاہور مین ہے

شیخ شاہ محمد المشہور بملا شاہ قادری لاہوری

حضرت میانمیر بالا پیر لاہوری کے خلفا مین سے یہ حضرت بڑے زاہد و عابد و موحد و متقی تھے کنیت انکی اخوند اور لقب لسان اللہ اور باپ کا نام ملا عبدی مولد و وطن موضع ارکسان ملک بدخشان تھا بچپن مین یہ حضرت طالب حق ہو کر وطن سے نکلے اور آگرہ تک گئے پھر لاہور مین آئے اور حضرت میانمیر بالا پیر لاہوری کے مرید ہوئے اور اپنے پیر کے مریدون مین سے ریاضت و مجاہدہ و ترک دنیا مین امتیاز حاصل کیا یہان تک کہ کوئی خادم اپنے پاس نہ رکھتے اپنے گھر مین کبھی کھانا نہ پکاتے اور نہ رات کو چراغ جلاتے سوا ایک بوریے کے کبھی فرش کے محتاج نہوتے ذکر اونکا ہمیشہ حبس دم کے ساتھ ہوتا تمام عمر مین کبھی آنکھین انکی نیند سے آشنا نہ ہوئین اور نہ نکاح کیا اور ہمیشہ یہ انکی عادت مین داخل تھا کہ عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ تمام عمر مین ہمکو غسل جنابت اور احتلام کی حاجت نہین ہوئی کیونکہ یہ دونون غسل نکاح اور نیند سے متعلق ہین اور ہم نے نہ تو نکاح کیا اور نہ سوئے ہین سات برس مین انھون نے تکمیل پائی اور اپنے پیر کے حکم سے کشمیر مین جاکر سکونت پذیر ہوئے ہزارہا طالبان خدا انکی توجہ سے مراتب قرب الہی کے مستفید ہوئے کشمیر مین شیعہ لوگ انسے سخت عداوت رکھتے تھے مگر جب روبرو آتے تائب ہوجاتے یہ حضرت شاعر بھی تھے انکا دیوان فارسی عمدہ تصانیف انکی مین سے ہے اور ہر ایک شعر مین مضامین وحدت وجودی مترشح ہین وفات حضرت سنہ ۱۰۶۹ ہجری مین واقع ہوئی اور مزار گوہربار لاہور مین بیرون مقبرہ میانمیر بالا پیر ہے اب انکے مزار کے احاطہ مین موضع میانمیر آباد ہے انکا روضہ دارا شکوہ نے کئی لاکھ روپیہ خرچ کرکے بنوایا تھا جسکے پتھر تمام وکمال رنجیت سنگھ اتر واکر امرت سر لے گیا

شیخ حاجی محمد قادری المشہور بحضرت نوشاہ گنج بخش قدس سرہ

یہ بزرگ مادرزاد ولی حضرت شاہ سلیمان قادری کے خلیفہ تھے حالات جذب و سکر و محبت و عشق و شوق و ذوق انکی طبیعت پر غالب تھی اور زہد و ریاضت و تقوی و خوارق و کرامت مین طاق یگانۂ آفاق تھے طریقۂ نوشاہیہ جسکے فقیر پنجاب مین ہزارون ہین اونسے شروع ہوا انکے والد بزرگوار حاجی علاء الدین بھی بڑے بزرگ تھے جنھون نے تمام عمر مین سات مرتبہ حج کیا اور زیارت روضۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف یاب ہوئے حضرت کی والدہ بی بی جیونی تھی بڑی عابدہ زاہدہ تھین سترہ سال کی عمر تک حضرت نے علوم ظاہری سے فراغت حاصل کی پھر تارک دنیا ہو کر [illegible] ساندل بار مین قیام کیا اور ذکر الٰہی مین مشغول ہوئے مگر والدین نے اونکو وہان نہ چھوڑا اور وہان سے آکر حضرت بوسیلۂ ملا کریم الدین شاہ سلیمان کی خدمت مین حاضر ہوئے اور بیعت کی اور چند سال مین بکمال زہد و ریاضت تکمیل کو پہونچے کرامت و خوارق جو حضرت سے سرزد ہوئے اونکا انتہا نہین ہے جو کتاب تذکرۂ نوشاہی مصنفہ محمد حیات مین مفصل مرقوم ہین وفات حضرت کی سنہ ۱۰۶۳ ہجری مین واقع ہوئی اور سیر فیاض

حضرت کی تاریخ وفات سے قطعہ تاریخ

حضرت حاجی محمد پیر نوشہ گنج بخش + آنکہ شد مشہور در اہل جہان از اولیا او رحلت کرد چون آخر
عروج از فرش بر عرش برین + پیر فیاض ست ہم اہل سخاوت سال او

سید حسن پشاوری قادری گیلانی قدس سرہ

یہ بزرگ نسبت قادریہ عظیمیہ مین اپنے باپ سید عبد اللہ گیلانی کے مرید تھے پہلے انکا جد امجد سید محمود بغداد سے ہجرت کرکے ٹھٹھہ کے ملک مین آئے اور چند سال سکونت رکھی جب وہ فوت ہوئے تو انکے باپ سید عبد اللہ نے پشاور مین آکر سکونت اختیار کی انکی نسبت آبائی بچند واسطۂ درمیانی بحضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ سید سلطان محی الدین عبد القادر جیلانی تک پہونچتی ہے اس طرح پر کہ سید حسن بن سید عبد اللہ

بن سید محمود بن سید عبدالقادر بن سید الیاس بن بدرالدین حسن بن سید شہاب الدین احمد بن علاء الدین علی بن سید احمد بن شمس الدین بن یحییٰ شہید تاتاری بن احمد متقی بن سید صالح بن ابی نصر صالح بن قطب الآفاق سید عبدالرزاق بن محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ تمام عمر اونھون نے عبادت وریاضت وتلقین طلبا مین صرف کی آخر سال اگیارہ سے پندرہ مین فوت ہوئے پشاور مین مدفون ہین۔

شاہ رضا قادری شطاری لاہوری

یہ بزرگ لاہور کے بزرگون مین سے صاحب علم وعمل جامع شریعت وطریقت تھے عزت اسمائے الٰہی مین حکم انکا حکم قطعی تھا جو زبان مبارک سے فرماتے ظہور مین آجاتا ہزارہا خوارق وکرامت بے اختیار انسے ظاہر ہوتے تھے شجرہ انکا حضرت شاہ محمد گوالیاری کے ساتھ اِس طرح منتہی ہوتا ہے کہ حضرت شاہ محمد رضا مرید وخلیفہ شیخ محمد فاضل لاہوری اور وہ مُرید شیخ الہداد قادری اکبرآبادی اور وہ مُرید شیخ محمد جلال اور وہ مُرید سیّد نورا اور وہ مُرید سیّد زین العابدین حسینی اور وہ مُرید شیخ عبدالغفور اور وہ مُرید شیخ وجیہ الدین گجراتی اور وہ مرید شاہ محمد غوث گوالیاری کے وفات انکی بارھوین جمادی الاول سنہ ۱۱ھ مین واقع ہوئی اور مزار شہر لاہور کے اندر ہے

سید احمد شیخ الہند گیلانی قدس سرّہ

مشائخ قادریہ مین سے یہ بزرگ صاحب مقامات بلند ومدارج ارجمند تھا اول بغداد سے ہند مین آیا اور متصل وزیرآباد کے ایک گانون کٹلہ نام آباد کرکے سکونت اختیار کی نسبت آبائی اسطرح پر بحضرت غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی منتہی ہوتی ہے کہ شیخ سید احمد شیخ الہند بن سید عبدالرزاق بن تاج العارفین یحییٰ بن شہاب الدین احمد بن علاء الدین علی بن احمد بن شمس الدین قاسم بن محی الدین محمد بن علاء الدین علی بن شمس الدین شہید تاتاری بن سید احمد متقی بن سید صالح بن ابی نصر صالح بن قطب الآفاق سیّد عبدالرزاق بن حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہم العزیز وفات انکی سنہ ۱۱۳۶ھ مین واقع ہوئی

اور بمقام گوٹلہ مدفون ہوئے انکی اولاد موضع خان پور مین سکونت رکھتی ہے اور سلسلہ پیری کا اب تک جاری ہے

شاہ عنایت قادری شطاری لاہوری قدس سرہ

حضرت شاہ رضا قادری لاہوری کے خلفا مین سے صاحب مراتب عظیم جامع علوم ظاہری و باطنی و مظہر انوار صوری و معنوی تھے اول سکونت انکی قصبۂ قصور مین تھی پھر بسبب اسکے کہ حسین خان حاکم قصور سے اونکی رنجیدگی ہوگئی لاہور مین آکر قیام پذیر ہوئے ہزارون طالبانِ خدا حضرت کی خدمت مین حاضر ہوکر مراتب تکمیل کو پہونچے اور ہنگامۂ مشیخت انکی زندگی تک گرم رہا وفات حضرت کی سنہ ۱۱۴۱ ہجری مین واقع ہوئی اور مزار پر انوار لاہور مین ہے اور حضرت قوم کے باغبان تھے اولاد انکی اب بھی لاہور مین ہے

شیخ محمد فاضل قادری بٹالوی قدس اللہ سرہ

یہ حضرت اجلۂ علما و کبراے فضلا و عظماے فقراے پنجاب سے تھے تمام عمر انھون نے تدریس و تعلیم مین گذرانی اور ہزارون لوگ انکے ذریعے سے تکمیل ظاہری و باطنی کو پہونچے شجرہ انکا اس طرح پر حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری کے ساتھ پہونچتا ہے کہ حضرت شیخ محمد فاضل مرید و خلیفہ شیخ محمد افضل کلانوری اور وہ مرید شیخ ابو محمد لاہوری اور وہ مرید شیخ محمد طاہر لاہوری تھے ہزارون روپیہ انکے خانقاہ مین خرچ ہوتا اور لنگر عام جاری رہتا یہ سب خرچ حضرت خزانۂ غیب سے دیتے تھے وفات حضرت کی چودھوین ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۱۵۱ھ مین واقع ہوئی اور مزار قصبۂ بٹالہ مین ہے۔

شیخ پیر محمد المشہور بہ پیر محمد سچیار نوشاہی

یہ بزرگ خلیفۂ راستین حضرت حاجی محمد نوشاہ گنج بخش تھے خردسالی کی عمر مین یہ بزرگ اپنے پیر کی خدمت مین حاضر ہوئے اور تکمیل پائی چونکہ یہ بزرگ صدق و راستی و زہد تقوی مین

ثانی نہ رکھتا تھا اسلیے سچیار کے خطاب سے مخاطب ہوا وجد و سماع و شوق و ذوق کی طرف آپ کی طبیعت بہت مائل تھی یہان تک سماع و وجد کی حالت مین لوگونکو حضرت کے مرجانیکا شبہہ ہو جاتا تھا بعد وفات پیر روشنضمیر کے حضرت نے موضع نوشہرہ مین جو گجرات سے بطرف شرق چھہ میل کے فاصلے پر ہی سکونت اختیار کی اور اوسی جگہ قیام پذیر ہو کر ہدایت خلق مین مصروف ہوے آخر سال اکہزار اکیسو باون مین فوت ہو گئے

حضرت شاہ محمد غوث گیلانی قادری لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ فرزند دلبند سید حسن پشاوری جامع علوم ظاہر و باطن کاشف رموز طریقت و حقیقت تھے اور خاندان قادریہ اعظمیہ مین خلافت و خرقۂ اجازت انھون نے اپنے والد بزرگوار سے پایا اور بطلب خدا تمام ہندوستان مین سیر کی اور بہت سے اولیا سے فیض پایا چنانچہ سید میران بھیکھ چشتی و عبد الغفور نقشبندی و خلفاے حاجی محمد نوشاہ گنج بخش کی خدمت مین حاضر ہو کر فیوض وافر حاصل کیے حضرت کی کرامتین اکثر مشہور ہین مگر چشم دیدہ یہ ہی کہ جب رنجیت سنگہ کی وفات کے بعد کھرک سنگہ جانشین حکومت لاہور ہوا تو اوسکے بیٹے نونہال سنگہ نے جو با اختیار حاکم تھا حکم دیا کہ لاہور کی فصیل کے باہر چار ہزار قدم تک زمین صاف کر کے پریٹ چارون طرف شہر کے بنائی جاوے مکانات گرائے جائین درخت کاٹے جائین اور دلاروس فرنگی اس کام پر مقرر ہوا اوسنے مکانات گرانے شروع کیے حضرت کے مزار کی چاردیواری بھی گرائی گئی اور درخت تمام کاٹے گئے جب اندرونی دیوار خاص مزار کی چار دیواری گری تو قدرت الٰہی سے اوس روز کھڑک سنگہ مر گیا اور نونہال سنگہ جب اوسکی نعش جلا کر آیا تو سلامی کی توپون کے زلزلہ سے قلعہ کی دیوار سے ایک پتھر جدا ہو کر نونہال سنگہ کے سر پر آ پڑا اور وہ جوان جوانمرگ ہوا اوسکی والدہ چندکور نہایت ڈری اور حکم دیا کہ مزار حضرت کا نہ گرایا جاوے چنانچہ گرا ہوا مکان اوسی وقت تعمیر ہو گیا رسالۂ غوثیہ مین یہ حضرت اپنے حالات کے بیان مین لکھتے ہین کہ جب مین بتلاش حق لاہور مین پہونچا رات کو مقبرۂ عالیہ میان میر مین قیام پذیر ہوا خواب مین میان میر بالا پیر مجھپر ظاہر ہوئے اور بکمال توجہ ایک شغل عنایت کیا

صبح کے وقت وہانسے اوٹھکر شیخ حامد لاہوری کی خدمت مین آیا اور کسی شغل کے واسطے اونسے بھی سوال کیا وہ ہنسے اور فرمایا کہ تجکو وہی شغل کافی ہے جو آج رات میانمیر بالا پیر سے عطا ہوا ہے شجرۂ نسب انکا انکے والد بزرگوار سید حسن پشاوری کے ذکر مین تحریر ہو چکا ہے وفات حضرت کی سنہ ۱۱۵۲ ہجری مین واقع ہوئی اور مزار لاہور مین ہے **قطعہ تاریخ**

شہ محمد غوث شیخ متقی گشت چون در باغ جنت جاگیر
گفت سرور سال وصل آنجناب والی حق پیر کامل دستگیر

شیخ عبد الرحمن المشہور بہ پاک رحمن نوشاہی قدس سرہ

یہ بزرگ بڑے خلیفے حضرت حاجی محمد نوشاہ گنج بخش کے تھے عنایت و مہربانی جو انکے پیر کو انکے نسبت تھی کسی پر نہ تھی صفات صمدیت کی ان پر ایسی غالب تھی کہ کھانا پینا سونا انکا بالکل موقوف ہو گیا تھا سماع کا حضرت کو بہت شوق تھا اور وجد کے وقت ایسی حالت ہو جاتی کہ لوگون کو انکی مرگ کا یقین ہو جاتا اور ریاضت و مجاہدہ کا یہ حال تھا کہ تمام رات بحبس دم ذکر خفی کرتے اور بعض اوقات کنوئین مین معکوس لٹک کر رات بھر عبادت کرتے اور خلوت کے وقت زمین مین قبر کھود کر بیٹھ جاتے اور اوپر سے بند کرا دیتے چالیس روز کے بعد جب قبر کھودی جاتی تو حضرت کو بحالت زار اوس سے نکالا جاتا نقل ہے کہ ایک دن حضرت شیخ شادی نام اپنے خادم پر مہربان ہوئے اور فرمایا کہ اے شادی ہمنے تیرے واسطے خدا سے یہ مانگا ہے کہ جس مریض پر تیری نظر پڑے اچھا ہو جائے اور جس مردہ کی طرف تو متوجہ ہو زندہ ہو جائے اور جس فاسق کی طرف تو دیکھے ولی ہو جائے پس ایسا ہی وقوع مین آیا کہ ایک روز ایک عورت اپنے بچہ خورد سال کو جو مریض تھا شیخ شادی کے پاس دم کرانے کے لیے لائی قضا کار وہ بچہ راستے مین مر گیا عورت واویلا کرتی ہوئی شادی کے پاس اپنے بچہ کی نعش لے آئی شادی بچہ کیطرف متوجہ ہوا بچہ فی الفور زندہ ہو گیا عورت نے خوش ہو کر ایک جوڑہ زنانہ کپڑونکا شادی کے نذر کیا وہ اون کپڑون کو حضرت کے گھر لے گیا اور حضرت کی صبیہ کو پہنا دیے یہ خبر جب حضرت کو پہونچی غضب

مین آکر شادی کو روبرو بلایا اور فرمایا کہ تو اس نعمت کے لائق نہین ہے کہ اس بڑھیا کے بچہ کو زندہ کرکے تو نے اجرت لے لی اوسی روز سے وہ شادی سے کرامت جاتی رہی وفات حضرت کی سنہ ۱۱۵۳ ہجری مین ہوئی اور مزار پُرانوار بمقام موضع بھڑبی زیارتگاہ خلق ہے پوشیدہ نہ رہے کہ فرقۂ نوشاہیہ عالیہ مین سب لوگ صاحب وجد و سماع و شوق و ذوق و مستی ہین مگر فقرا ے سلسلۂ پاک رحمان کے سماع کے وقت سب سے زیادہ مست ہو جاتے ہین جب تک اونکے پانؤن مین رسن ڈالکر اولٹا نہ لٹکائین اور وہ ساعت دو ساعت اوسی حالت مین رقص نہ کرین سرد نہین ہوتے اور اگر اوس عمل سے بھی وہ ہوش مین نہ آئین تو اوسی حالت مین اونکو زمین پر کھینچتے ہین جب تک کہ وہ ہوش مین آجائین رسن اونکے پانؤن سے کھولا نہین جاتا۔

سید بھلی شاہ قادری شطاری قصوری

یہ بزرگ حضرت شاہ عنایت قادری لاہوری کے خلیفہ تھے قصبۂ قصور مین سکونت رکھتے تھے سماع و وجد کا شغل دن رات مدنظر تھا اکثر اوقات خوارق و کرامت بے اختیار اُنسے سرزد ہوتی طبیعت بھی انکی موزون تھی پنجابی زبان مین ابیات و کافی ہزارون ان کی تصنیف کی ہوئی مضامین توحید اب تک قوّال مجالس فقرا مین گاتے ہین وفات انکی سنہ ۱۱۷۱ ہجری مین ہوئی اور مزار گوہربار قصور مین زیارتگاہ خلق ہے

شیخ عبداللہ شاہ بلوچ لاہوری قادری

خاندان قادریہ عظمیہ مین یہ بزرگ مرید و خلیفہ شیخ شرف الدین پانی پتی کے تھے اور سلسلہ انکا چار واسطون کے ساتھ حضرت میان میر بالا پیر لاہوری سے ساتھ ملتا تھا یہ بزرگ ذات کے بلوچ تھے اور ساربانی کے پیشے سے بہت مال جمع کیا تھا اور موضع مزنگ مین متصل لاہور ایک کوٹ اپنے نام کا آباد کیا اوسکا نام کوٹ عبداللہ رکھا جب جاذب حقیقی نے ان کو اپنی طرف کھینچا تو مال دنیا کو ترک کرکے فقیر ہوئے و باجازت پیر روشن ضمیر عبادت و ریاضت پر کمر باندھی اور تکمیل پائی تمام عمر حضرت نے تلقین خدام مین گذرانی

کے

اور سیکڑون لوگ اونکے ذریعہ مراتب قرب تک پہونچے انکے بڑے خلفامین سے ایک حافظ غلام محمد المشہور امام گاموں امام مسجد وزیر خان تھے جو اپنے وقت مین یگانہ آفاق تھے دوسرے شیخ فیض بخش قریشی لاہوری پدر شیخ امام بخش جد مادری مؤلف کتاب تھے جنہون نے حضرت کی خدمت مین حاضر رہکر قرب الہی حاصل کیا شیخ مراد بخش ولد شیخ فیض نقل کرتے تھے کہ ایکروز مین نے اپنے ایک ہمسایہ کو جسکو کیمیاگری کا شوق تھا دیکھا کہ سم الفار و گوگرد بازار سے لاکر اونسے کھرل کیا اور پیسون پر لگاکر آگ مین ڈالا یہ بات دیکھکر مجکو بھی کیمیاگری کا شوق ہوا اور مین نے جانا کہ عمل کیمیاگری بہت آسان ہے اوسی طرح مین سم الفار اور گوگرد لایا اور کھرل کرکے پیسون کو لگایا اور پیسے آگ مین ڈالدیے جب آگ سرد ہوئی اور پیسونکو دیکھا تو معلوم ہوا کہ پیسے بھی بیکار ہو گئے ہین اس نقصان سے مین بہت پشیمان ہوا اور اوسی پشیمانی مین عبداللہ شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا چونکہ مین اوسوقت کم عمر نوجوان لڑکا تھا حضرت میری طرف دیکھکر متبسم ہوئے اور فرمایا کہ برخوردار آج تمنے کیمیا بنانے مین بہت تکلیف اوٹھائی تمکو اگر کیمیا کا عمل حاصل کرنا ہے تو اپنے باپ کی طرح ہماری خدمت مین آتے اور ہم تمکو ایسی کیمیا بخشینگے کہ یہ کیمیا تمہاری نظر مین خاک نظر آئیگی وفات حضرت عبداللہ شاہ کی آٹھوین جمادی الاولی سنہ ۱۲۱۲ہجری اور مزار بیرون شہر موضع مزنگ مین ہے اور غریب تاریخ وفات ہے

شیخ غلام حسین ساکن ورایان والی قدس سرہ

یہ بزرگ خاندان قادریہ عظیمہ مین نہایت عابد و زاہد صاحب عشق و محبت و کشف و کرامت تھے آخری زمانے اگر انکو قطب وقت لکھا جاسے تو بجا ہے ہزارون طالبان خدا انکی خدمت مین آئے اور راہ اپنی مراد کو پہونچے طالبان دنیا مین سے بھی جو اہل حاجت حضرت کے دروازے پر حاضر ہوا خالی نگیا انکی ذات بابرکات گویا چشمۂ فیض و دریاے رحمت تھی کشف و کرامت اونکی جو ظہور مین آتی رہین اونکا ذکر لوگونکی زبانپر اسقدر جاری ہے کہ اونکے اندراج کے لیے ایک علحدہ لکھی جاسے وفات انکی سنہ ۱۲۶۰ہجری مین واقع ہوئی اور بعد وفات انکے شیخ قیصر شاہ انکی فرزند بھی جامع کمالات ظاہری و باطنی انکی ذات سے بھی بہت سے لوگون کو فیض پہونچا + +

دوسرا چمن تذکرہ پیران خاندان چشت اہل بہشت مین

ابتدا اس سلسلۂ عالیہ کی خواجہ حسن بصری سے ہے جنہون نے فیض باطن جناب علی المرتضی کرم اللہ وجہہ سے پایا اونسے عبدالواحد بن زید اونسے خواجہ فضیل بن عیاض اونسے خواجہ سلطان ابراہیم بن ادہم اونسے خواجہ حذیفۃ المرعشی اونسے خواجہ ہبیرہ البصری اونسے خواجہ علو دینوری اونسے خواجہ ابو اسحاق شامی اونسے خواجہ ابو احمد ابدال اونسے خواجہ ابو محمد چشتی اونسے خواجہ ابو یوسف چشتی اونسے خواجہ مودود چشتی اونسے خواجہ احمد چشتی اونسے حاجی شریف زندنی اونسے خواجہ عثمان ہارونی اونسے خواجہ معین الدین حسن سنجری ثم الاجمیری نے خلافت پائی اور یہ سلسلہ ہند اور پنجاب مین حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری سے شائع ہوا اور ہزارون طالبان تکمیل پاکر قرب الہی کے مدارج پر پہونچے

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی دہلوی

یہ بزرگ اکابر اولیا واجل اصفیای ہند سے ہین خرقۂ خلافت انہون نے حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری سے پایا اصل انکا سادات اوش سے تھا جو ایک قصبہ سرزمین ماوراءالنہر مین ہے شجرۂ نسب انکا حضرت امام جعفر صادق کے ساتھ اس طرح پر پہونچتا ہے کہ خواجہ قطب الدین بن سید کمال الدین بن سید موسی بن سید احمد اوشی بن سید کمال الدین بن سید محمد بن سید احمد بن سید اسحاق بن سید حسن بن سید معروف بن سید احمد بن سید رضی الدین بن حسام الدین بن رشید الدین بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ خردسالی کی عمر مین انکا باپ مرگیا اور والدہ ماجدہ نے انکو پڑھایا اور تربیت کی جب بالغ ہوئے تو بطلب حق گھر سے نکلے اور بخدمت خواجہ معین الدین حسن سنجری حاضر ہوکر مرید ہوئے بعد تکمیل پیر روشن ضمیر نے انکو دہلی کو مامور کیا اور حکم دیا کہ اوس شہر مین رہکر ہدایت خلق مین مشغول ہو چنانچہ دہلی مین آکر سکونت پذیر ہوئے انکے خوارق وکرامات و زہد و ریاضت کے ذکر مین صدہا کتابین بھری ہوئی ہین مشہور کرامت انکی یہ ہے کہ جب حضرت کے گھر سماع ہوتا اور خلقت جمع ہوتی تو حضرت اپنی بغلین سے دو دو گرم کاک یعنے ٹکیے نکالکر دیتے تھے یہانتک کہ تمام اہل محفل کے لوگ سیر ہوجاتے اسی واسطے حضرت کا خطاب کاکی مشہور ہے وفات

حضرت کی چودھوین ماہ ربیع الاول سنہ ۶۳۳ ہجری مین عین سماع مین ہوئی تھی اوس روز حضرت کے یہان مجلس سماع تھی اور قوال حضرت احمد جام کی غزل گاتا تھا شعر

منزل عشق از مکان دیگرست | این جہانرا ہم جہانے دیگرست

جب یہ غزل گاتے گاتے نوبت اس شعر کی آپہونچی شعر

کشتگان خنجر تسلیم را | ہر زمان از غیب جان دیگرست

تو حضرت کا حال برگشتہ ہوگیا اور اوسی حالت مین جان دیدی قطعۂ تاریخ

گئے جنت کو جب وہ قید دنیا سے | جناب شاہ شاہان قطب اقطاب
ندا ہاتف سے یہ سرور کو آئی | کہ والا قطب دوران قطب اقطاب

حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر اجودھنی پاک پٹنی

یہ بزرگ خاندان چشت اہل بہشت مین ترک وتجرید وزہد وریاضت وعلم وعمل وکشف وکرامت مین ہرایک سے سبقت لیگئے تھے ذوق وشوق ومحبت ووجد وسماع سے انکو کمال شغل رہتا تھا زہد وریاضت راہ خدا مین جسقدر انھون نے کیا ہے کسینے متقدمین اولیا مین سے بھی نہین کیا روزہ آپکا دائمی تھا جب افطار کرتے تو درختون کی پتی انکی خوراک تھی تمام روز خدام کی تلقین مین گذر جاتا اور رات عبادت مین انکا باپ جمال الدین سلیمان انکا چچا سلطان محمود غزنوی کا سلطان شہاب الدین غوری کے وقت کابل سے لاہور مین آیا چندے قصبۂ قصور مین سکونت رکھی پھر ملتان مین گیا اور ملا وجیہ الدین خجندی کی دختر قرسم خاتون سے نکاح کیا اوسکے بطن سے تین بیٹے پیدا ہوئے ایک شیخ اعز الدین محمود دوم فرید الدین مسعود تیسرے نجیب الدین متوکل کہ یہ تینون بھائی اپنے زمانے کے یگانہ تھے اور شجرہ انکے بزرگون کا عشرہ واسطون کے ساتھ سلطان ابراہیم بن ادہم کے ساتھ اور تئیس ۲۳ واسطون کے ساتھ حضرت فاروق اعظم عمر ابن الخطاب کے ساتھ منتہی ہوتا ہے اس طرح پر کہ حضرت شیخ فریدالدین بن جمال الدین سلیمان بن شعیب بن احمد بن یوسف بن محمد بن شہاب الدین بن احمد المشہور بہ فرخ شاہ بادشاہ کابل بن نصیر الدین بن محمود المعروف بہ نشیبان شاہ بن سلیمان

شاہ بن سلیمان مسعود بن عبد اللہ بن واعظ الاکبر بن ابو الفتح بن اسحاق بن سلطان المتقین ابن سلطان ابراہیم بادشاہ بلخ بن ادہم بن سلیمان بن ناصر بن عبد اللہ بن امیر المومنین بن فاروق الاعظم عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ بعد وفات فرخ شاہ بادشاہ کابل کے جب کابل کا ملک شاہان غزنی نے لیلیا اس خاندان سے سلطنت جاتی رہی مگر اولاد اوسکی بدستور کابل مین رہی پھر جب چنگیز خان سلطان خوارزم پر غالب آیا اور شہر کابل پر آفت آئی تو حضرت کے جد بزرگوار لڑائی مین شہید ہوئے اور شیخ جمال الدین سلیمان ہندوستان کو چلے آئے ولادت حضرت گنج شکر کی سال پانسو پاسی ہجری مین بموضع کھوتوال علاقہ ملتان عمل مین آئی پرورش بھی حضرت نے ملتان سے پائی خرقہ خلافت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی دہلوی سے پایا حضرت نے سیر بھی بہت کی اور بہت بزرگون سے فیض باطن پایا بعد حصول خرقہ خلافت حضرت نے شہر ہانسی مین سکونت اختیار کی پھر اجودھن مین آکر قیام پذیر ہوئے حضرت کے خوارق وکرامت ہزارون درج تواریخ کتب ہین اس مختصر مین اوسکی گنجایش نہین ہے شائق کتاب خزینۃ الاصفیا مین دیکھ لے مگر ایک کرامت کا ذکر منجملہ اونکے یہان بھی لکھا جاتا ہے کہ حضرت نے ایک قطعہ زمین ایک شخص سے شمول خانقاہ کے لیے قیمت دیکر خریدا چند ماہ کے بعد ایک اور دعویدار اوس زمین کا پیدا ہوا اور اوسنے استغاثہ اس دعوے کا دیپالپور مین جاکر حاکم شاہی کے روبرو پیش کیا وہان سے حضرت کی اصالتًا یا وکالتًا طلبی ہوئی حضرت نے ایک خادم کو جوابدہی کے واسطے بھیجا پھر گواہ طلب ہوئے جن سے زمین ملکیت بائع کی ثابت ہو حضرت حاکم کے بار بار تقاضے سے تنگ آکر فرمایا کہ اوس گردن ٹوٹے کو کہدو کہ خود آکر زمین سے پوچھ لے اگر زمین گواہی نہ دیگی تو ہم گواہ بھیجدینگے حاکم یہ بات سنکر کمال متعجب ہوا اور کہا کہ اچھا ہم چلتے ہین اگر زمین نہ بولی تو فرید اسبات کی سخت سزا پاویگا پس حاکم خود سوار ہوکر آیا اور ہزارہا لوگ دیکھنے والے جمع ہوئے جب مجمع ہوچکا تو اول مدعی کو حکم ہوا کہ زمین سے اپنی ملکیت کا سوال کرے چنانچہ اوسکے سوال پر زمین نے کچھ آواز نہ دی پھر حضرت کی طرف سے ایک خادم نے زمین سے پوچھا کہ تو کسکی ملکیت ہے زمین سے آواز ہوئی کہ مین اوسکی ملکیت تھی جسنے فرید کے پاس مجکو فروخت کیا اور اب ملکیت خواجہ فرید کی ہون یہ بات سنکر حاکم حیرت مین آیا

اور مدعی کو سخت سزا دی بعد فیصلے کے جب وہان سے چلا تو گھوڑے نے ناحق لیا اور وہ گھوڑے سے گر پڑا اوسیوقت گردن ٹوٹ گئی اور مر گیا نعوذ باللہ من غضب الاولیا وفات حضرت کی پانچوین ماہ محرم سنہ ۶۶۴ ہجری مین واقع ہوئی اور روضۂ منورہ بمقام پاک پٹن زیارتگاہ خلق ہے

قطعہ تاریخ

چو اندر زمین آہ مانند گنج
نہان گشت فرد یگانہ فرید
ز سرور غیب سال تاریخ او
عیان گشت فرد یگانہ فرید

خواجہ علاء الدین علی احمد صابر کلیری قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت فرید الدین گنج شکر کے خلفا مین سے عارف کامل صاحب ارشاد جامع سیادت و نجابت و شرافت و شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت و شوق و ذوق و وجد و سماع و خوارق و کرامت تھے حضرت مقامات بلند و مدارج ارجمند رکھتے تھے حضرت کی طبیعت مین جلال بہت تھا صابر خطاب اونکو پیر روشن ضمیر سے عنایت ہوا اس واسطے کہ اونھون نے بارہ برس تک باورچیخانہ کی خدمت کو انجام دیا مگر بغیر اجازت ایک لقمہ نہ کھایا صرف درختون کی پتی کھا کر گذارہ کیا جب یہ حال انکے پیر پر روشن ہوا تو کمال مہربانی سے صابر خطاب بخشا اور دہلی کا قطب بنا کر فرمان لکھدیا چونکہ حضرت فریدالدین گنج شکر کا یہ دستور تھا کہ جس خلیفہ کو کسی ملک کو روانہ کرتے فرمان اپنے دستخط سے لکھکر اوسکو دیتے اور فرماتے کہ خواجہ جمال الدین ہانسوی کے پاس جاکر اسکی مہر کرالو پس وہ ہانسی مین جاتا اور جمال الدین کی مہر اوسپر کراکر مکان ماموره کی طرف روانہ ہوجاتا اس رسم کے بموجب علاء الدین علی احمد صابر بھی ہانسی پہونچے چونکہ یہ خواجہ فریدالدین گنج شکر کے بھانجے اور داماد اور مقامات ولایت مین سب سے بڑھکر تھے انکے استقبال کے لیے خواجہ جمال الدین ہانسی سے دو میل باہر آئے اونھون نے اونکی تکریم کی مگر چنڈول سے نیچے نہ اوترے اور خواجہ جمال الدین پاپیادہ اونکی سواری کے ساتھ رہے اور اپنی مسجد مین لیجاکر اوتارا اوسوقت شام کی

نماز کا وقت تھا خواجہ جمال الدین نے اونکو نماز مین بھی امام کیا جب نماز پڑھ چکے اندھیرا ہو گیا حضرت نے اپنا فرمان خواجہ جمال کو دکھایا اور مہر کر دینے کی درخواست کی اونھون نے کہا کہ اب شام کا وقت ہے آپ آرام کرین کل صبح کو مہر کر دونگا یہ بات سنتے ہی حضرت نے دہنے ہاتھ کی بڑی انگلی کو پھونکا اوس پھونک سے اونگلی شمع کے مانند روشن ہو گئی اور فرمایا کہ اگر اندھیرے کا خیال ہے تو اب روشنی ہو گئی ہے روشنی مین فرمان پڑھ کر مہر کر دو یہ بات سنکر خواجہ جمال نے فرمان پھاڑ کر اور کہا کہ دہلی بیچاری تیری ایسی آتشین دم سہارنے کی قوت نہین رکھتی اسبات پر حضرت کمال ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تو نے میرے فرمان کو پھاڑ ڈالا ہے مین نے تیرے ولایت کو پھاڑ ڈالا اونھون نے کہا کہ اول سے یا آخر سے کہا آخر سے یہ بات کہکر حضرت وہان سے اوٹھ کھڑے ہوئے اور خواجہ فرید کی خدمت مین آکر کل حال بیان کیا اونھون نے کہا کہ پارہ کردۂ جمال را فرید نتواند دوخت بعد کچھ مدت کے خواجہ فرید نے حضرت صابر کو شہر کلیر کو روانہ کیا اور فرمان تولیت اپنے ہاتھ سے لکھکر دیا یہ تعمیل ارشاد حضرت وہان جا کر سکونت پذیر ہوئے مگر شہر والے حضرت کی طرف رجوع نہ لائے کوئی طالب خدا خدمت مین حاضر نہوا چند ماہ اسیطرح گذر گئے تو ایکروز جمعہ کی نماز پڑھنے کے واسطے حضرت جامع مسجد مین گئے اور امام کے مصلّے کے بہت نزدیک بیٹھ گئے جب نمازی جمع ہوئے تو لوگون نے حضرت کو کہا کہ جہان تم بیٹھے ہو یہ مقام قاضی کی جانماز ہے یہان سے اوٹھکر دوسری صف کی جگہ پر چلے جاؤ حضرت وہان سے نہ اوٹھے اور فرمایا کہ قاضی سے بڑھکر رتبہ قطب کا ہے اور ہم اس سرزمین کے قطب ہین یہ بات سنکر لوگ ہنسے اور اونکی بات ہنسی مین اوڑا دی اور زبردستی وہان سے بازو پکڑکر اوٹھا دیا حضرت سب سے پیچھے آکھڑے ہوئے اور طبیعت پر جلال و غضب غالب تھا جب لوگ نماز پر کھڑے ہوئے اور حضرت کو کوئی جگہ نماز پر کھڑے ہونے کے لیے نہ ملی تو حضرت نے مسجد کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے مسجد تمام لوگ سجدے کو جاتے ہین تو بھی سجدہ کر یہ بات کہتے ہی مسجد مع چھت اور دیوارون کے گر پڑی اور سب لوگ نیچے آکر ہلاک ہو گئے اوس روز سے یہ تاثیر غضب و جلال حضرت کے اوس شہر پر دبا

نازل ہوئی اور تھوڑے عرصے مین وہ شہر ویران ہوگیا اور حضرت بفراغ باطن عبادت مین مشغول ہوئے اور تمام عمر اوسی ویرانہ مین بسر کی اوسوقت حضرت کے پاس حضرت شمس الدین ترک پانی پتی خدمتگزار وخادم رہتے تھے جب اونکو بھی حضرت نے پانیپت کی طرف رخصت کردیا تو بحالت تنہائی وہان تشریف رکھی آخر سال چھہ سو نوے مین بحالت سماع وفات پائی اوس روز خواجہ شمس الدین خدمت مین حاضر تھے اونھون نے حضرت کو دفن کیا اور روضہ مکلف بنوایا جواب تک زیارتگاہ خلق ہے

قطعۂ تاریخ

بمعشوق ازل موصول گردید ۔ چو آن عاشق علاء الدین صابر
بسال ارتحال آن شہ دین ۔ بگو صادق علاء الدین صابر

شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

یہ بزرگ خواجہ علی احمد صابر کے خلیفہ تھے اور حضرت کے حکم سے شہر پانی پت مین آکر سکونت پذیر ہوئے ہزارون آدمی انکے ذریعے سے مراتب قرب الٰہی تک پہونچے اصلی وطن انکا ترکستان تھا جد بزرگوار انکے شیخ احمد یسوی مشہور اولیا مین سے تھے شجرۂ نسب انکا حضرت امام محمد حنیف فرزند ارجمند علی المرتضیٰ کے ساتھ ملتا ہے اور علوی قریشی کہلاتے تھے حضرت کے خوارق وکرامت کے ذکر سے کتابین بھری ہوئی ہین اور اس مختصر مین گنجایش اوسکی نہین ہے وفات حضرت کی سنہ ۷۱۵ ہجری مین واقع ہوئی اور مزار پانی پت مین ہے۔

شیخ شرف الدین بو علی قلندر پانی پتی قدس سرہٗ

اکابر اولیاے چشت خاندان مین سے یہ بزرگ ہین شجرۂ نسب انکا حضرت امام اعظم کوفی کے ساتھ ملتا ہے اسطرح پر کہ شیخ بو علی قلندر بن سالار فخر الدین بن سالار حسن بن سالار عزیز بن ابابکر غازی بن فارس بن عبد الرحمان بن عبد الرحیم بن محمد بن امام نعمان امام

اعظم کوہی رحمۃ اللہ علیہ اور شجرہ پیران عظام کا حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی اُنکے ساتھ اس طرح پر گرہ کھاتا ہے کہ شیخ بو علی قلندر مُرید و خلیفہ شیخ عاشق خدا اور وہ مرید و خلیفہ امام الدین ابدال اور وہ مُرید و خلیفہ شیخ بدرالدین غزنوی اور وہ مُرید و خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے حضرت کا طریق مجذوبانہ قلندرانہ اور کلام آپکا توحیدانہ تھا خوارق و کرامت انکی ہزارون کتابون مین تحریر ہین وفات انکی ۱۳ ماہ رمضان سنہ ۷۲۴ ہجری مین واقع ہوئی

سلطان المشایخ نظام الدین بداؤنی دہلوی قدس سرہ

یہ حضرت بڑے خلیفہ حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر پاک پٹنی کے تھے اصلی نام حضرت محمد بن احمد دانیال بن علی بخاری تھا اور لقب سلطان المشایخ و سلطان الاولیا سلطان السلاطین و خطاب محبوب الٰہی و نظام الملۃ والدین تھا اِنکے دادا شیخ علی بخاری اور نانا انکے شیخ خواجہ عرب دونون اول بخارا سے آئے اور چند سال لاہور مین سکونت رکھی پھر بداؤن مین جاکر قیام کیا شیخ احمد دانیال انکے باپ بھی ہمراہ تھے سنہ ۶۳۴ ہجری مین بمقام بداؤن حضرت تولد ہوئے پانچ برس کی عمر مین حضرت کا باپ مرگیا اور بی بی زلیخا اونکی والدہ نے اونکو پرورش کیا بارہ برس کی عمر مین حضرت نے علوم فقہ و حدیث و تفسیر و صرف و نحو و منطق و معانی کی تعلیم سے فراغت پائی اور دستار فضیلت زیب سر فرمائی بعدازان بوسیلۂ جمیل شیخ نجیب الدین متوکل حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر کے حاضر ہوکر مُرید ہوئے اور چند سال مین بکمال محنت و ریاضت و عبادت تکمیل پائی اور بعد حصول خرقۂ خلافت دہلی کو رخصت ہوئے دہلی مین آکر حضرت جب مشغول ہدایت ہوئے تو لاکھون آدمی طالبان حق خدمت مین حاضر ہوئے اور وہ فروغ حاصل ہوا کہ کسیکو اوسوقت کے اولیا کو نصیب نہ تھا دولت ظاہری کا یہ حال تھا کہ ہزارون روپیہ روزمرہ حضرت کے لنگر مین خرچ ہوتا اور ہزارون روپیہ نقد خیرات کیا جاتا اور باطنی فیض کی یہ حالت تھی کہ جو طالب حق بصدق اعتقاد خدمت مین

حاضر ہوتا تا تیر نظر کیمیا اثر ولی کامل ہو جاتا حضرت کے خوارق و کرامت کے تذکرو سے ہزارون کتابین بھری ہوئی ہین کسکی طاقت ہے جو بیان کر سکے مگر لاکھون مین سے ایک بیان بھی لکھی جاتی ہے نقل ہے کہ ایک فاضل جاگیردار کے گھر کو آگ لگ گئی اور فرمان جاگیر جو اوسکو بادشاہ سے ملا ہوا تھا جل گیا اوسنے بڑی محنت و مشقت سے دوسرا فرمان حاصل کیا مگر جب وہ فرمان لیکر دیوان شاہی سے نکلا وہ بھی بغل سے گر پڑا اس بات سے بہت گھبرایا اور بحالت غمگینی حضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر رونے لگا حضرت نے فرمایا کہ اگر فرمان تمھارا ملجاے تو پیران چشت کے ارواح دو آثار حلوا دوگے اوسنے عرض کی کہ مین فرمان کے ملنے سے پہلے ہی حلوا لا کر فاتحہ دلواتا ہون چنانچہ وہ گیا اور بازار سے حلوا لے آیا جب حضرت کے پاس آیا تو حلوائی نے جس کاغذ سے حلوا اوسکو ڈھانک کر دیا تھا وہ کاغذ اوسی کا فرمان نکلا حضرت نے حلوے کے اوپر سے وہ کاغذ اوٹھا کر اوسکو دیدیا اور فرمایا کہ لو تمھارا یہ فرمان ہے جب اوس نے غور سے دیکھا تو اوسی کا فرمان وہ تھا نقل ہے کہ حضرت سلطان المشائخ تمام عمر مجرد رہے اور نکاح نہ کیا باعث یہ ہوا کہ ایکروز خواجہ فرید اونکے مرشد نے روزہ سے افطار کیا اور اونکو حکم دیا کہ ہمارے کھانے کے لیے کچھ لاؤ سلطان المشائخ نے اپنی پگڑی گرو کی اور تھوڑا سا لوبیا خرید کر نمکین پکایا اور پیر کی خدمت مین لے گئے حضرت کھا کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ہمنے خدا سے مانگا ہے کہ تیرے مہمان خانے مین ہر روز ستر من نمک خرچ ہوا کرے یہ مہربانی کا کلام سنکر سلطان المشائخ تعظیم کو اوٹھے چونکہ پاجامہ اونکا ازاربند ٹوٹا ہوا تھا حضرت نے اپنا پاجامہ منگوا کر ارشاد کیا کہ پہن لے سلطان المشائخ نے اپنے پاجامے کے اوپر اوسکو پہن لیا جب ازاربند باندھنے لگے تو مارے جلدی کے ازاربند ہاتھ سے چھوٹ گیا پاجامہ پاؤن پر گر پڑا حضرت نے فرمایا کہ ازاربند مضبوط کر کے باندھ لے عرض کی کہ کسقدر مضبوط باندھون فرمایا اسقدر کہ سوائے روز قیامت کے نہ کھلے اگر کھلے تو حوران بہشت پر کھلے عرض کی کہ بہتر ہے اوسی روز سے سلطان المشائخ نے ارادہ نکاح کا فسخ کیا اور تمام عمر مجرد رہے وفات حضرت کی اٹھارھوین ربیع الآخر بدھ کے روز سنہ سات سو پچیس ہجری مین واقع ہوئی اور عمر اکیانوین سال کی ہوئی اور روضہ متبرک

شہر دہلی مین تہے وہ رہنماے خلق ہم * قطعہ تاریخ * گئے دنیا سے جب نظام الدین * کھلے جنت کے اون کے واسطے باب * سال تاریخ کے لیے سرور * بولا ہاتف کہ اشرف الاقطاب * *

خواجہ امیر خسرو شاعر چشتی دہلوی

خواجہ سلطان المشایخ کے خلفا مین سے یہ حضرت کمال معتقد اپنے پیر کے تھے اور پیر روشن ضمیر کے روبرو اس سے زیادہ کوئی محرم اسرار و واقف راز نہ تھا نام اصلی انکا ابو الحسن اور شعر مین تخلص خسرو تھا انکا باپ امیر سیف الدین ایک امیر صاحب جاہ و دولت و علم و حلم تھا اور ارادت بخدمت سلطان المشایخ رکھتا تھا وہ ستر سال کی عمر مین کفار کی جہاد مین شہید ہوا نانا خواجہ خسرو کا امیر عمادی الملک بھی ایک شخص صاحب خیر و برکت و واقف رموز ظاہری و باطنی تھا خواجہ خسرو باپ کے مرنے کے بعد نو سال کے رہ گئے اور امیر عمادی الملک کے سایہ عاطفت مین پرورش پائی ایک بھائی خواجہ خسرو کا جسکا نام اعز الدین علی تھا کمال مقبول و محبوب سلطان المشایخ کا تھا صاحب **سفینۃ الاولیا** لکھتے ہین کہ خواجہ خسرو کی دلی محبت اس منزل مین اس قدر آتش عشق مشتعل تھی کہ پیراہن انکا ہر وقت قلب کی جگہ سے جلا رہتا تھا جب نیا پیراہن پہنتے تو اوسیوقت پیراہن قلب کے مقام سے جل جاتا تصانیف انکی ایک کم سو مشہور ہین اور اشعار منظوم فارسی پانچ لاکھ سے کم اور چار لاکھ سے زیادہ ہین اور ہندی اشعار اوس سے علاوہ بیشمار ہین اور فی البدیہہ کہنے پر انکی طبیعت ایسی قادر تھی کہ کتاب مطلع الانوار بجواب مخزن الاسرار نظامی اونھون نے دو ہفتہ مین تمام کی * *

وفات انکی سنہ سات سو پچیس مین سلطان المشایخ کے وفات کے بعد چھ ماہ وقوع مین آئی اور مزار گوہر بار سلطان المشایخ کے روضہ کے پاس ہے کتابون مین لکھا ہے کہ جب سلطان المشایخ نے وفات پائی یہ حاضر نہ تھے بنگال کے ملک کی مہم پر بادشاہ کے ساتھ گئے ہوئے تھے جب یہ خبر اونکو پہونچی فوراً دہلی مین آئے اور لباس سیاہ پہن کر کے خود خواب پیر روشن ضمیر کے مزار کے پاس با سینہ بریان و چشم گریان بیٹھے رہے جب چھ مہینے اسی حالت مین گذر گئے تو شنبہ کے روز اٹھارہوین شوال کو وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ

قطعہ تاریخ جبکہ فخر شاعران ملک ہند
کر گئے رحلت بسال خاتمہ
شاہ والا خسرو عالی مقام ✤
بولا سرور بلبل شیرین کلام
۷۲۵ھ

شیخ نصیر الدین محمود اودہی المخاطب بچراغ دہلی

بڑے دوست اور خلیفہ رہیتن سلطان المشایخ نظام الدین کی تھی شجرہ انکا حضرت امام حسن علیہ السلام کے ساتھ ملتا تھا انکے جد بزرگوار کا نام سید عبد اللطیف اور باپ کا نام سید یحیی تھا بعد وفات سلطان المشایخ کے ولایت خطہ دہلی کی انکو ملی صبر و رضا و تسلیم انکا شعار تھا انکی خوارق و کرامت کے تذکرون سے کتابین بھری ہوئی ہین جنکی گنجایش اس مختصر مین نہین ہے ہزارون طالبان حق انکے ذریعے سے براتب قرب الہی پہونچے وفات آپکی اٹھارھوین رمضان المبارک روز جمعہ سال سات سو ستاون ہجری مین واقع ہوئی اور مزار گوہربار شہر دہلی مین ہے

شیخ جلال الدین محمود پانی پتی گازرونی قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ شمس الدین ترک پانی پتی کے مرید تھے اور خرقہ خلافت اونسے پایا اصلی نام انکا محمد بن محمود اور شجرہ نسب حضرت امیر المومنین عثمان کی ساتھ ملتا تھا جذب و استغراق حضرت کے مزاج پر اس قدر غالب تھا کہ ہر وقت بیہوش رہتے نماز کے وقت خدام بآواز بلند حق حق حق آپکے کان مین کہتے تو وہ ہوش مین آکر نماز ادا کرتے چالیس اولیای کامل انکے خلیفی تھے جن سے علیحدہ علیحدہ سلسلے جاری ہوئے اور کتاب زاد الابرار انکے عمدہ تصانیف مین سے ہے انکے مطبخ مین ایک ہزار آدمی سے کم کھانا نہین کھاتے تھے جب کم ہوتے شہر سے آدمی بلا لیجاتے اور جب کبھی سفر مین ہوتے تو ہم ایک ہزار آدمی کا کھانا غیب سے نمودار ہوتا وفات حضرت کی سنہ سات سو پینسٹھ ہجری مین واقع ہوئی

شاہ کاکو چشتی لاہوری قدس سرہ

حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر کی اولاد سے یہ حضرت بڑے بزرگ صاحب عبادت و ریاضت و زہد و تقوی و توکل تھے شیخ پیر محمد چشتی لاہوری سے اُنھون نے خرقۂ خلافت پایا اور تمام عمر ہدایت خلق مین مصروف رہے دولت ظاہری و باطنی انکے نصیب تھی کرامتین انکی بہت مشہور ہین چنانچہ سکھون کے وقت کا ذکر ہے کہ سکھان شہید گنجیون نے انکے مزار کا سالیانہ عرس جو قوم خوجہ انکی مرید کرتے تھے بند کر دیا اور مریدون سے پوچھا کہ انکا عرس تم کیون کرتے ہو اونھون نے کہا کہ یہ بزرگ عشق علی عابد و زاہد تھے اس واسطے انکا عرس ہوتا ہے یہ سنکر ایک سکھ بولا کہ مین اسکا امتحان کرتا ہون یہ کہکر وہ اوس بیر کے درخت پر جو حضرت کے قبر پر ہی چڑھ گیا اور قبر پر پیشاب کرنے لگا اُسیوقت پانون پھسل کر نیچے آ پڑا اور ٹانگ ٹوٹ گئی اوس روز سے پھر سکھ مانع عرس نہوئے وفات انکی سال آٹھ سو اسّی ہجری مین واقع ہوئی اور مزار لاہور مین دہلی دروازہ کے باہر ہے

شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ

یہ بزرگ بڑے خلیفہ شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ احمد عبدالحق رُدولی کے تھے شجرہ پیران عظام انکا صرف تین واسطے سے شیخ جلال الدین پانی پتی کے ساتھ ملتا ہے کہ شیخ احمد عبدالحق رُدولی نے خرقۂ خلافت شیخ جلال الدین پانی پتی سے پایا تھا خاندان چشت اہل بہشت سلسلہ صابریہ مین سے یہ بزرگ صاحب کمال ظاہری و باطنی تھا تصوف مین ایک کتاب انوار العیون نام انکی تصانیف مین سے مقبول خاص و عام ہے وفات انکی سال نو سو چتیالیس ہجری مین واقع ہے اور مزار گوہر بار گنگوہ مین ہے

شیخ جلال الدین تھانیسری قدس سرہ العزیز

یہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے خلیفہ اور جانشین تھے شجرہ نسب انکا فاروق اعظم عمر ابن الخطاب کے ساتھ ملتا ہے انکا باپ محمود بھی عالم فاضل صاحب عظمت تھا شیخ جلال الدین اونکے گھر مین ولی مادرزاد ہوئے سات برس کی عمر مین اونھون نے

قرآن حفظ کیا اور سترہ برس کی عمر مین تحصیل علوم صرف و نحو و منطق و معانی و حدیث و تفسیر سے فراغت پائی بعد ازان بجذب جاذب حقیقی بخدمت شیخ عبد القدوس گنگوہی کے حاضر ہو کر تکمیل کو پہونچے تمام عمر ہدایت خلق مین مصروف رہے آخر سال نوسو اکاسی ہجری مین وفات پائی ۔

شیخ جان اللہ چشتی صابری لاہوری

یہ بزرگ شیخ نظام الدین بلخی کے خلیفہ تھے جو بڑے جانشین شیخ جلال الدین تھانیسری کے تھے علوم ظاہری و باطنی مین اونکو استعداد کامل تھی پہلے اونھون نے ظاہری علم حاصل کیا اور تعلیم و تدریس کے کام مین مشغول ہوئے چند سال اس کام مین معروف رہے پھر شیخ نظام الدین بلخی کی خدمت مین جاکر تکمیل باطنی پائی اور لاہور مین بعد حصول خرقۂ خلافت مقیم ہوئے تمام عمر ہدایت و ارشاد کے کام مین صرف کی آخر سال ایکہزار انتیس مین وفات پائی مزار لاہور مین ہے

شیخ حاجی عبد الکریم چشتی لاہوری

اس بزرگ کا باپ عمادی الملک عبد اللہ انصاری سرکار شاہی مین ایک امیر کبیر تھا انھون نے دولت ظاہری کو ترک کیا اور خدا کے طالب ہو کر شیخ نظام الدین بلخی سے مرید ہوئے اور تکمیل پائی اور جب اکبر بادشاہ نے نظام الدین انکے پیر پر ناراض ہو کر انکو ہند سے نکالدیا اور وہ حرمین الشریفین کو چلے گئے تو یہ بھی اونکے ہمراہ تھے وہان سے واپس آکر انھون نے لاہور مین قیام کیا تمام عمر ہدایت خلق مین بسر کی انکی تصانیف و تالیف مین سے کتاب شرح فصوص الحکم فارسی مین و رسالہ اسرار عجیبہ پیران چشت کے ذکر و شغل کے بیان مین مقبول خاص و عام ہے انکی کرامتین اکثر کتابون مین مذکور ہین چنانچہ ایک روز حج کا دن تھا ایک مرید خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ آج حج کا دن ہے صاحب قسمت لوگ آج مکہ معظمہ مین ہونگے فرمایا کہ آؤ ہم تم بھی مکہ کو چلین یہ کہکر اوٹھ کھڑے ہوئے اور اوس مرید کو ساتھ لے لیا جب آدھ کوس تک گئے تو مرید کو کہا کہ تم آنکھین بند کرو اور ہمارے دامن پر ہاتھ رکھکر چلے آؤ تھوڑی دیر گذری تو فرمایا کہ آنکھین کھول جب اوس نے آنکھین کھولین تو دیکھا کہ عرفات مین موجود ہے بہت خوشی

سے حج ادا کیا اور دوسرے برس بھی وہان قیام کیا پھر جس طرح گئے تھے لاہور پہونچ گئے وفات انکی ستائیسوین ماہ رجب سنہ ایکہزار بیالیس ہجری مین واقع ہوئی اور مزار گوہر بار لاہور مین متصل باغ زیب النسا بیگم المشہور موضع کوٹ خلی

شیخ ابو سعید چشتی صابری گنگوہی

یہ بزرگ فرزند دلبند شیخ نور الدین بن عبد القدوس گنگوہی تھے تربیت و تکمیل و خرقہ خلافت شیخ نظام الدین بلخی سے حاصل کیا اور اولیاے کاملین سے ہوئے سواطع الانوار مین لکھا ہے کہ ایک شخص شکستہ حال درویشان انکے روبرو آیا اور عرض کی کہ مین طالب خدا ہون مگر طاقت و محنت و عبادت و ریاضت کی مجھ مین نہین ہے چاہتا ہون کہ آپ کی نظر فیض اثر مقصود دل حاصل کرون حضرت کے ہاتھ مین اوسوقت عصا تھا فرمایا کہ ہان ہم اس عصا کے تین ضرب سے طالب کو خدا تک پہونچا دیتے ہین یہ کہکر ایک ضرب عصا کی اوسکے سر پر لگائی عالم ملکوت اوسپر کھل گیا دوسری ضرب مین عالم جبروت تیسری ضرب سے عالم شہود اوس پر منکشف ہوگیا تین روز تک بیہوش رہا جب ہوش مین آیا صدق دل سے مرید ہوا وفات حضرت کی سنہ ایکہزار اونچاس مین واقع ہوئی اور مزار گوہر بار گنگوہ مین ہے ۔

شیخ محمد صادق بن فتح اللہ گنگوہی حنفی چشتی صابری

شیخ ابو سعید کے خلفا مین سے یہ بزرگ صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند اور ذوق و شوق و وجد و سماع و محبت مین یگانہ زمانہ تھا صاحب سواطع الانوار لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ حالت سیر مین حضرت جگناتھ مین پہونچے سر بازار ایک بت سنگین نہایت خوبصورت دیکھا حضرت محو اوسکے تماشے مین ہوے خدا کے حکم سے بت بولا اور کہا انا المعبود لا تعبد سوائے شیخ اگرچہ اوسوقت مغلوب الحال تھے مگر برعایت شرع مقدس کعبہ کو سجدہ کیا تب بولا کہ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ شیخ نے جواب دیا کہ سچ ہے مگر رعایت شرع رسول فرض ہے وفات حضرت کی اٹھارھوین محرم سنہ ایکہزار اٹھاون ہجری مین واقع ہوئی ++++

شیخ عبد الخالق لاہوری چشتی صابری قدس سرہٗ

شیخ جان اللہ لاہوری سکے یہ بزرگ خلیفہ علوم ظاہری و باطنی مین طاق یگانہ آفاق تھے وجد و سماع کی وقت انکی یہ حالت ہوتی تھی کہ لوگونکو اونکے مرجانے کا شبہہ ہوجاتا اور حالت وجد مین جس پر نظر فیض اثر ڈالتے بیہوش ہوجاتا لنگر انکا غربا و مساکین پر عام تھا ہزارہا لوگ دو وقت کھانا انکے باورچی خانے سے کھاتے تھے بہت طالبان خدا انکے ذریعہ جمیلہ سے قرب خدا تک پہونچے آخر سال ایکہزار اونسٹھ ہجری مین فوت ہوگئے اور مزار گوہربار لاہور مین ہے

شیخ محمد عارف چشتی صابری لاہوری

یہ بزرگ شیخ عبد الخالق چشتی لاہوری سکے جانشین تھے تجرید و تفرید شان بلند رکھتا تھا جو کچھ زبان مبارک سے فرماتے ظہور مین آجاتا ایک روز حضرت کے گھر سماع ہو رہا اور حضرت وجد مین تھے قوال یہ بیت پڑھ رہے تھے ✣ آن مسیحائے کہ جان در دست اوست ✣ میدہد جان گر بمیرم چند بار ✣ اچانک ایک شخص اپنے بیمار لڑکے کو جو قریب مرگ تھا کاندھے پر اوٹھائے ہوئے خدمت مین آیا اور التجا کی کہ حضرت اوسکے واسطے دعائے حصول شفا کرین حضرت اوسی وجد کی حالت مین اوٹھے اور بیمار کے منہ پر ہاتھ پھیرا اوسی وقت اچھا ہوگیا۔ وفات حضرت کی ساتوین ذی الحج سال ایکہزار اکھتر مین ہوئی مزار لاہور مین ہے

شیخ محمد صدیق چشتی صابری لاہوری

یہ بزرگ عظمائے مشایخ چشت سے صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند تھا علوم شریعت و طریقت مین اپنے زمانے مین فرید الدہر وحید العصر تھا تمام روز تدریس طالبان علم مین مصروف رہتا اور رات بھر تلقین عارفان حق مین گذرتا پنجاب کے ہزارون لوگ اسکے ذریعہ سے فیضیاب دنیا و آخرت ہوئے بعد بارہ برس کی عمر کے یہ اپنے دلی شوق سے علم کے شغل مین مشغول تھا بیس برس کی عمر مین جاذب حقیقی نے اوسکو اپنی طرف کھینچا اور

شیخ محمد عارف کی خدمت مین جاکر تکمیل پائی اور خرقہ خلافت حاصل کیا وفات ان کی سنہ ایکہزار چوراسی ہجری مین واقع ہوئی اور مزار گوہر بار لاہور مین ہے

شیخ محمد داؤد بن شیخ محمد صادق گنگوہی

مرید و خلیفہ پدر عالی قدر اپنے کا تھا ہمت عالی و حالت قوی رکھتا صاحب سواطع الانوار کا قول ہے کہ ایک مرید حضرت کا چلہ مین بیٹھا اوس حجرے مین درخت بیر کا تھا درویش بھوک کی حالت مین بیر کے درخت کی پتی کھا لیا کرتا جب چلہ سے نکلا اوسنے دعوی کیا کہ مینے چالیس روز تک کچھ نہین کھایا حضرت نے کہا کہ تو جھوٹ کہتا ہے بیر کے درخت کی پتی چلہ کے وقت تیری غذا تھی اوسنے انکار کیا اس بات سے حضرت غضب مین آگئے اور درخت کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ سچ بول تیری پتی یہ کھاتا رہا ہے یا نہین درخت زبان فصیح سے بولا کہ ہان یہ درویش چالیس روز تک میری پتی کھاتا رہا ہے درویش یہ بات سنکر اپنے دعوے سے تائب ہوا وفات حضرت کی پانچوین رمضان سنہ ایکہزار چھیانوی ہجری مین واقع ہوئی اگرچہ خلیفہ حضرت کے بہت تھے مگر شیخ سوندھا و شیخ بلاقی و سید عزیز اللہ و شاہ ابوالمعالی چار خلیفہ بڑے تھے جنسے علحدہ علحدہ سلسلے جاری ہوئے

شاہ ابوالمعالی چشتی صابری قدس سرہ

سادات عظام و مشائخ کرام سے صاحب عشق و محبت شوق و ذوق و وجد و سماع تھے خرقہ خلافت شیخ داؤد سے پایا شیخ محمد صادق گنگوہی سے بھی فیض حاصل کیا باپ انکے سید محمد اشرف قصبہ امبہٹہ ضلع سہارنپور مین رہتے تھے باپ کے مرنے کے بعد شاہ ابوالمعالی خورد سال رہگئے والدہ نے انکو شیخ محمد صادق کے سپرد کیا انھون نے علوم ظاہری و باطنی سے انکو مستفید کیا اور مرتے وقت انکو شیخ داؤد کے سپرد کیا تا تمام و تکمیل انکی شیخ داؤد نے کی اور خرقہ خلافت عطا کیا صاحب ثمرۃ الفواد لکھتا ہے کہ ایکروز مجلس مشائخ تھانیسر مین جمع تھے بعد التذکرہ حضرت شاہ نے فرمایا کہ مرگ و حیات کلمۂ نفی و اثبات

لا اله الا الله مین ہے جنھون نے یہ کلمہ دل سے پڑھا ہی اگر وہ لفظ لا زندہ کے کان مین کہدیوین
تو مرجائے واگر الا اللہ کہدیوین تو جی اوٹھے حاضرین مجلس نے التماس امتحان کی حضرت
مجلس سے اوٹھے اور ایک گاؤمیش کے کان مین جو اوسی گھر کے صحن مین بندھی ہوئی تھی
لا اله کا لفظ کہا وہ فی الفور گر پڑی اور مرگئی پھر دوسرے کان مین الا اللہ کا لفظ کہا فی الفور
گاؤمیش جی اوٹھی اور چارہ چرنے لگی وفات شاہ ابو المعالی کی اکہزار ایک سو سولہ ہجری مین واقع ہوئی

شیخ عبد الرشید جالندھری چشتی قدس سرہ

یہ بزرگ خاندان سادات عظام شہر جالندھر سے ہے انکے باپ کا نام سید اشرف تھا
خردسالی کی عمر مین انکو شوق حق دامنگیر ہوا اور بعد تحصیل علوم متداولہ گھر سے نکل کر شاہ ابو المعالی
کی خدمت مین حاضر ہوا اور بیعت کی شاہ ابو المعالی نے اونکو تربیت و تکمیل کیواسطے میران
سید بہیکہ کے حوالے کیا اونکی خدمت مین چند سال انھون نے بسر کیے اور خرقہ خلافت
پایا وفات انکی غرہ ماہ ربیع الاول روز جمعہ سنہ اکہزار اکیسو اکیس مین واقع ہوئی غلام محی الدین
انکے فرزند بھی ایک مقبول شخص تھے بیعت اونکی بھی میران سید بہیکہ کے ہاتھ پر واقع ہوئی

شیخ سوندھا ولد شیخ مومن صدیقی چشتی صابری

یہ بزرگ شیخ داؤد چشتی گنگوہی کے خلیفہ تھے شجرہ نسب انکا حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اول
کے ساتھ ملتا تھا باپ انکا شیخ مومن بادشاہی جاگیردار اور امیر کبیر تھا اوسکے وفات کے بعد
یہ خردسال رہگئے بالغ ہونے کے بعد انھون نے سامان حشمت وجاہ ترک کیا اور شیخ داؤد
کی خدمت مین حاضر ہوکر مرید ہوئے اور ایسے مراتب عالیہ کو پہونچے کہ اولیاے متقدمین
سے گوے سبقت لے گئے صاحب سواطع الانوار کا قول ہے کہ ایک روز ایک گانون مین
حضرت بتقریب ایک عرس کے تشریف لیگئے جب ہنگامہ سماع گرم ہوا تو اتفاقاً اوسی وقت گانون
کے مالک کا بیٹا نوجوان مرگیا وہ مُردہ کی چارپائی اوٹھا کر عین مجلس مین لے آیا اور ہاتھ
باندھکر عرض کی کہ شعر مردان خدا خدا نباشند ؛ لیکن ز خدا جدا نباشند ؛؛

میرے گھر مین بھی ایک لڑکا تھا جو آج لقمہ نہنگ اجل ہو گیا ہے تم لوگ مقبولان الٰہی ہو اگر تمھاری توجہ سے یہ لڑکا میرا زندہ ہو جاوے تو عجب نہین یہ تقریر سنکر شیخ اوٹھ کھڑے ہوئے اور اوسکے منھ سے چادر اوٹھا کر فرمایا کہ اے لڑکے اوٹھ قادر قیوم [illegible] سے ہمیشہ زندہ ہے اور کبھی نہین مریگا زندہ ہو جا لڑکا فی الفور زندہ ہو گیا اور [illegible] الاولیا سے کہتے ہیں روز وفات شیخ سوندھا کا آیا قوالون کو بلا کر حکم دیا کہ یہ شعر خواجہ حافظ شیرازی کا [illegible] بخدا ہم کہ بود عین قصور ما خیال تو چرا باد گر [illegible] شعر گانا شروع کیا حضرت وجد مین آئے اور اوسی حالت [illegible] مین [illegible] عالم جاودانی [illegible] گئے وفات حضرت کی چوبیسوین ماہ جمادی [illegible] سنہ ایکہزار اکیسو اوتیس مین ہوئی

سید محمد سعید عرف شاہ صاحب میران شاہ بھیکہ چشتی صابری قدس سرہ

مرید و خلیفہ اور جانشین حضرت شاہ ابو المعالی چشتی صابری کے تھے ذوق و شوق اور [illegible] عشق و محبت مین ثانی نہین رکھتے تھے مشایخ متاخرین مین کسی بزرگ کو ایسے کشایش ظاہری و باطنی نصیب نہین ہوئی جیسے کہ انکو ہوئی انکے مرید اکثر اقطاب و ابدال کے مراتب تک پہونچے اشعار ہندی و دوہرے حضرت شاہ کے ہندی مین توحید سب مشہور ہین جو صوفیون کی محفل مین گائے جاتے ہین شجرہ نسب انکا حضرت امام حسین کے ساتھ ملتا ہے اس طرح پر کہ سید محمد سعید میران بھیکہ بن محمد یوسف سوانیہ بن سید قطب شاہ بن سید عبد الواحد بن سید احمد بن سید امیر سعید بن سید محمد نظام الدین بن سید عزیز الدین بن شاہ تاج الدین بن عز الدین نوبہار بن سید عثمان بن سید شاہ سلیمان کفار شکن بن سید شاہ زید سالار لشکر بن امیر احمد زاہد بن سید امیر حمزہ بن سید ابا بکر علی بن سید عمر علی بن سید محمد تختہ بن سید علی شاہ رہبر کابلی بن سید حسین ثانی الملقب بخمیس بن سید محمد مدنی بن سید حسن شاہ ناصر ترمذی بن سید موسی خمیص بن سید علی حسن بن سید حسین علی اصغر بن سید زین العابدین بن سید الثقلین امام حسین - اور والد

حضرت کی بھی سیدہ پاکدامنہ تھی حضرت کے بزرگون مین سے زید سالار لشکر شہر ترمذ سے بہمت سالار لشکر سندھ بارادہ جہاد آئے اور شہر سوانہ مین قیام کیا وہان کے راجہ نے جسکا نام سیانہ تھا بکمال حسد حضرت کو نماز مین شہید کیا حضرت سالار کی شہادت کے بعد اونکے صاحبزادون نے راجہ کے ساتھ جنگ کیا اور فتح یاب ہو کر وہ شہر لیا سکونت وہان ہی اختیار کی سلطان شمس الدین شاہ دہلی نے اونکی شرافت کا شہرہ سنکر اپنی لڑکی سید شہاب الدین زید سالار کے بیٹے کو دی اور دولت ظاہری و باطنی انکو نصیب ہوئی حضرت میران بھیکھ [illegible] کی عمر مین یتیم ہو گئے تو فرید الدین نام ایک فاضل [illegible] سے انھون نے علم ظاہری [illegible] لیا اور شاہ ابو المعالی سے خرقہ خلافت پا کر [illegible] ظاہری و باطنی ہوئی خزینۃ الاصفیا مین لکھا ہے کہ ایک مرید حضرت کا موضع [illegible] مین رہتا تھا اتفاقاً اوسکا دہ سالہ لڑکا [illegible] ہو گیا [illegible] کے بعد جب دو گھڑی گذری تو حضرت بھی اوسی جگہ پہونچے اوسکو خبر ہوئی حضرت کو اپنے گھر لے آیا اپنے لڑکے کی نعش کو کوٹھری مین بند کر کے عورت کو تاکید کی کہ [illegible] ماتم کو [illegible] دے اور حضرت کی ضیافت کے کام مین سرگرم ہو عورت نے خاوند کے حکم کی تعمیل کی جب کھانا پکا کر تیار ہوا حضرت کے آگے [illegible] فرمایا کہ مرید کا لڑکا بھی کھانا کھانے آوے [illegible] حاضر ہو مرید نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ لڑکا کہین لڑکون کے ساتھ کھیلتا ہوگا آپ کھانا تناول فرمائیے حضرت نے فرمایا کہ لڑکا جب [illegible] کھانا ہم پر حلال نہین ہے مرید نے یہ ارشاد سنکر رو دیا اور عرض کی کہ لڑکا آج حضرت کو آنے سے دو ساعت اول مر گیا ہے لاش اوسکی کوٹھری مین [illegible] وہ مرا نہین [illegible] تونے مغالطہ کھایا ہوگا اب جا کر اوسکو اچھی طرح سے دیکھ اگر سوتا ہو تو جگا لا ہمارے ساتھ کھانا کھائے اوسنے کہا کہ وہ مر چکا ہے اب آپ کی توجہ سے زندہ ہو جائے تو عجب نہین یہ کہکر وہ حجرے کے اندر گیا تو دیکھا لڑکا [illegible] بیٹھا ہے اوسنے اوسکو ہلایا تو اوٹھ بیٹھا اور باپ کے ساتھ ہو لیا حضرت کی خدمت مین آکر قدمبوس ہوا یہ کرامت دیکھکر حاضرین مجلس سے ایک شور اٹھا اور ہزارون آدمی مرید ہو گئے ولادت حضرت کی ساتوین رجب پیر کے روز سنہ ایکہزار چھیالیس اور وفات پنجم رمضان المبارک

سنہ ایکہزار ایکسو اکتیس ہجری مین واقع ہوئی اور عمر شریف چوراسی برس کی اور مزار گوہر بار قصبہ گہڑام مین زیارتگاہ خلق ہی قطعہ تاریخ

میر سید بہیکہہ پیر باکمال — اہل ورد و اہل حال و اہل قال
ہست نور معرفت تولید او — رکن حق شاہ ولایت ارتحال
۱۱۳۱

شیخ عتیق اللہ چشتی جالندھری

سادات صحیح النسب جالندھری سے ہین خاندان چشت مین بیعت انکی شاہ ابو المعالی چشتی کی خدمت مین تہتے تمام عمر انکی عبادت و ریاضت مین گذر گئی زہد و تقوی بدرجہ کمال تہا وفات انکی سنہ ایکہزار ایکسو اکتیس ہجری مین ہوئی

شیخ محمد سلیم چشتی صابری لاہوری

لاہور کے مشایخ چشتیہ صابریہ مین سے یہ بزرگ صاحب طریقت و شریعت تہے خرقہ فقر انہون نے شیخ محمد صدیق چشتی لاہوری سے پہنا ادبیت سے طالبان حق کو تقرب حق پہونچایا انکی مجلس کبہی سماع سے خالی نہوتی محمد شاہ بادشاہ کے وقت علماے لاہور بسبب سماع دائمی کے انکے دشمن ہوگئے سب نے ملکر بادشاہ کی خدمت مین عرضی کی کہ ایسے بدعتی شخص کو قتل کرنا واجب ہے بادشاہ نے وہ عرضی صوبہ لاہور کے پاس بہیجدی صوبہ لاہور خود انکی خدمت مین آیا کشش باطنی سے مرید ہوگیا جب خود صوبہ لاہور نے بیعت کرلی تو علماے لاہور خاموش ہوگئے وفات انکی تیسری ذی الحج سنہ ایکہزار ایکسو اکیاون ہجری بعہد معین الملک مرزا لاہور [illegible]

شاہ بہلول برکی چشتی صابری جالندھری قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت شاہ بہیکہہ چشتی کے خلیفہ قوم کے افغان جالندھر کے رہنے والے تہے فاضل اجل و عامل و کمل و عالم بزرگ علوم معقول و منقول سے واقف سید عبد الرشید و سید عتیق اللہ جالندھری سے علم ظاہری حاصل کیا وضع ان کی قلندرانہ تہی شاہ بہیکہہ کے

وفات کے بعد یہ لاہور مین آئے اور شاہ بلاق لاہوری سے فیض پایا بہت سی کتابین بھی مثل فوائد الاسرار و شرح دیوان خواجہ حافظ وغیرہ لکھین انکی شعرون کا دیوان بھی بمضامین توحید مقبول خاص وعام ہے مولوی جان محمد ترک کے ساتھ ہمیشہ انکا بحث رہتا تھا سید علیم اللہ جالندھری وسید تخلص نادر و عظمت خان یکی انکے اعلے شاگردون مین سے ہین اور دیوان تصانیف انکے شاگردونکی بھی مشہور ہین سنہ ایکہزار ایکسو ستر ہجری مین انھون نے وفات پائی مزار جالندھر مین ہے

شاہ لطف اللہ چشتی قدس سرہ

مریدان پاک اعتقاد و خادمان حق یاد میران سید بھیکہ چشتی سے تھے سکونت انکی شہر انبالہ مین تھی لڑکپن کی زمانہ سے انھون نے پیر روشن ضمیر کی حضور مین پرورش پائی اور انھین سے ظاہری و باطنی علوم سے بہرہ حاصل کیا اور کتاب ثمرۃ الفواد اپنے پیر کے حال مین لکھی جواب تک یادگار زمانہ ہے وفات انکی بیسوین ماہ ذیقعد سنہ ایکہزار ایکسو آٹھ ہجری مین واقع ہوئی اور مزار گوہر بار جالندھر مین ہے

مولانا فخر الدین فخر جہان شاہجہان آبادی چشتی قدس اللہ سرہ

اعلم علماء عظماے مشایخ وکبراے خلفاے شیخ نظام الدین اورنگ آبادی اپنے باپ کے تھے حضرت کی ذات عالم علوم شریعت و واقف رموز طریقت و محرم اسرار حقیقت جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے پدری شجرہ انکا حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے ساتھ ملتا تھا اور مادری شجرہ بسید السادات سید محمد گیسو دراز چشتی کے ساتھ تعلق ہوتا ہے حضرت کے اوصاف احاطہ تحریر و تقریر سے خارج ہین کہ خداوند تعالی نے خاندان چشت اہل بہشت مین اونکو زمانہ اخیر کا قطب پیدا کیا تھا ہزارون طالبان اونکے ذریعے سے بمراتب علیا پہونچے لاکھون خوارق وکرامتین ان سے سرزد ہوئین نواب نظام الملک غازی الدین خان ناظم حیدر آباد مؤلف مناقب فخریہ نے بیشمار کرامتین حضرت کی اپنی کتاب مین درج کی ہین چنانچہ اوسی کتاب مین لکھا ہے کہ ایک روز حضرت سلطان المشایخ نظام الدین کی خانقاہ

پر مجلس سماع گرم تھی اور چند صوفی حالت وجد مین تھی اون مین سے ایک نوجوان لڑکا بھی سرمست بادۂ حالت تھا اتفاقاً تبدیلی قوالون کی عمل مین آئے اور سماع موقوف ہو گیا اُس وقت وہ جوان بھی خاموش مجلس میں پڑا تھا جب لوگ اوسکی طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ وہ مرچکا ہے سانس کا آنا جانا مسدود اور بدن سرد ہے اوسکا باپ جو حاضر مجلس تھا سخت بیقرار ہوا اور نالان و گریان حضرت کے روبرو آکر کہنے لگا کہ یہی ایک میرا فرزند تھا اب جو یہ مرگیا ہے مین بھی اپنی زندگی نہین چاہتا حضرت کو اوسکی حالت دیکھکر رحم آیا اور کہا کہ صبر کر اگر خدا نے چاہا لڑکا از سر زندہ ہو جائیگا شاید ابھی یہ زندہ ہے یہ فرما کر قوالون کو حکم دیا کہ یہ شعر پڑھین شعر یک لب لعل تو صد جان میدہد * خضر آسا آب حیوان میدہد * مردہ گر باشم بعالم باک نیست * جان بوصل خویش جانان میدہد * جب قوالان خوش مقال نے یہ قول شروع کیا اہل مجلس جوش و خروش مین آئے ایک ساعت کے بعد اوس جوان نے بھی حرکت کی اور فرش پر لوٹنے لگا کچھ دیر گذری تو ہوش مین آگیا ولادت باسعادت حضرت کی سنہ ایکہزار ایکسو چھبیس اور وفات ساتوین ماہ جمادی الثانی سنہ ایکہزار یکصد و نود و نہ وقوع مین آئی اور مزار گوہر بار دہلی مین اندرون احاطہ مزار خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی ہے قطعہ تاریخ از مؤلف ـــ

فخر دنیا فخر دین فخر الانام * افتخار خلق و فخر المومنین
گشت فخر الدین علامی بیان سال تولیدش احمد صدق و یقین
طرفہ سال انتقال آن جناب شد پیدا محبوب فخر المسلمین

شیخ سید علیم اللہ بن سید عتیق اللہ چشتی جالندھری

سادات صحیح الطرفین قصبہ جالندھر سے ہین شجرہ نسب انکا حضرت زید بن امام حسن علیہ السلام کے ساتھ ملتا ہے پہلے بیعت انکی بخدمت شاہ ابو المعالی چشتی کے ہوئے اور تربیت و تکمیل و خرقہ خلافت حضرت میران سید بھیکہ سے پایا علوم ظاہری مین بھی یگانہ عصر تھے کتابین بھی انھون نے مثل انہار الاسرار و شرح بوستان سعدی و رسالہ

نزہۃ السالکین و شرح اخلاق ناصری و زبدۃ الروایات فقہ و شرح جواہر فارسی ترجمہ نظم الدرر و المرجان بہت سی لکھیں اشعار فارسی انکے بیشمار شہرہ ہین شیخ عبد الصمد انکے خلیفہ نے کتاب اسرار العلیم انکے احوال مین لکھی ہے اوس مین بہت سے کرامت و خوارق انکے درج کیے ہین ولادت انکی بائیسوین جمادی الثانی سنہ ایکہزار ایکسو نو اور وفات سولہوین ماہ صفر سنہ ایکہزار دو سو دو مین واقع ہوئی اور روضہ عالیہ جالندھر مین زیارتگاہ خلق ہے قطعہ تاریخ

حضرت سید علیم اللہ شاہ دو جہان   ذات پاکش بود بر اوج شرف بدر منیر
قطب جنت مقتدا ۱۱۰۹ تاریخ تولیدش بود   وصل سلطان متقی سید علیم اللہ پیر ۱۲۰۲

شیخ نور محمد چشتی المشہور نور محمد سیبل مہاروی قدس سرہ

یہ بزرگ خلیفہ اعظم مولانا فخر الدین فخر جہان دہلوی کے ہین اوائل حال مین بعد حفظ قرآن پنجاب سے دہلی مین گئے اور مولانا فخر الدین کی خدمت مین بیعت کی اور چند سال بکمال خدمتگزاری و صدق و خلاص تکمیل پاکر خرقہ خلافت حاصل کیا اور پنجاب مین آکر قصبہ مہاران علاقہ نواب بہاول خان مین سکونت کی اور تمام عمر ہدایت خلق مین مصروف رہے ہزارون مخلوق انکے طفیل سے بقرب الٰہی پہونچے ان کے خلفاے کرام مین سے چار خلیفے صاحب قرب تھے ایک خواجہ ثانی الملقب بخلیفہ صاحب دوم مولانا قاضی محمد عاقل سوم خواجہ محمد جمال چہارم خواجہ سلیمان اور خلیفے بھی آپ کے بہت ہین جن سے فیض اب تک جاری ہے وفات انکی سنہ ایکہزار دو سو پانچ مین واقع ہوئی اور مزار پر انوار قریہ تاج سرور متصل قصبہ مہاران کے ہے قطعہ تاریخ

حضرت نور محمد نور حق   جلوہ گر شد چون بہ گلزار جنان
سال ترحیلش بقول اہل سیر   نور عرفان آفتاب دین بخوان ۱۲۰۵

سید علی شاہ چشتی صابری جالندری قدس سرہ

یہ بزرگ سید علیم اللہ جالندھری کے خلیفہ تھے بعد وفات پیر روشن ضمیر کی مسند ارشاد پر

متمکن ہوئی تمام عمر ہدایت و ارشاد مین گذرانی وفات انکی سنہ ایکہزار دوسو تیرہ مین ہوئی اور مزار قصبہ جالندھر مین زیارتگاہ خلق ہے

شیخ محمد سعید چشتی صابری شرقپوری قدس سرہٗ

سرمست محبت الٰہی جامع خوارق و کرامت تھے قصبہ شرقپور متعلقہ ضلع لاہور مین سکونت رکھتے تھے چونکہ یہ بزرگ قوم کے خوجہ تھے پہلے اپنے ہم قوم خوجون کے ساتھ محنت مزدوری سے گذارہ کرتے تھے پھر جب شوق الٰہی دامنگیر ہوا بامداد غیبی عبادت و ریاضت مین مصروف ہوئے شجرہ انکا ان ناموں سے شیخ نظام الدین بلخی کے ساتھ ملتا ہے اس طرح پر کہ شیخ محمد سعید بن محمد باقر شرقپوری مرید شاہ مراد ملتانی اور وہ مرید شیخ جیوی شاہ گجراتی اور وہ مرید شیخ ذکریا اور وہ مرید شیخ حاجی قطبا اور وہ مرید شیخ درگاہی لاہوری اور وہ مرید حاجی ابو سعید حنفی گنگوہی اور وہ مرید شیخ نظام الدین بلخی قدس سرہم العزیز وفات شیخ کی باقوال صحیح سنہ ایکہزار دوسو چودہ ہجری مین واقع ہوئی اور مزار شرقپور مین ہے انکے ہدایت کا حال اس طرح پر مشہور ہے کہ ایک روز یہ غلہ کا بیل لادکر شرقپور سے لاہور کو آئے گذر اوسے قصبہ شاہ پور سے اوترکر جب متصل گنبد کہنہ مدرسہ عالیہ کے پہونچے انکا بیل گر پڑا اور ٹانگ اوسکی ٹوٹ گئی ہمراہی انکے سب لاہور کو چلدیے اور یہ تنہا معہ بیل وہان ہی رہے آدھی رات ہوئی تو ایک سوار برقعہ پوش آیا اور اپنے نیزہ کی نوک کے ساتھ بیل کو اشارہ کیا بیل اوٹھ کھڑا ہوا اور گون غلہ کی بھی اوسی اشارہ کے ساتھ رکھدی اور کہا کہ تیرا بیل تندرست ہے لاہور کو چلا جا محمد سعید نے قدم پکڑ لیے اور عرض کی کہ آپ کون ہین اپنا نام بتلائیے فرمایا کہ ہمارا نام علی المرتضی ہے اور حق سے تیری امداد کے لیے مامور ہوئے ہین عرض کی کہ اب مجھکو محروم نچھوڑو اور باطنی امداد بھی کیجیے فرمایا کہ تیرا حصہ شاہ مراد ملتانی کے پاس ہے وہان جا کر لے لے اسی روز سے اونکو شوق حق دامنگیر ہوا اور پیر کی خدمت مین جا کر تکمیل پائی

شیخ محمود سعید چشتی جالندھری قدس سرہ

سید علیم اللہ جالندھری کے خلفا مین سے صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند تھے خالق حقیقی نے اونکو علوم ظاہری و باطنی سے بہرہ کامل بخشا تھا ہزارون آدمیون نے اِن کی ذات سے بہرہ کامل تلقین و تعلیم سے پایا تمام عمر انھون نے طلبا کی تکمیل و تربیت مین صرف کی آخر سنہ ایکہزار دوسو چھبیس مین وفات پائی

شیخ خیر الدین المشہور خیر شاہ چشتی لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ سلیم چشتی لاہوری کے خلیفہ تھے تھوڑے زمانہ مین انھون نے علم مشیخت کا بلند کیا بہت سے طالب حق اِن کی خدمت مین آئے اور فائدہ پا گئے وجد و تواجد سماع کے ساتھ انکو کمال میل تھا لنگر بھی انکا فقرا و درویشون کے واسطے جاری رہتا وفات انکی اونیسوین ذی الحج سنہ ایکہزار دوسو اٹھائیس مین ہوئی اور مزار لاہور مین ہے

حافظ موسیٰ چشتی مانکپوری قدس سرہ

یہ بزرگ سلسلہ شاہ بھیکیہ چشتی مین مرید و خلیفہ شیخ اعظم چشتی روپڑی کے تھے ابتدائی حال مین صیقلی گری کے کام مین مشغول رہتے اور دو زوجہ انکی تھین جب جاذب حقیقی نے اِن کو اپنی طرف کھینچا دونو عورتون کو طلاق دیدیا اور دنیاوی علاقہ چھوڑ کر ہمہ تن عبادت مین مشغول ہوئے اور شیخ سید اعظم چشتی روپڑی کی خدمت مین جا کر مرید ہوئے اور بعد تکمیل خلافت حاصل کی اِنکے جذب کا یہ حال تھا کہ وجد و حالت کے وقت جس پر اِنکے نظر پڑجاتی مجذوب سرمست ہوجاتا چنانچہ کئی شخص مثل کریم شاہ و محمد شاہ وغیرہ مجذوب ہوگئے تھے وفات انکی سولھوین ماہ رمضان روز یکشنبہ سنہ ایکہزار دوسو سینتالیس مین ہوئی اور مزار اِنکا قصبہ مانکپور مین ہے اِنکے خلیفہ صاحب کمال مثل امانت علی امروہی و غلام معین الدین شاہ خاموش و خواجہ عبد اللہ امروہی و میر امانت علی ثانی و محمد بخش و پیر شاہ وغیرہ بہت تھے ++

خواجہ محمد سلیمان چشتی قدس سرہ

خلفاے نامدار و احباب باوقار خواجہ نور محمد مہاروی چشتی سے تھے کشف و کرامت و زہد و ریاضت و عبادت مین سب مشرق سے غرب تک مشہور تھے اصل وطن انکا پہاڑی ملک مین موضع گرگوجی تھا ابتداے حال مین قصبہ کوٹ مٹھن مین قاضی محمد عاقل کی خدمت مین حاضر ہو کر علم ظاہری حاصل کیا بعد تحصیل علم کی حضرت نور محمد مہاروی کی خدمت مین حاضر ہو کر مرید ہوئے اور چند سال مین تربیت و تکمیل پا کر خرقہ خلافت پایا اور حسب الحکم مرشد سنگھڑ کے قصبہ تونسہ مین جا کر قیام پذیر ہوئے ہزارون طالبان خدا وہان حضرت کی خدمت مین مشرف ہوئے اور ہزارون مسافر و مسکین و غربا دو وقتہ حضرت کے لنگر سے کھانا کھاتے عزت و قبول حاصل ہوا کہ اوس زمانہ مین کسیکو حاصل نہ تھا تمام عمر حضرت نے ہدایت و ارشاد مین گذرانی اور ایک لاکھ سے زیادہ حضرت کے مرید اور سیکڑون کفار و فجار نے توبہ کی حضرت کے خلفا بیشمار تھے اونمین سے شیخ محمد یار و حافظ محمد علی و مولوی محمد علی ثانی تین خلیفے حضرت کے مقرب و محبوب و محرم اسرار تھے وفات حضرت نوین ماہ صفر روز پنجشنبہ سنہ یکہزار دو سو سڑسٹھ مین واقع ہوئی اور بعد وفات اونکے شیخ اللہ بخش حضرت کے پوتے مسند آراے مسند مشیخت ہین قطعہ تاریخ

شہ چو از دنیا بفردوس برین — شاہ والا شان سلیمان اہل فیض
بہر تاریخش بسرور گفت دل — ای بگو سلطان سلیمان اہل فیض ۱۲٦۷ھ

حضرت کے مرید صاحب ذوق و شوق بے شمار تھے اور موجود بھی ہین چنانچہ لاہور کے مشایخ مین سے میان امیر بخش جلد ساز ایک مرد صاحب ذوق و عبادت تھا جو ۱۲۹۱ھ بارہ سو اکیانوین مین خلد معلی مین قیام پذیر ہوا

مولوی امانت علی چشتی صابری قدس سرہ

شیخ حافظ موسے مانکپوری کے خلفا مین سے صاحب کشف و کرامت و زہد

وریاضت وترک الدنیا تھے بعد وفات پیر اپنے کے کشمیر مین گئے اور شیخ احمد شاہ کشمیری سے بھی فیض پایا اور وہان سے واپس آکر امروہہ مین سکونت کی اور بقیہ عمر ہدایت وارشاد مین صرف کی وفات انکی سنہ ایکہزار دوسو اسی مین وقوع مین آئی ان کے مریدان مین سے شیخ عبدالرحیم وعبدالرحمان وشیخ سمیع اللہ موجود ہین ++

شیخ حاجی رمضان لاہوری چشتی قدس سرہٗ

خواجہ سلیمان کے خلیفہ صاحب عبادت وریاضت وصدق وراستی تھے لاہور مین ان کی سکونت تھی حالت تجرید وتفرید مین گزرانتے سماع کے حالت مین کمال اضطراب وبیقراری ان پر عائد ہوتی حرمین الشریفین مین یہ بزرگ گئے اور مستفید حج وزیارت روضۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئے دعا ان کی اکثر اوقات مقبول ہوتی غرض ایسے نازک زمان وقت مین کہ ذات مردان خدا حکم عنقا رکھتی ہے انکی ذات بابرکات مغتنمات سے تھی ولادت انکی ماہ رمضان سنہ ایکہزار دوسو دو مین اور وفات ماہ رمضان کی تیسری سنہ ۱۲۸۲ھ ایکہزار دوسو بیاسی مین واقع ہوئی اور عمر شریف انتی برس کی تھی۔

شیخ فیض بخش لاہوری صابری چشتی قدس سرہٗ ۲۰

یہ بزرگ شیخ حیدر شاہ کے خلیفہ تھے جنھون نے فیض باطنی شیخ خیرالدین المشہور خیر شاہ سے پایا تھا صاحب حال وقال ووجد وسماع وشوق وذوق وتجرید وتفرید تھے گذارا ان کا ریشم سازی کے کام پر تھا ہر سال مین سترہ عرس مثل سالینہ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم وعلی المرتضے وفاطمۃ الزہرا وختم سالینہ امامین وغوث الثقلین وخواجہ معین الدین حسن سنجری وخواجہ قطب الدین بختیار وخواجہ فریدالدین وخواجہ علاءالدین علی احمد صابر وغیرہ پیران عظام کیا کرتے اور ہر ایک سالینہ مین طعام وافر بکثرت غربا ومساکین کو تقسیم کرتے سماع کے وقت کمال اضطراب عاید حال انکے ہوتا اور وجد کی حالت مین جس پر نظر فیض پڑ جاتی مست وبے خود ہوتا خوارق کرامات انکے مرید بانتہا بیان کرتے ہین

جسکی گنجایش اس مختصر مین نہین ہے مگر ہزارون مین سے ایک تحریر ہوتی ہے کہ ایکروز آپ ریشم کھولکر مہان سنگہ کے باغ مین کام کرتے تھے اتنے مین ٹڈی کا دل آسمان پر نمودار ہوا اس قدر کہ سورج چھپ گیا باغبان جس نے باغ کا میوہ خریدا تھا رونے لگا کہ اب ٹڈی میرا میوہ اور درختون کو کھا جائیگی حضرت اوسکو روتے دیکھکر ہنسے اور فرمایا کہ ایک ٹینڈیا پانی کی بھرلا وہ بھر لایا آپ نے اوسکے نیچے ایک باریک سوراخ کر دیا اور فرمایا کہ باغ کے باہر جا کر اس پانی سے باغ کے چارون طرف لکیر کردے انشاء اللہ ٹڈی تیرے باغ پر نہ بیٹھیگی اوس نے ایسا ہی کیا اور ٹڈی باہر کے تمام درختون کو کھا گئی مگر باغ کے اندر ایک پرند بھی نہ گیا زہد و ریاضت کا یہ حال تھا کہ تمام رات حالت بیداری مین کٹتی تھی ایک رات مین تین مرتبہ غسل کیا جاتا اور بنظر ترک لذت حلوا مین نمک مرچ ملا کر تناول فرماتے جب حضرت کے وفات کے دن قریب آئے تپ محرق کی بیماری لاحق ہوئی چند روز اوسی حالت مین گذر گئے جب آخری وقت قریب آیا قوالون کو بلایا چنانچہ حافظ قادربخش مدح خوان حاضر ہوا تو اوسکو اشارہ کیا کہ کوئی نعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین پڑھے اوسنے یہ غزل شروع کی شعر

منم خاک در کوی محمد ۔ اسیر حلقۂ موی محمد
قتیل نوک شمشیر نگاہش ۔ شہید تیغ ابروی محمد

اس نعت کے سنتے ہی حضرت وجد مین آگئے اور لرزہ جسم پر ظاہر ہوا تمام بدن پر عرق ہو گیا آخر اوسی جوش و خروش مین وفات پائی تاریخ وفات نوین ماہ رجب سنہ ایکہزار دوسو چھیاسی ہجری

تیسرا چمن تذکرہ مشایخ خاندان نقشبندیہ قدس اللہ سرہم العزیز

اول امام اس خاندان عالیشان کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہین اونسے حضرت سلمان فارسی نے فیض پایا اونسے امام قاسم خلف ابوبکر صدیق نے اونسے حضرت امام جعفر صادق نے اونسے شیخ ابایزید بسطامی نے اونسے شیخ ابوالحسن خرقانی نے اونسے شیخ ابوعلی فارمدی نے اونسے خواجہ ابویوسف ہمدانی نے اونسے خواجہ عبدالخالق غجدوانی نے اونسے

خواجہ محمد عارف نے اون سے خواجہ محمود خیر فغنوی نی اونسے خواجہ عزیزان علی نے اونسے خواجہ بابا سماسی نی اونسے خواجہ میر کلال نے اونسے حضرت شیخ بہاوالدین نقشبند نے اونسے خواجہ علاوالدین عطار نے اونسے خواجہ یعقوب چرخی نے اون سے خواجہ عبید اللہ احرار نقشبندی اونسے خواجہ محمد زاہد نے اون سے خواجہ درویش نے اون سے خواجہ محمد خواجگی نے اون سے خواجہ باقی باللہ دہلوی نی فیض باطنی حاصل کیا چونکہ بزرگان مرقوم الصدر سے کسی کا مزار پنجاب کے سرزمین مین نہ تھا لہذا احوال مفصل انکا قلم انداز ہوا اور خواجہ باقی باللہ سے آغاز کیا گیا

خواجہ محمد باقی المشہور باقی باللہ نقشبندی دہلوی قدس سرہ

یہ بزرگ اپنے وقت مین امام طریقت و مقتدائی حقیقت صاحب کمالات ظاہری و باطنی معروف باخلاق حمیدہ موصوف باوصاف پسندیدہ تھے اگرچہ ظاہری بیعت اونکی خواجہ محمد خواجگی کے ہاتھہ پر ہوئی مگر نسبت باطنی اونکی حضرت بہاوالدین شاہ نقشبند سے ساتھہ تھی بلکہ روحانیت خواجہ عبید اللہ احرار نقشبند سے بھی انکو بہت سا فیض حاصل ہوا ابتدا حال مین انھون نے شہر کابل کا سفر کیا وہان ہی علوم فقہ و حدیث و تفسیر سے بہرہ حاصل کیا ظاہری علوم کی حاصل کرنے سے جب فراغت پائی حضرت خواجہ محمد خواجگی امکنگی کی خدمت مین حاضر ہوکر بیعت کی اور بعد تکمیل مراتب بلند و مقامات ارجمند تک فائز ہوئی زہد و ریاضت کا یہہ حال تھا کہ کھانا آپ بہت کم کھاتی اور خواب بھی بہت کم کرتی ضرورت کے بغیر کسی سے ہمکلام نہوتے نماز عشا کی بعد نماز تہجد تک دو ختم قرآن شریف کی کرتے بعد تہجد صبح تک اکیس مرتبہ سورہ یاسین پڑھنا آپکا روزمرہ ورد تھا ہزارون طالبان حق اونکی ذریعہ سی منازل قرب الہی پر فائز ہوئے وفات انکی بروز دوشنبہ چھبیسوین جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۲ ہجری مین واقع ہوئی عمر چالیس ۴۰ برس کی پائی مزار پرانوار شہر دہلی مین زیارت گاہ خلق ہے

شیخ احمد مجدد الف ثانی فاروقی کابلی سرہندی قدس اللہ سرہ

یہ بزرگ اعلم علمائی دین و غوث العالمین قطب الاقطاب عالی جناب مظہر خوارق و کرامت

جامع عشق ومحبت دافع بدع وضلالت عامل سنت وجماعت وارث کمالات نبویہ مطلع انوار احمدیہ عارج معارج نقشبندیہ امام طریقت مقتداء حقیقت تھی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مین امام تھی شجرۂ آبائی انکا اٹھائیس واسطون کے ساتھ حضرت عمر فاروق خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملتا ہی طریقت مین انکو چار سلاسل نقشبندیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ مین بیعت تھی نقشبندیہ مین تو بیعت حضرت کی خواجہ باقی باللہ نقشبندی کی ساتھ تھی اور قادریہ مین حضرت کی بیعت شاہ اسکندر کھیتلی اور انکی بخدمت شاہ کمال کھیتلی کی تھی اور سلسلہ چشتیہ مین ارادت انکی بخدمت شیخ عبد الاحد پدر خود اور اونکی بخدمت شیخ رکن الدین اور اونکی بخدمت شیخ عبد القدوس گنگوہی تھی اور سلسلہ سہروردیہ مین بھی حضرت نی فیض شیخ الاحد سے اور انھون نی شیخ رکن الدین گنگوہی سے پایا چونکہ اس سلسلہ مین چار سلسلون کا فیض ہے اسواسطے اسکو سلسلہ مجددیہ کہتے مین حضرت مجدد صاحب کی تصانیف مین سی کتاب مکتوبات مقبول علما وفضلا ومشایخ ہی اور سلسلہ حضرت کا آج تک جاری ہے اور قیامت تک جاری رہیگا کرامت وخوارق لاکھون حضرت کے وجود برکت آمود سے ظاہر ہوئین جنکا اظہار زبان اور قلم سی نہین ہوسکتا تذکرۂ مجددیہ مین لکھا ہی کہ ایکروز ایک شخص نے جسکا مذہب شیعہ امامیہ تھا حضرت کی کتاب مکتوبات کو ہاتھ مین لیکر کھولا اور ایک صفحہ پر حضرت صدیق اکبر ابوبکر خلیفۂ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح لکھی دیکھی فوراً کتاب کو ہاتھ سے پھینک دیا منھ سی بھی کلمات تبرا کہی جب رات کو سویا تو دیکھا کہ شیخ احمد مجدد اوسکے گھر آئی ہین اور فرماتی ہین کہ ای مردود تونی میری کتاب کو ہاتھ سے بڑی غضب کے ساتھ پھینکدیا اور حضرت صدیق اکبر کی نسبت کلمات بی ادبی کہی تو سزا کے لایق ہی آمین تجھکو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت مین لیجاؤن اور تجھی سزا دلواؤن یہ کہکر اوسکو پکڑ لیا اور کھینچتے کھینچتے دوسری مکانمین مرتضی علی ؓ کی خدمت مین لیگئے اور حال بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ ای بد اعتقاد بزرگون کی کتاب کو اس طرح پھینکتا ہی اور اصحاب نبی ؐ کو برا کہتا ہی تو لایق سزا ہی یہ کہکر حضرت اوٹھے اور ایک طپانچہ اوسکے منھ پر مارا جسکے صدمہ سے اوسکی

نیند کھل گئی اور آنکھون سے خون جاری دیکھا پھر آئینہ لیکر منہہ دیکھا تو تمام سیاہ پایا اوسیوقت اس اعتقاد سی توبہ کی علی الصباح حضرت کی خدمت مین آکر مرید ہوا مرید ہوتے ہی چہرہ کی سیاہی جاتی رہی تمام عمر حضرت نی ہدایت و ارشاد کی کام مین صرف کی اگرچہ علمائی ظاہری نی حضرت کی عداوت پر کمر بستہ رکھی مگر خدا کی امداد اور پیران عظام کی حمایت سی فتحیاب نہ ہوئے ولادت حضرت کی باقوال صحیح ۹۷۱ سنہ ہجری مین اور وفات منگل کے روز وقت صبح سلخ ماہ صفر سال یکہزار پینتیس ہجری مین وقوع مین آئی اور عمر تریسٹھ برس کی مزار سرہند مین ہے + قطعہ تاریخ

چون جناب شیخ احمد شیخ دین
دل ازین دنیا بجنت باز بست
۱۰۳۵
احمد فیاض کامل سال اوست
۱۰۳۵
بار دیگر پیر احمد حق پرست

حضرت خواجہ خاوند محمود لاہوری المشہور بحضرت ایشان نقشبندی قدس سرہٗ

ولی مادرزاد قطب الارشاد صاحب حال و قال جامع کمال ظاہری و باطنی و مظہر جمال صوری معنوی تھے شجرہ انکی بزرگون کا خواجہ علاؤالدین عطار حضرت خواجہ بہاؤالدین نقش بند کی خلیفہ اعظم کے ساتھہ ملتا ہی اور نام اونکی باپ کا میر سید شریف بن خواجہ ضیا بن خواجہ میر محمد بن تاج الدین حسین بن خواجہ علاؤالدین عطار تھا بیعت حضرت کی اگرچہ بظاہر خواجہ ابو اسحاق سفید کی کے ہاتھہ پر ہوئی مگر نسبت اویسی شاہ بہاؤالدین نقش بند کی ساتھہ تھی ولادت حضرت کی شہر بخارا مین ہوئی بیس سال کی عمر مین حضرت بعد حصول فراغت علوم ظاہری شہر وخش مین آئے وہانسی کابل مین چندے سکونت رکھی پھر کشمیر جنت نظیر مین آکر چند سال وہان رہے اور ہزارہا مخلوق کو نسبت نقشبندیہ سے سرفراز کیا پھر عزم سیر ہندوستان ہوا چنانچہ دہلی و اکبرآباد وغیرہ بڑی بڑے شہرون کی سیر کرکے لاہور مین رونق افروز ہوئے اگرچہ ارادہ وطن کی جانیکا تھا مگر شاہجہان بادشاہ کی التجا سی یہان ہی قیام کیا اور تمام عمر ہدایت خلق مین مصروف رہے خواجہ معین الدین اونکی فرزند کی کتاب ضوانی انکی احوال مین لکھی ہے اوسمین صدہا خوارق و کرامات حضرت کی درج کئی ہین اوسمین لکھا ہے کہ بعد

وفات حضرت کے جب روضہ تعمیر ہوا تو خان دوران صوبہ لاہور جو خشک ملا تھا اور مشائخ عظام کی ساتھ اوسکی کمال عداوت تھی بر سر پرخاش ہوا اور مجاور کو بلا کر کہا کہ خاندان نقشبندیہ مین کسی بزرگ کا روضہ آجتک نہین بنا بلکہ شاہ نقشبند کا بھی روضہ نہین ہے اسکو گرا دیا چاہیے مجاور نے جواب دیا کہ مجکو گرانیکا اختیار نہین ہے آپکو اختیار ہی تو گرا دو دوسرے روز خان دوران خود روضہ پر آیا اور حاکمانہ حکم دیا کہ روضہ گرا دیا جاوی مگر جب وہ ہانسی لوٹ کر شالا مار باغ کو چلا تو راستہ مین گھوڑی نی ناخن لیا اور خان دوران گھوڑی سے گر کر گردن ٹوٹ گئی تین دن زندہ رہکر مر گیا نعوذ باللہ من غضب الاولیاء وفات حضرت کی بارھوین شعبان سنہ ۱۰۵۲ ایکہزار و پنجاہ و دو ہجری مین واقع ہوئی اور مزار گوہر بار لاہور مین ہے + + +

شیخ احمد سعید نقشبندی مجددی قدس سرہ

یہہ بزرگ دوسرے فرزند شیخ احمد مجدد الف ثانی نقشبندی کی ہین حاوی معقول و منقول جامع فروع و اصول صاحب حال و قال مظہر انوار کمال مخزن برکات معدن خوارق و کرامات تھی ہزارون خدا کی طالب ونکے وسیلہ جمیلہ سے تکمیل کو پہونچی مولف تذکرہ آدمیہ لکھتا ہے کہ ملا بدر الدین مجددی کہتا تھا کہ ایکروز مین شیخ احمد سعید مجددیہ کی خدمت مین حاضر تھا ایک خادم پان کا بیڑا پلاس کی تپی مین لپٹا ہوا حاضر لایا حضرت نے اوسکو کھول کر بیڑا پان کا تو کھا لیا اور پلاس کی تپی کو پھر اوسی طرح باندھ کر میری طرف پھینکا مین سمجھا کہ شاید اسمین بیڑا پان کا ہی بڑی تعظیم کی ساتھ مینے اوٹھا لیا اور کھولا تو خالی پایا حاضرین مجلس اس بات سی متبسم ہوئی اور مین نادم ہوا رفع ندامت کی لئی مین نے وہ تپا بدستور لپیٹ کر پگڑی مین رکھ لیا جب مجلس سے اوٹھ کر گھر پہونچا اور چاہا کہ پگڑی سے وہ تپا نکال کر پھینکدون تو دیکھا کہ وہ تپا پان کا بیڑا لپٹا ہوا تھا یہہ تصرف حضرت کا دیکھکر مین نہایت حیران ہوا اور بڑی خوشی کی ساتھ کھا لیا وہ لذت پائی کہ تمام عمر نہ بھولا وفات حضرت کی سنہ ایکہزار اٹہتر ہجری مین واقع ہوئی اور مزار گوہر بار سرہند مین ہے اور عمر اسی برس کی

شیخ محمد معصوم نقشبندی مجددی سرہندی قدس سرہ

یہ بزرگ فرزند میانگی شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی کے قطب المشایخ مقتدائے زمانہ مردگانہ تھے سولہ برس کی عمر مین انھون نے ظاہری علوم سے فراغت حاصل کرکے دستار فضیلت کی باندھی پھر اپنے والد بزرگوار کی خدمت مین تکمیل باطنی پائی صحبت اغنیا سے انکو کمال نفرت تھی اگرچہ شاہ اورنگ زیب عالمگیر حضرت کا مرید و کمال معتقد تھا مگر حضرت کبھی اوسکے دربار مین نہ گئے اور نہ زر نقد و جاگیر وغیرہ کی طمع کی اور مرید حضرت کے جو ان کی توجہ موجہ سے درجہ قرب تک پہونچے تین لاکھ سے زیادہ تھے حضرت ہندوستان سے سفر کرکے حرمین شریفین کو گئے اور حج و زیارت سے مستفید ہوئے محمد صدیق پشاوری سے نقل ہے کہ مین پشاور سے بسواری اسپ سرہند کو بامید ملازمت حضرت کے روانہ ہوا راستہ مین اکروز ایسا اتفاق ہوا کہ اسپ بے بس ہوکر بھاگا اور مین زین سے گر اگر ایک پانون میرا رکاب مین ہی اٹکا رہا ایسی حالت مین کہ اسپ دوڑا جاتا اور مین زمین پر کھنچا ہوا اوسکی رکاب مین جاتا تھا مین زندگی سے ناامید ہوا اور بحالت ناامیدی حضرت کو یاد کیا اچانک مین نے دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور اسپ کو پکڑ کر پانون میرا رکاب سے جدا کیا جب مین نے اپنے کو سنبھالا اور چاہا کہ قدمبوس ہون مگر حضرت کو نپایا ولادت حضرت کی سنہ اکہزار ونہ مین اور وفات سال اکہزار اسی مین واقع ہوئی

خواجہ معین الدین خلف خواجہ خاوند محمود نقشبندی لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ خواجہ خاوند محمود نقشبندی لاہوری کے بیٹے تھے بعد وفات پدر بزرگوار کے کشمیر مین سکونت اختیار کی اور اوس خانقاہ مین جو انکے باپ کی تعمیر تھی مقام کیا تمام عمر ہدایت و ارشاد مین گذرانی علمائے ظاہری بھی حضرت کے دل سے فرمانبردار تھے ہر ایک مقدمہ مین جو حضرت فتوی دیتے کسیکو انکار نہوتا وفات انکی بقول صاحب تاریخ دوسری ماہ محرم سنہ اکہزار چھیاسی ہجری مین واقع ہوئی

شیخ سیف الدین بن شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی قدس سر

یہ بزرگ خاندان نقشبندیہ مجددیہ مین اپنے باپ کے جانشین تھے جامع تھے علوم ظاہری و باطنی و کمالات صوری و معنوی و زہد و ورع و تقوی و عبادت و اتباع سنت و شریعت اور غایت پرہیزگاری کے سبب سے مخاطب بخطاب محی السنت تھے جو کوئی شخص کفار یا فساق و فجار مین سے اونکے روبرو آتا تائب ہو جاتا دنیا داروں کی صحبت سے اونکو کمال نفرت تھی اہل محفل مین سے جب کوئی لفظ اللہ کا زبان سے نکالتا تو شیخ پر حالت وجد طاری ہو جاتی انکی خانقاہ مین ہر روز چارسو آدمی درویش دو وقتہ کھانا کھاتے تھے اور کھانا ہر ایک شخص کے کہنے کے بموجب تیار ہوتا تھا وفات حضرت کی سنہ ایکہزار اٹھانوین ہجریہ مین واقع ہوئی اور مزار گوہربار سرہند مین ہے +

شیخ سعدی بلخاری مجددی لاہوری

لاہور کے بزرگان نقشبندیہ مین سے یہ بزرگ صاحب کمال مشہور ہین آٹھ برس کی عمر مین انکو شوق حق دامنگیر ہوا اور مولانا حاجی سعد اللہ وزیرآبادی کے ذریعہ سے بخدمت شیخ آدم بنوری جو بڑے بزرگ اور شیخ احمد مجدد الف ثانی کے خلیفہ تھے حاضر ہوئے اور تکمیل ظاہری و باطنی پائی اور ہمراہ پیر روشن ضمیر کے حرمین الشریفین کو گئے چند سال وہان بسر کئے جب شیخ آدم بمقام مدینہ فوت ہو گئے تو شیخ سعدی لاہور مین آئے اور قیام اختیار کیا حضرت کی خوارق و کرامات کتاب روضۃ السلام مین بہت درج کیے ہین جنکی تشریح کی گنجایش اس مختصر کتاب مین نہین ہے وفات حضرت کی تیسری ربیع الثانی روز چہارشنبہ سنہ ایکہزار ایکسو آٹھ مین واقع ہوئی اور مزار بیرون لاہور موضع دہنگ کے پاس ہے۔

سید نور محمد بدایونی قدس سرہ

یہ حضرت خلیفہ اعظم شیخ سیف الدین بن محمد معصوم مجددی کے تھے حالت استغراق و مستی ان کی طبیعت پر غالب تھی صحبت اہل دنیا سے کمال پرہیز تھا خوارق و کرامات بے انتہا ان سے سرزد ہوتے تھے چنانچہ ایکروز دو کس جنکا مذہب شیعہ تھا خدمت مین حاضر آئے اور امتحاناً درخواست بیعت کی کی حضرت نے بنور باطنی اونکے حال سے واقف ہو کر فرمایا کہ اول

عقیدہ باطلہ شیعہ سے تائب ہوکر اپنے قلب کو صفا کرو بعد ازان بیعت کرنیکا اختیار ہے چنانچہ ایک شخص انمین سے بصدق باطن تائب ہوا اور بیعت کی اور دوسرے کو توفیق رفیق نہوئی وفات انکی یازدہم ذی قعدہ سنہ ایکہزار ایکسو پینتیس مین واقع ہوئی مزار سرہند مین ہے ٭

شیخ عبدالاحد بن شیخ احمد سعید بن شیخ احمد مجدد قدس سرہ

یہ بزرگ جانشین و خلیفہ اپنے والد بزرگوار کے تھے بعد وفات پدر عالیقدر کی مسند ہدایت و ارشاد پر بیٹھے ہزارہا طالبان خدا انکے ذریعہ سے اپنے مطلوب کو پہونچے سلسلہ مجددیہ انکی ذات بابرکات سے تمام زمانہ مین پھیل گیا خلفا انکے تمام دور و دراز ملکون مکہ و مدینہ مین جا کر مصروف ہدایت خلق ہوئے خوارق و کرامت کے اظہار مین حضرت کو کمال انکار تھا مگر اکثر اوقات بے اختیار سرزد ہوتے چنانچہ ایک بے ادب عورت جسکا بیٹا حضرت کی بیعت مین آکر تارک الدنیا و مجذوب ہو گیا تھا حضرت کے روبرو آ حاضر ہوئی اور کلمات بے ادبی کے کہنے شروع کیے حضرت نے حلم کیا اور کچھ جواب نہ دیا آخر جب دیکھا کہ غیرت الٰہی درپے انتقام ہے تو ایک خادم کیطرف اشارہ کیا کہ اس عورت کو ایک طمانچہ مار خادم نے زبانی عورت کو منع کیا اور طمانچے کے لگانے مین ل رہا عورت اوسیوقت گر پڑی اور مر گئی حضرت اپنے خادم پر کمال غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ اگر تو طمانچہ لگانے مین دیر نکرتا تو اس عورت کی جان برباد نجاتی کیونکہ اوس حالت مین اوس بدگوئی شدید کا انتقام میری طرف سے ہو جاتا اور اب منتقم حقیقی نے انتقام لیا اور جان اسکی جاتی رہی خون اس عورت کا تیری گردن پر ہے وفات حضرت کی سال ایکہزار ایکسو بیالیس ہجری مین واقع ہوئی ٭٭ ——

شیخ محمد عابد نقشبندی مجددی قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ عبدالاحد کے خلیفون مین عمدہ ذی جانشین و قائم مقام تھے نسبت پدری انکی حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتی تھی عبادت و ریاضت مین حضرت کو یہانتک توجہ تھا کہ سوا ے عبادت کے کسی کام کی طرف رغبت نہ تھی ہر روز دہ ہزار مرتبہ

کلمہ طیبہ اور ہزار مرتبہ ذکر نفی و اثبات بحبس دم و تلاوت یک منزل قرآن و ہزار بار درود شریف وظیفہ تھا اور تہجد کی نماز مین ساٹھ مرتبہ سورہ یٰسین پڑھے جاتے تھے اور بکمال اشتیاق با پیادہ ہند سے روانہ ہو کر حرمین الشریفین مین پہونچے اور حج و زیارت روضہ رسول مقبول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفیض ہوئے وفات انکی اٹھارہوین ماہ رمضان المبارک سنہ ایکہزار ایکسو ساٹھ ہجری الاقدس مین واقع ہوئی ++

شاہ شمس الدین حبیب اللہ المخاطب بمرزا جانان قدس سرہ

یہ بزرگ سادات علوی مین سے صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند تھے شجرہ نسبی انکا اٹھائیس واسطون کے ساتھ حضرت امام محمد بن حنیف بن علی المرتضیٰ کے ساتھ ملتا ہے باپ دادا انکے شاہان دہلی کے دربار مین امیر کبیر تھے قرابت بھی سلاطین تیموریہ کے ساتھ رکھتے تھے چنانچہ امیر عبد السبحان نواسہ اکبر بادشاہ کا انکا دادا تھا والد انکا مرزا جان ترک بھی ایک امیر الامراء شخص تھا جو تارک الدنیا ہوا اوس نے ظاہری دولت ترک کر کے فقیری اختیار کی اور خاندان قادریہ مین مرید شاہ عبد الرحمان قادری کا ہوا مرزا جان جانان جب سولہ برس کی عمر کے ہوئے باپ انکے فوت ہو گئے انھون نے توسل بخاندان نقشبندیہ مجددیہ ڈھونڈھ کر سید نور محمد بدایونی کے مرید ہوئے پھر بخدمت حاجی محمد افضل و حافظ سعد اللہ و خواجہ محمد عابد مشایخ مجددیہ سے فیض یاب ہو کر تکمیل پائی اور مسند ہدایت و ارشاد پر بیٹھکر ہزارون طالبان حق کو واصل بحق کیا آخر بتاریخ نہم ماہ محرم الحرام سنہ ایکہزار ایکسو پچانون چند معاندان خاندان نقشبندیہ سے کہ عقدہ تجزیہ رکھتے تھے شربت شہادت بگولہ تفنگ پیا چہ اسی برس کی عمر پائی کیونکہ ولادت حضرت کی گیارھوین ماہ رمضان روز جمعہ سنہ ایکہزار گیارہ مین واقع ہوئی تھی ++ -

شاہ عبد اللہ المخاطب بسید غلام علی شاہ نقشبندی مجددی دہلوی

یہ بزرگ خلیفہ رشید و جانشین حضرت حبیب اللہ مرزا جان جانان شہید کے تھے نسبت

آبائی اونکی بحضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب ملتی ہی آپکے والد سید عبد اللطیف قصبہ رونالہ مین سکونت رکھتے اور سلسلہ قادریہ مین مرید شاہ ناصر الدین قادری کے تھے مگر انہون نے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ مین بخدمت میرزا جان جانان حاضر ہوکر بیعت کی اور تکمیل پائی اور تمام عمر دہلی مین رہکر بہدایت خلق رہے اور بعدہ فیض جاری کیا کہ گویا اخیر زمانہ مین ہند کی ولایت انکی ذات پر ختم ہوئی خوارق و کرامت بیشمار حضرت سے وقوع مین آئے چنانچہ کتاب [illegible] جانان مین لکھا ہے کہ ایک عورت خدمت مین حاضر ہوئی اور ایک بیمار کی صحت کے لیے عرض کی حضرت اوس وقت نان وکباب تناول فرما رہے تھے اوس مین سے ایک نان اور تھوڑے کباب اوسکو بطور تبرک دیدیے جب وہ گھر مین لیگئی تو کباب مبدل بحلوا ہو گئے جانا کہ بیمار جانبر نہین ہوگا دار المعارف مین لکھا ہے کہ حضرت کے ایک مرید کی دختر مر گئی اور حضرت عبادت کے لیے اوسکے گھر گئے اور اوسکی عورت کی تسلی کی اور فرمایا کہ خدا ے تعالے لڑکی کے عوض تجھکو لڑکا دیگا چونکہ وہ عورت خاوند ضعیف العمر تھے تو عورت نے عرض کی کہ حضرت مجکو ساٹھ سال کی عمر مین اب لڑکا ہونا ناممکن ہے فرمایا کہ خداوند تعالے قادر ہے اوسکی قدرت مین عجب نہین چند روز کے بعد وہ عورت حاملہ ہوئی اور لڑکا پیدا ہوا اور نیز اوسی کتاب مین لکھا ہے کہ حضرت کا ایک مرید دہلی سے کسی شہر کو روانہ ہوا گاڑی مین اسباب تھا اور خود بھی سوار تھا راہ مین چلتے چلتے دیکھا کہ حضرت سامنے سے آگئے ہین اور فرمایا ہے کہ گاڑی کو دوڑا کر قافلہ سے الگ ہو جاؤ وہ بموجب حکم گاڑی کو دوڑا کرلے گیا جب ایک میل پہونچا تو تمام قافلہ کو رہزنون نے لوٹ لیا اور وہ اونکی توجہ سے سلامت رہے وفات حضرت کی بائیسوین ماہ صفر سنہ ایکہزار دو سو چالیس مین واقع ہوئی اور مزار دہلی مین ہے۔ قطعہ تاریخ۔

چون غلام علی بحکم خدا — گشت از قید دنیوی آزاد
سال تاریخ رحلتش سرور — گو غلام علی ولی آزاد ۱۲۴۰

شاہ ابو سعید مجددی دہلوی قدس سرہ

یہ بزرگ خلیفہ و جانشین شاہ غلام علی دہلوی نقشبندی مجددی کے صاحب مقامات بلند و مدارج

احمدیہ تھے انکے والد کا نام صفی القدر بن عزیز القدر بن محمد عیسیٰ بن سیف الدین بن خواجہ محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد الف ثانی تھا علوم ظاہری و باطنی و فقہ و حدیث و تفسیر مین بھی کمال و یگانۂ آفاق تھے ظاہری علم انھون نے مفتی شرف الدین دہلوی و مولانا رفیع الدین صاحب محدث فرزند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے حاصل کیا بعد فراغ علم ظاہری شاہ غلام علی دہلوی کی خدمت مین حاضر ہوکر تربیت و تکمیل پائی اور یگانۂ زمانہ ہوئے خوارق و کرامت بہت سے انکی ذات بابرکات سے سرزد ہوئے چنانچہ ایک دفعہ حضرت رامپور اپنے مسکن سے سوار ہوکے عزم سنبل کو نکلے چلے جاتے تھے شام کے بعد دریا پر پہونچے کشتی و ملاح حاضر نہ تھی حضرت نے گاڑیوالے کو حکم دیا کہ بہلی کو دریا مین ڈالدے اوس نے انکار کیا اور کہا کہ دریا مین گاڑی ڈالدینا موجب بربادی جان و مال ہے یہ کام مجھسے کیونکر ہوسکتا ہے حضرت نے فرمایا کہ آخر مین بھی اسی گاڑی مین بیٹھا ہون تو کچھ اندیشہ نکر اور گاڑی دریا مین ڈالدے. گاڑیبان اگرچہ ہندو تھا لیکن توکل بخدا کرکے گاڑی دریا مین ڈالدی اور وہ گاڑی حضرت کی توجہ سے پانی پر ایسی چلی جیسے سطح زمین پر چلتی ہوئی آئی تھی جب دریا سے اوتر گئی گاڑیبان فوراً مسلمان ہوگیا اور مرید ہوکر جامہ درویشی پہنا اخیر عمر مین حضرت حج کو گئے اور زیارت حرمین الشریفین مشرف ہوکر واپس آئے جب بمقام ٹونک پہونچے بروز عید سنہ ایکہزار دوسو پچاس منگل کے روز وفات کی شاہ عبد الغنی حضرت کے صاحبزادے انکی نعش کو دلی مین لائے اور شاہ غلام علی و مرزا جانجاناں کے مزار کے قریب مین دفن کیا چون سال حضرت کی عمر تھی

شاہ رؤف نقشبندی مجددی قدس سرہٗ

مرید و خلیفہ شاہ غلام علی و برادر خالہ زاد شاہ ابو سعید مجددی علوم ظاہری و باطنی مین یگانۂ وقت تھے تصانیف انکی بہت سی مشہور ہین چنانچہ تفسیر رؤفی اور دیوان رافت ان کی مشہور تصنیف ہے اور ایک کتاب دار المعارف نام حضرت شاہ غلام علی کے ملفوظ ہین انھون نے جمع کی حضرت شاہ غلام علی نے بعد عطاے خرقۂ خلافت انکو شہر بھوپال کو مامور کیا اور انھون نے وہان جاکر قیام کیا اور صدہا طالبان حق کو منزل قرب الٰہی تک پہونچایا اکثر

بارادۂ حج مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے جب جہاز دریای محیط مین پہونچا پیک اجل آیا اور حضرت اس جہان فانی سے رہگرای عالم جاودانی ہوگئے ایکہزار دوسوتر مین حضرت کا سال وفات ہے شاہ ابو سعید کی وفات کے بعد صرف ڈھائی برس حضرت زندہ رہے

حضرت غلام محی الدین قصوری مجددی قدس سرہ

یہ حضرت اپنے وقت مین جامع کمالات ظاہر و باطن و مظہر تجلیات شریعت و طریقت و حقیقت و عاشق صادق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے اصحاب کبار سے حضرت کو کمال عشق تھا مذہب آپکا حنفی اعظمی تھا جناب غوث الثقلین محبوب سبحانی و حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی خدمت مین بھی حضرت کو کمال اعتقاد حاصل تھا ابتدائے حال مین حضرت ممدوح اپنے عم بزرگوار حافظ شیخ محمد کے مرید ہوئے اور اونہین سے ظاہری علم حاصل کیا جب وہ فوت ہوگئے تو بطلب خدا دہلی مین پہونچے اور حضرت سید غلام علی شاہ دہلوی کی خدمت مین حاضر ہوکر طریقہ نقشبندیہ مین بیعت کی بیعت کے وقت شاہ غلام علی نے زبان حق ترجمان سے فرمایا کہ آج ایک امر عظیم نے ظہور کیا ہے کہ ایک فاضل عہد نے اگرچہ ہم سے اخذ طریقہ کیا ہے اور دونو ہاتھ انکے اپنے ہاتھ مین لیکر آسمان کی طرف رخ کیا اور کہا کہ الٰہی جو فیض حضرت غوث الاعظم کو آبای کرام سے ملا تھا ان کے نصیب کر پھر انکا ہاتھ ہوا مین کرکے فرمایا کہ تمہارا ہاتھ ہمنے حضرت غوث الثقلین کے ہاتھ مین دیا کہ ہر ایک کام دین و دنیا مین تمہارے ممد و معاون رہین پھر اپنے فرق مبارک سے کلاہ اوتار کر حضرت کے سر پر رکھی اور اجازت سلاسل اربعہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ و سہروردیہ عطا فرمائی اور ایک سال تک اپنی خدمت مین رکھکر تکمیل بخشی نسبت اجلے حضرت غلام محی الدین کی حضرت صدیق اکبر ابوبکر رضی اللہ کے ساتھ تعلق ہے انکے جد اعلی حاجی حافظ قادری عبدالملک تھے اور وہی قصور کے علما و فضلا و شرفا کے اصل جد ہے انکے سند سے اکثر قصور مین سکونت پذیر ہوئے علم قرات مین وہ حضرت سرآمد روزگار مستند وقت تھے حضرت غلام محی الدین کے شیخ علامہ عصر بھی ظاہری و باطنی علوم مین یکتا تھے تمام عمر اپنی انہوں نے تعلیم و تلقین مین گذرانی ہزاروں آدمی انکی بیعت سے بمراتب قرب الٰہی پہونچے اور ہزاروں نے علم شریعت و طریقت اخذ کیا

اخیر عمر مین انھون نے وطن سے ہجرت کی اور لاہور مین جاکر ہدایت خلق مین معروف ہوئے اور سنہ ایکہزار دو سو دو مین وفات کی یہ حضرت حاجی قاری صاحب کے پوتے تھے اور حضرت حاجی فتح علی متقی سیالکوٹی کے خلیفہ کے مرید تھے چارون طریق عالیہ مین اجازت کا ارشاد اونکو حاصل تھا حضرت غلام محی الدین کے باپ کا نام حافظ شیخ مرتضےٰ تھا وہ بھی اپنے وقت مین یگانہ زمانہ تھے علوم ظاہری و باطنی و حسن و صورت و سیرت و بذل و ایثار مین طاق و فرد آفاق تھے ان سب بزرگون کے مزار قصور مین ہین اور دائمی کرامت اونکی خاک پاک سے یہ سرزد ہے کہ اونکے مزار کا چبوترہ ایسے حال مین کہ تابستان کی گرم دھوپ پڑتی ہو چبوترہ مذکور ہمیشہ سرد رہتا ہے کبھی گرم نہین ہوتا ولادت باسعادت حضرت غلام محی الدین کی سنہ ایکہزار دو سو دو اور وفات سنہ ایکہزار دو سو ستر مین واقع ہوئی اڑسٹھ برس کی عمر پائی انکی ولادت مادہ ظہور کامل ہے و وفات مادہ بے نظیر زمان اور عمر شریف مادہ محبوبی سے حاصل ہوتی ہے حضرت کے صاحبزادے شیخ عبد الرسول بھی عالم اعلم و فاضل با فضل و کامل اکمل جامع شرافت و نجابت ہادی شریعت و طریقت واقف حقیقت و معرفت ہین حضرت کی ذات بابرکات ایسے زمانہ مین کہ مردان خدا عنقا ہو گئے ہین مغتنمات وقت سے ہے مؤلف کتاب بھی اونکے دیدار پر انوار سے مشرف ہوا ہے سبحان اللہ کیسے مرد خدا ہین جنکی زیارت کرنے سے خدا یاد آتا ہے اللہ اونکو دیر تک سلامت رکھے حضرت کا وعظ ایسا پر مذاق و پر تاثیر ہے کہ سننے والے کے دل پر اوسکے مضامین نقش ہو جاتے ہین اور جبتک حضرت وعظ مین معروف رہتے ہین آنکھون سے آنسو نہین تھمتے اور اخلاق حسنہ کی کیا تعریف کی جاے حضرت کے اخلاق کو محمدی اخلاق سے کمال نسبت ہے الغرض این خانہ تمام آفتاب است ❁ قطعۂ تاریخ ❁

آن شہ والا غلام محی دین	مرشد دین پرور ہر خاص و عام
داد ساقی ازل چون دست او ❁	از شراب معرفت پر کرده جام
چون بدنیا آمد آن مرد بہی ❁	بخشش آمد سال تولیدش تمام
مرشد حق متقی ہم گفتہ ام	نیز گردیدستم رقم شیخ الکرام ❁
ہست خورشید معلےٰ مشرقی	ذات حقانی است ہم اے نیکنام

فیض فقر است و دگر شیخ رفیع
کن ہمان تاریخ منظور جمال

سال وصل آن فقیر نیک نام
ہم بخوان ابر سخاوت و اسلام

شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہ

فرزند و خلیفہ و جانشین حضرت شاہ ابو سعید مجددی کے تھے تربیت و تکمیل شاہ غلام علی سے پائی بعد وفات شاہ ابو سعید کے چند سال دہلی مین رہکر ہدایت خلق معروف رہے آخر جب شورش فوج انگریزی سنہ ۱۸۵۷ عیسوی مین ہوا اور تمام شہر تہ و بالا ہو گیا تو حضرت بھی مع عیال و اطفال وطن چھوڑکر بیت اللہ کو چلے گئے اور وہان ہی سکونت رکھی اور سنہ ۱۲۷۷ھ بارہ سو ستتر ہجری مین وہان ہی فوت ہوئے حضرت کے دو صاحبزادے حافظ عبد الغنی و عبد المغنی باقی رہے جو اب تک وطن کو واپس تشریف نہین لائے اور وہان ہی قیام پذیر ہین ۔ —

سید امام علی شاہ سافری الحسنی الحسینی نقشبندی مجددی قدس سرہ

آخری زمانہ مین یہ بزرگ گویا قطب وقت و چشمۂ فیض تھے شجرہ انکا چہ واسطے کے ساتھ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی کے ساتھ ملتا ہے اس طرح پر کہ سید امام علی مرید و خلیفہ میران شاہ حسین اور وہ مرید شیخ حاجی احمد مجددی اور وہ مرید خواجہ حاجی محمد زمان اور وہ مرید خواجہ نبکی اور وہ مرید خواجہ عبد الاحد اور وہ مرید شیخ محمد معصوم اور وہ مرید و خلیفہ اپنے والد ماجد شیخ احمد مجدد الف ثانی کے اور سید امام علی نے عہد طفولیت و شباب مین علوم ظاہری و باطنی کے حاصل کرنے مین کمال کوشش کی اور بار ریاضت اپنے سر پر اوٹھایا اور بعد وفات میران شاہ حسین کے مسند ارشاد پر متمکن ہو کر قبول عظیم حاصل کیا ہزارہا طالبان خدا انکی خدمت مین آئے خلیفے انکے اقالیم دور و دراز مین پہونچکر ہدایت خلق مین معروف ہوئے لنگر آپکا اس قدر جاری ہوا کہ صدہا مسافر و غریب و محتاج دو وقتہ روٹی حضرت کے لنگر سے کھاتے تھے حضرت کی ذات بابرکات شفاے بیماران و حاجت روائے حاجتمندان تھی جو سائل و طالب کسی مطلب کا حضرت کے در دولت پر آیا خالی نہ گیا ولادت باسعادت

حضرت کی سنہ ایکہزار دو سو بارہ مین اور وفات تیرھوین ماہ شوال سنہ ایکہزار دو سو بیاسی ہجری مین واقع ہوئی اور روضہ منورہ موضع رترچھتر ضلع گورداسپور مین ہے حضرت کی وفات کے بعد سید صادق علی شاہ اونکے فرزند ارجمند مسند ارشاد پر متمکن ہوئے جو اپنے والد کی طرح کمال خلیق و خوش خلق مہمان نواز و صاحب دولت و جاہ ہین حق سبحانہ تعالی نے جامہ فقر مین بادشاہت اونکو بخشی ہے لاہور مین ایک سنار کی عورت کو سخت آسیب تھا ایسا کہ رات کو وہ اپنے گھر والون سے بے خبر باہر نکلجاتی جب دن مین وہ تلاش کرتے تو کبھی کسی چاہ مین لٹکی ہوئی اور کبھی کسی قبر کی مغاک مین چھپی ہوئی دستیاب ہوتی اکثر اوقات وہ آسیب اونکے گھر کی دیوارونکو گرادیتا کبھی چھت گھر کی از خود گر پڑتی غرض نہایت سخت حالتمین گرفتار تھی آخر وہ اوس عورت کو لیکر سید امام علیشاہ کی خدمتمین حاضر ہوئی جب مسکن مبارک سے ایک کوس کا فاصلہ رہگیا عورت ہوش مین آگئی اور آسیب از خود دفع ہوگیا جب وہ سنار عورت کو لیکر روبرو گیا تو حضرت نے بے دریافت حال ارشاد کیا کہ اب دشمن تمھارا خدا کے حکم سے دفع ہوگیا ہے باطمینان خاطر گھر کو چلے جاؤ چنانچہ وہ لاہور کو چلے آئے سید صادق علیشاہ کی زیارت سے مولف کتاب بھی مستفید ہوا ہے سبحان اللہ کیا کہنا ہے نہایت بزرگ اور باخدا مرد ہین درود شریف کا ذکر اکثر اوقات اونکی مجلس مین ہوتا ہے اور ذکر نفی و اثبات دائمی ورد ہے اس سال مین حضرت کا جوان لڑکا فوت ہوگیا حضرت نے کمال صبر کیا اور کسی طرح کی شکایت زبان پر نہ لائے

۱۹

شیخ محمود شاہ نقشبندی مجددی لاہوری

یہ بزرگ خدا پرست عابد و زاہد لاہور مین سکونت پذیر تھا طریق احمدیہ مجددیہ مین شیخ عبد الکریم مجددی سے فیض اوسکو فیض پہونچا اور شیخ عبد الکریم کو خرقہ اجازت شاہ غلام علی دہلوی سے ملا لاہور کے رہنے والے طالبان خدا اکثر اونکی خدمت مین جاکر فائدہ حاصل کرتے تھے اور وہ تمام عمر مجردانہ گوشہ عبادت و ریاضت مین گوشہ نشین رہے آخر سال ایک ہزار دو سو اسی ہجری مین فوت ہوا اور متصل مقبرہ چہولین شاہ کے مدفون ہوا اور روضہ منورہ اونکا زیارتگاہ خلق اللہ ہے

چوتھا چمن خاندان سہروردیہ کے مشایخ کے تذکرہ وغیرہ مین

واضح ہو کہ آغاز اِس سلسلہ عالیہ کا حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی سے ہے جن سے شیخ حضرت ممشاد علو دینوری نے پایا اون سے شیخ رویم نے اون سے شیخ علی رودباری نے اون سے شیخ احمد اسود دینوری نے اون سے شیخ ابو عبد اللہ خفیف نے اون سے شیخ ابو القاسم گورکانی نے اون سے شیخ ابو بکر نساخ نے اون سے شیخ احمد غزالی برادر امام محمد غزالی نے اون سے شیخ ضیاؤالدین ابو النجیب سہروردی نے اون سے شیخ وجیہ الدین سہروردی نے اون سے شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نے فیض پایا اون سے شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی نے جنکا ذکر لکھا جاتا ہے

شیخ الشیوخ بہاؤالدین زکریا قریشی ملتانی قدس اللہ سرہ

عظمائے مشایخ خاندان سہروردیہ وکبرائے اولیائے ولایت ہند سے ہے صاحب کرامات ظاہرہ ومقامات باہرہ تھے پہلے انکے جد بزرگوار کمال الدین علی شاہ قریشی مکہ معظمہ سے خوارزم مین آئے وہان سے ملتان مین آکر قیام کیا اونکے گھر مین شیخ وجیہ الدین پیدا ہوئے جنکو خداوند حقیقی نے کمالات ظاہری وباطنی سے آراستہ کیا وجیہ الدین کی شادی مولانا حسام الدین ترمذی کی دختر سے ہوئی جو موضع کوٹ کرور مین سکونت پذیر تھے حضرت شیخ بہاؤالدین مولانا وجیہ الدین کے گھر پانسو اٹھتر سنہ ہجری مین پیدا ہوئے بارہ سال کی عمر مین انھون نے قرآن حفظ کیا اور بعد وفات اپنے والد کے بخارا مین جاکر علم صرف ونحو وحدیث وتفسیر حاصل کیا پھر حرمین الشریفین کا سفر کیا اور پانچ سال مدینہ منورہ مین رہکر سب سے علما وفضلا ومشایخ سے فیض پایا پھر بیت المقدس مین پہونچے وہان سے بغداد کو آئے اور حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے ہاتھ پر بیعت کرکے اٹھارہ روز کے عرصہ مین خرقہ خلافت حاصل کیا اور ملتان کو عازم ہوئے ملتان مین آکر شاہان وقت اور خاص وعام حضرت کی بیعت مین داخل ہوئے اور دولت ظاہری وباطنی ان کی نصیب ہوئی ہزارون خادم حضرت کی بارگاہ فلک پایگاہ پر حاضر رہتے تھے سیکڑون کرامات وخوارق حضرت کی ذات بابرکات سے ظاہر ہوئین جنکی تشریح کتب

اخبار مین درج ہے لکھا ہین کہ ایکروز حضرت فرید پاک پٹنے ملتان مین خواجہ بہاوالدین کے پاس تشریف رکھتے تھے عند التذکرہ حضرت نے پوچھا کہ آپ نے اس قدر مجاہدہ و ریاضت مین کہان تک رسائی پیدا کی ہے آپ نے جواب دیا کہ ہان اسقدر کہ ان کرسیون کو جس پر ہم اور تم بیٹھے ہین اگر مین کہون تو ابھی ہوا مین پرواز کرجائین اتنی بات حضرت کی زبان سے نکلی ہی تھی کہ وہ دونو کرسیان زمین سے اوٹھکر ہوا کو پرواز کرنے لگین حضرت نے کرسیون پر ہاتھ رکھدیا اور فرمایا کہ یہ گفتگو بسبیل تذکرہ تھی نہ بسبیل ارشاد تم اپنی جگہ پر قائم رہو لاکھون آدمی حضرت سے مستفید طریقہ سہروردیہ ہوئے آخر حضرت نے سال چہ سو چھیاسٹھ مین دنیا سے ناپایدار سے سفر کیا اور ملتان مین مدفون ہوئے قطعۂ تاریخ

بادشاہ دین بہاوالدین ولی ✤ پیر دنیا ہادی دور زمان ✤ ✤
عشق حق تو لیسی او تحریر کن عاشق صادق بگو تحصیل آن
شمع نور آمد وصال پاک او نیز فتح دین بہاؤالدین بخوان ✤

شیخ صدرالدین عارف خلف شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی

یہ بزرگ فرزند و جانشین اپنے پدر بزرگوار شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کے تھے بعد وفات اپنے باپ کے مسند ارشاد پر بیٹھے اور ہزارون طالبان خدا کو منزل مقصود تک پہونچایا چونکہ شیخ بہاوالدین زکریا ملتانی کے سات بیٹے تھے ایک شیخ صدرالدین عارف دوسرے شیخ برہان الدین تیسرے شیخ ضیاوالدین چوتھے شیخ علاؤالدین پانچوین شیخ شہاب الدین چھٹے شیخ قدوۃ الدین ساتوین شیخ شمس الدین ان ساتون نے بعد وفات باپ کے باپ کا ترکہ نقد و جنس آپسمین بحصص مساوی تقسیم کیا تو شیخ صدرالدین عارف کے حصہ مین ستر لاکھ تنکہ سرخ نقد سوا سے اور اسباب پوشیدنی و ظروف وغیرہ کے آیا شیخ نے اوسی روز وہ تمام نقد و جنس خدا کے واسطے غربا و مساکین کو دے ڈالا ایک خرمہرہ اوس مین سے نہ رکھا اس بات سے اکثر لوگ جو اونکے دلی خیرخواہ تھے شیخ کو ملامت کرنے لگے کہ اس قدر دولت بے انتہا کو جو تمنے ایک روز مین برباد کر دیا ہے اچھا نہین کیا یہ بات سنکر

حضرت ؒ نے اور فرمایا کہ میرے والد نے جو اس قدر خزانے جمع کیے اور خدا کے نام پر بھی دیا وہ دنیا پر غالب تھے اسقدر دولت کے جمع ہونے نے اونکو کبھی خدا سے غافل نکیا اور مین ابھی اوس رتبہ کو نہین پہونچا ڈرتا ہون کہ یہ دنیا مجھکو خدا سے غافل نکر دے وفات شیخ صدر الدین کی ستیسوین ذی الحجہ سنہ ۶۸۴ھ چہہ سو چوراسی ہجری مین واقع ہوئی اور مزار پرانوار ملتان مین ہے

سید جلال الدین شیر شاہ المخاطب بمیر سرخ بخاری اوچی قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی کے خلیفہ سید صحیح النسب جامع سیادت ونجابت وزہد وریاضت وشریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت تھے اور ہندوستان جنت نشان مین تمام سادات ومشایخ وامرا وسلاطین بسبب صحت حسب ونسب انکی لئے بادب پیش آتے شجرہ آبائی انکا چند واسطہ درمیانی کے بعد حضرت امام نقی مرتضی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ حضرت سید جلال الدین میر سرخ بخاری بن سید ابو المؤید علی بن سید جعفر بن سید محمد بن سید محمود بن سید احمد بن سید عبد اللہ بن سید علی اصغر بن سید جعفر ثانی بن امام محمد نقی اور سید علی اصغر ساتوان جد حضرت کا دو صاحبزادہ سید عبد اللہ و سید اسمٰعیل رکھتا تھا اور سید عبد اللہ کی اولاد سے خاندان سادات بخاری اور سید اسماعیل کی اولاد سے خاندان سادات بھاکھری ظاہر ہوا اور صاحب مظہر جلال لکھتا ہے کہ سید جلال میر سرخ بخاری مادرزاد ولی تھے ایک روز لڑکپن کی عمر مین لڑکون کے ساتھ کھیل رہے تھے ناگاہ گذر آپکا شہر کے باہر ایک جگہ پر ہوا جہان کسی میت کا جنازہ رکھکے نماز پڑھتے تھے حضرت اونکے پاس گئے اور پوچھا کہ یہ کیسا مجمع ہے لوگون نے کہا کہ اس مردہ کی نماز جنازہ پڑھتے ہین کہا کہ نماز پڑھکر پھر کیا کروگے کہا کہ اسکو زمین مین دفن کر دینگے یہ بات سنکر حضرت جلال مین آگئے اور نعرۂ اللہ اکبر مارکے مردہ کے منھ سے پردہ اوٹھایا اور فرمایا قم باذن اللہ مردہ فی الفور جی اوٹھا اور چالیس برس تک زندہ رہا اور روایات صحیح سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت کے پانچ فرزند تھے اول سید علی دوم سید جعفر جو بخارا کے بادشاہ کی لڑکی کے پیٹ سے پیدا ہوئے ان دونون نے اپنے نانا کے پاس پرورش پائی اور اون مین سے سید جعفر بخارا مین سکونت پذیر رہا پھر ہند کو نہ آیا

تیسرے سید احمد کبیر بی بی فاطمہ سید بدر الدین بھاکھری کے لڑکی کی بطن سے چہارم سید صدر الدین محمد غوث پنجم سید بہاؤالدین احمد المشہور محمد معصوم بی بی طہرہ سیدہ کے بطن سے تھا یہ پانچون فرزند حضرت کے پنج بنائی اسلام کی طرح صاحب مقامات عالیہ تھے ولادت باسعادت حضرت کی سنہ پانسو پچانوین اور وفات اونیسوین جمادی الاول سنہ چھ سو نوے مین واقع ہوئی اور مزار اوچ مین ہے قطعہ تاریخ

چو رفت از جہان در بہشت برین بتاریخ او سید دولت بگو ۶۹۰	جلال ولی صاحب حال و قال دگر قبلہ اہل جنت جلال ۶۹۰

شیخ احمد معشوق الٰہی

یہ بزرگ شیخ صدر الدین عارف کے خلفا مین سے صاحب مراتب بلند و مقامات ارجمند تھا اس کا باپ میر قندھاری شہر قندھار مین دوکان سوداگری کی کرتا چونکہ یہ شخص دائم الخمر و مسکر تھا اوس نے اپنے پاس سے کچھ مایہ دیکر نکال دیا اور کہا کہ کسی شہر مین جاکر دوکان علیحدہ کر اور اپنی گزارہ کے لیے تجارت کا سامان بنا چنانچہ یہ قندھار سے نکل کر ملتان مین آیا اور دوکان تجارت کی جاری کی ایک اور حضرت شیخ صدر الدین سوار چلے جاتے تھے راہ مین جاتے ہوئے نظر فیض اثر شیخ احمد پر جا پڑی جب خانقاہ مین پہونچے اوسکو خدمت مین بلایا اور اپنی شربت مین سے پس ماندہ شربت اوسکو عطا کیا شربت کو پیتے ہی ناسوت و ملکوت اوسپر منکشف ہوگیا فی الفور بصدق باطن مرید ہوا دوکان کا سامان اوسی وقت غربا و فقرا کو تقسیم کردیا اور سواے ایک تہ بند کے کچھ باقی نرکھا سات برس تک حضرت کی خدمت مین حاضر رہکر تکمیل پائی اور مخاطب بخطاب شیخ احمد معشوق الٰہی ہوا تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ حالت جذب و عشق شیخ احمد کے اس درجہ تک پہونچ گئے تھے کہ دنیا و اہل دنیا سے محض بے خبر تھا اور مدہوشی اس قدر تھی کہ نماز پنجگانہ بھی ادا نہین ہوسکتی تھی علماے وقت نے ترک نماز کے سبب سے اوس سے ناراض ہوکر اوسپر فتویٰ لکھا کہ یہ واجب التعزیر ہے مواخذے کے وقت شیخ نے جواب دیا کہ مین نماز نہین پڑھ سکتا اور

اگر تم کہو تو پڑھتا ہون مگر مین اوسمین سورۃ فاتحہ نہین پڑھونگا علما نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ کے پڑھے بغیر نماز نہین ہوتی تمکو یہ سورۃ ضرور پڑھنی ہوگی کہا اچھا اور ساری سورۃ پڑھونگا ایاک نعبد و ایاک نستعین نہین پڑھونگا علما نے کہا کہ بہولے اس آیت کے سورۃ کا پڑھنا جائز نہین پس وضو کرنا شروع کیا تو بہت مشکیزے پانی کے صرف ہو گئے مگر شیخ کے ہاتھون پر پانی روان نہوا جو پانی ہاتھ پر پڑتا فورًا خشک ہو جاتا علما نے شیخ کو پانی مین غوطہ دیا غوطہ کے وقت دریا کا پانی ایسا ابلا جسطرح دیگ دیگدان پر اوبلتی ہے جب وضو ہو چکا اور شیخ نماز کو کھڑے ہوئے اور ایاک نعبد ایاک نستعین زبان سے نکلا تو تمام جسم پھٹ گیا اور بال بال سے خون جاری ہو کر کپڑے تر ہو گئے نے العفو نماز توڑ دی اور کہا کہ اے بہائیو اب تو مین حائض عورت ہو گیا ہون اور حیض والی عورت کو نماز معاف ہے یہ حالت دیکھکر علما نے اونکو معذور سمجھکر چھوڑ رکھا وفات انکی سال سات سو تینتیس مین ہوئی اور مزار پر انوار ملتان مین ہے

شیخ رکن الدین ابو الفتح بن شیخ صدر الدین عارف بن شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی قدس سرہ

یہ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے پوتے صاحب کشف و کرامات جامع علوم ظاہری و باطنی مظہر انوار شریعت و طریقت تھے حضرت کی والدہ کا نام بی بی راستی تھا جو اپنے وقت مین رابعہ وقت تھین ان کے ایام حمل مین جب بی بی راستی شیخ بہاؤ الدین زکریا کی خدمت مین حاضر ہوتین وہ تعظیم کو اوٹھ کھڑے ہوتے ایک مرتبہ بی بی نے دست بستہ ہو کر باعث تعظیم بخلاف عادت بزرگان دریافت کیا حضرت نے فرمایا کہ یہ تعظیم تیرے واسطے نہین بلکہ اوس شخص کے واسطے ہے جو تیرے بطن عفت مین ہے کہ وہ ایک آفتاب اوج ولایت و ماہتاب برج شرافت ہوگا بعد وفات پدر بزرگوار کے جب شیخ رکن الدین مسند ارشاد پر بیٹھے تو ہزارون طالبان خدا حضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر اپنی مراد کو پہونچے اور حضرت کو دولت ظاہری و باطنی نصیب ہوئی سلاطین وقت حضرت کی خدمت کو اپنا فخر جانتے تھے سیر کی کتابون مین لکھا ہے کہ ایک روز حضرت بعمر خورد سالی اپنے والد کے ہمراہ جنگل کی سیر کو گئے وہان ایک ہرنی کو دیکھا کہ ایک بچہ شیر خوار اوسکے پیچھے ہے اور دوڑی جاتی ہے حضرت کو اوس بچے کی صورت پسند آئی

اور باپ سے عرض کی کہ آیا بچہ ہمکو منگوا دو چونکہ ہرنی اور بچہ دونو چلے گئے تھے حضرت نے فرمایا کہ یہ وہ بچہ اپنی ماں کے ساتھ چلا گیا ہے اب نہین آسکتا شیخ بتقاضاے عمر رونے لگے ان کو زیادہ دلتنگ دیکھا بدل متوجہ ہوے فی الفور ہرنی معہ بچہ جنگل سے نکل کر روبرو آکھڑی ہوئی شیخ اور بچے کے آنے سے بہت خوش ہوے اور ہرنی کو معہ بچہ اپنے گھر لے آئے اسی طرح حضرت کے خوارق کتابون مین بہت لکھے ہین دنیا اور دین کا حاجتمند جو انکی خدمت مین آتا خالی نجاتا اسلیے اکثر انکو قبلہ حاجات کہتے تھے تمام عمر حضرت کی ہدایت و ارشاد مین گذری آخر جب حضرت کے فوت کے دن قریب پہونچے تو تین ماہ اول حجرہ مین شب و روز خدا کی عبادت مین خلوت گزین رہے صرف ادائے نماز پنجگانہ فریضہ کے باہر آتے آخر سولھوین ماہ رجب سنہ سات سو چھیاسی بعد نماز عصر مولانا ظہیر الدین کو حضرت نے روبرو بلایا اور حکم دیا کہ سامان تجہیز و تکفین مہیا کرے پھر نماز مغرب مین امام ہو کر نماز پڑھائی اور نوافل کی اخیر رکعت کے سجدہ مین جان عزیز خداوند جان آفرین کو سونپ دی حضرت لاولد تھے انکی وفات کے بعد محمد اسمعیل انکے بھائی کی اولاد سجادہ نشین ہوئی روضہ منورہ حضرت کا ملتان مین زیارتگاہ خلق ہے +

شیخ حمید الدین ابو الحاکم قریشی ہنکاری سہروردی قدس سرہٗ

یہ بزرگ حضرت رکن الدین ملتانی کے خلیفہ تھے سلطان التارکین انکا خطاب تھا انکا شجرہ نسب حضرت ابو سفیان بن حارث اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح ملتا ہے کہ شیخ حمید الدین بن سلطان بہاؤ الدین بن قطب الدین بن رشید الدین بن ابو علی بن شیخ المشائخ ابراہیم ابو علی ہنکاری بن شیخ محمد بن شیخ یوسف بن شیخ شریف عمر بن شیخ عبد الوہاب بن ابو سفیان بن حارث انکا جد بزرگوار قطب الدین خطۂ کیچ و مکران کا بادشاہ تھا اور نانا انکا سید احمد تختہ لاہوری مقتداے زمانہ و پیشواے اہل طریقت تھا جنکا حال چوتھے باب مین تحریر ہوگا انشاء اللہ تعالے شیخ حمید الدین نے سلطنت ظاہری ترک کرکے خرقہ فقر کا پہنا اور کمال کو پہونچے ولادت حضرت کے بقول شیخ شہر اللہ صاحب تذکرہ حمیدیہ تاریخ بارھوین ربیع الاول ۶۰۶ھ اور وفات بائیسوین ربیع الاول سنہ سات سو چھہتر مین واقع ہوئی اور عمر ایکسو ستر برس کی ہوئی اور بزرگان خاندان سہروردیہ

سے کسی بزرگ نے اتنی عمر نہین پائی جو حق تعالے نے انکو ملی مزار پرانوار حضرت کا موضع
مو علاقہ ملتانمین زیارت گاہ خلق ہے

سید جلال الدین بخاری الملقب بمخدوم جہانیان جہان گرد بن سید احمد کبیر بن سید جلال الدین شیر شاہ میر سرخ بخاری اوچی قدس سرہ

سادات بخارے مین سے یہ بزرگ چراغ خاندان مظہر انوار ربانی مطلع تجلیات سبحانی کاشف رموز طریقت ہادی طرایق حقیقت صاحب ارشاد پیشواے اوتاد تھے پہلے انھون نے اپنے والد بزرگوار سید احمد کبیر کے ہاتھ پر بیعت کی اور خرقہ خلافت طریقہ سہروردیہ پہنا پھر شیخ صدر الدین المشہور محمد غوث سے فیض باطن حاصل کیا اور اونکے ارشاد سے بخدمت شیخ رکن الدین ابو الفتح ملتانی کے حاضر ہو کر مرید ہوئے اور تکمیل پا کر خرقہ خلافت حاصل کیا پھر بیت اللہ کو سفر کیا اور شیخ الاسلام شیخ عفیف الدین عبد اللہ مطری سے مکہ معظمہ مین رہ کر فواید ظاہری و باطنی حاصل کئے پھر بقدم تجرید سیر تمام روئے زمین کی کی اور صدہا اولیاء اللہ سے فیض حاصل کر کے عارف یگانہ ومقتدی زمانہ ہوئے ہزارہا خوارق و کرامات انسے سرزد ہوئے جنکی تشریح کتب سیر مین لکھی ہے اور مظہر جلالی مین لکھا ہے کہ جب حضرت مخدوم مدینہ منورہ مین تشریف لیگئے تو شرفاے مدینہ نے انکی سیادت کی سند طلب کی حضرت روضہ رسول صلعم پر گئے اور کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ وابی وجدی اندر سے باواز بلند آواز ہوئی کہ علیک السلام یا ولدی یا قرۃ عینی یہ کرامت دیکھکر حضرت کی سیادت کے سب قایل ہوئے اور بزرگی آپ کی سب پر ثابت ہو گئی ولادت حضرت کی چہارم شعبان المعظم شب بشنبہ سنہ سات سو سات ھ اور وفات دہم ماہ ذی الحج روز عید الاضحے سنہ سات سو پچاسی وقوع مین آئی اور روضہ بمقام اوچ زیارت گاہ خلق ہے

سید صدر الدین المعروف بشیخ راجن قتال بن سید احمد کبیر بخاری اوچی قدس سرہ العزیز

یہ بزرگ حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں کے بھائی تھے خرقۂ خلافت انھوں نے اپنے باپ اور بھائی دونوں سے پایا ایک بزرگ تھے جامع علوم ظاہری و باطنی و ثقہ صحبت و تجرید و تفرید و شریعت و طریقت دنیا و اہل دنیا سے حضرت کو کمال نفرت تھی مخدوم جہانیاں انکے حق میں اکثر فرماتے تھے کہ خالق حقیقی نے ہم کو خلقت کے ساتھ مشغول کیا ہے و سید راجو کو اپنی ذات کے عشق میں مستغرق کر رکھا ہے انکے خوارق جو کتابوں میں تحریر میں آئے ہیں مگر لاکھوں میں سے ایک لکھے جاتے ہیں کہتے ہیں کہ جب حضرت مخدوم جہانیاں [illegible] ہوتے تھے [illegible] نواہوں نام ہندو عامل شاہی جو اوچ میں تھا [illegible] حضرت کی عیادت کو آیا اور تقریر [illegible] وحدہٗ لاشریک ہے نے جیسے حضرت ختم المرسلین محمد صلی اللہ علیہ [illegible] [illegible] آپ کی ذات خاتم الاولیا ہے حضرت نبی کی وفات میں نبوت ختم ہوئی تھی اور آپ کی وفات کے بعد ولایت کا خاتمہ ہو جائیگا چونکہ اس تقریر سے اقرار توحید الٰہی و رسالت نبوی ثابت ہوا تھا حضرت مخدوم نے شاہ راجن قتال کو فرمایا کہ بیٹے اسکا اقرار سنا اب مسلمان ہو چکا ہے اگر پھر مرتد ہو گیا تو واجب القتل ہے حضرت قتال نے فرمایا کہ اے نواہوں اب تو احکام مسلمانی بجا لا ورنہ قتل ہوگا چونکہ اوسکو مسلمان ہونا منظور نہ تھا بہت ڈرا اور اوسی رات کو پوشیدہ شہر سے دہلی کو بھاگ گیا اور بادشاہ سے عرض حال کیا فیروز شاہ بادشاہ نے بھی اسکو [illegible] حمایت کی مگر وہ مسلمان نہ ہوا بعد چندے جب مخدوم جہانیاں فوت ہو گئے تو بعد فراغ تجہیز و تکفین حضرت راجن قتال اپنے معتقدوں کے ساتھ دہلی کو روانہ ہوئے اور بادشاہ کو خبر پہنچی پر حسب قاعدہ اس خاندان کے کہ بادشاہ ہمیشہ پیشوائی و استقبال کو جاتا تھا بادشاہ سوار ہوا مگر دل میں تھا کہ کسی طرح یہ حجت شرعی نواہوں سے ٹل جاوے اس خیال پر علما و فضلا کو جمع کیا ان میں ایک فاضل محمد نام قاضی عبد المقتدر کا بیٹا بہت زبان آور تھا اوس نے یہ تجویز کی کہ جب بادشاہ بوقت استقبال حضرت سے ملے پوچھے کہ آپ نواہوں کافر کے مقدمہ کے تصفیے کے لیے آئے ہیں اگر وہ اس میں ہاں کہدینگے تو ہم یہ حجت شرعی اون پر غالب جانینگے کہ آپ ہی ابھی تک وہ کافر ہے بیشتر اس کے کہ [illegible] ہم اوسکو مسلمان کیونکر بنا سکتے ہیں یہ تجویز قرار پا کر بادشاہ سوار ہوا اور عند الملاقات وہی تقریر کی حضرت نے جواب

وہاں ایک ہندو [illegible] خاندان مسلمانوں کے [illegible] لیے آئے ہیں اور اوس کا اسلام از روے گواہان معتبر ثابت ہے [illegible] سے ہمراہ [illegible] قاضی زادہ ہوا کہ حضرت اسلام کے [illegible] ناصر [illegible] ضرور ہے ایک سرسری بات پر [illegible] کیونکر احکام اسلام کا [illegible] کی نسبت [illegible] حضرت [illegible] تقریر سے [illegible] بات کی [illegible] میں آئی [illegible] اوس وقت اگر [illegible] تقریر [illegible] یہ بات کہتے ہی قاضی زادہ کو درد پیدا [illegible] ہوا [illegible] فی الفور [illegible] حضرت [illegible] علما و فضلا [illegible] حضرت [illegible] کی [illegible] مگر حضرت نے [illegible] لیا او فرمایا کہ اس وقت یہ دنیا سے سفر کر گیا ہے جاؤ تم [illegible] اسکا عوض تمکو [illegible] عطا کریگا کہ عورت اوسکی حاملہ ہے [illegible] بیٹا جو پیدا ہوگا وہ عالم و فاضل و ولی ہوگا [illegible] قاضی [illegible] کے گھر [illegible] اور خبر دی [illegible] قاضی [illegible] کو [illegible] کیا اور معلوم کیا [illegible] کا حمل تھا [illegible] اور بادشاہ [illegible] بہت [illegible] حضرت کی بقول صاحب معارج الولایت تاریخ [illegible] جمادی الآخر [illegible] سنہ [illegible] ہجری میں ہوا [illegible] اوچ میں ہے۔

سید ناصر الدین بن مخدوم جہانیان جلال الدین بخاری اوچی قدس سرہ

اگرچہ بعد وفات مخدوم جہانیان صاحب سجادہ سید صدر الدین راجن قتال تھے [illegible] یہ بزرگ [illegible] اپنے والد کے ارشاد کے بموجب ہدایت و ارشاد مین مصروف تھے اکثر طالبان خدا ان کی دستگیری سے مقام قرب تک پہنچے چونکہ یہ حضرت صاحب اولاد کثیر تھے اس لیے [illegible] انکو ناصر الدین کہتے تھے اور تعداد انکی اولاد کی [illegible] تمام اولاد مین سے جنہوں نے عمر دراز پائی اکیس لڑکے اور [illegible] لڑکیان تھیں وفات حضرت [illegible] سنہ آٹھ سو سینتالیس مین واقع ہوئی اور مزار گوہربار اوچ مین زیارت گاہ خلق اللہ ہے۔

شیخ عبد الجلیل المعروف بقطب العالم چوہڑ بندگی قریشی حارثی ہنکاری لاہوری قدس سرہ

شجرہ نسب اس بزرگ کا چار واسطون کے ساتھ شیخ حمید الدین الحاکم بادشاہ کیچ مکران کے ساتھ ملتا ہے اس طرح پر کہ شیخ عبد الجلیل بن ابو الفتح بن عبد العزیز بن شہاب الدین بن نور الدین بن سلطان التارکین حمید الدین ابو الحاکم قدس سرہم العزیز اس بزرگ نے اول بیعت اپنے والد بزرگوار کی خدمت مین کی اور خرقہ خلافت پایا پھر دور دراز ملکون مین سیر کی اور صدہا بزرگون سے فیض حاصل کیا آخر لاہور مین آکر سکونت اختیار کی اور ہدایت وارشاد مین معروف ہوئے پنجاب کے رہنے والون نے خدمت حضرت کو اپنا فخر سمجھا شیخ ابابکر صاحب تذکرہ جلیلہ نے حضرت کے احوال مین ایک بڑی کتاب لکھی ہے جس مین ہزارون خوارق وکرامت کا تذکرہ تحریر مین آیا ہے واقع وفات حضرت کا اس طرح پر لکھا ہے کہ بتاریخ غرہ رجب سنہ نوسو دس ہجری حضرت مجلس مین رونق افروز ہوئے سب خلفاے کرام حضور مین حاضر ہوے ناگاہ حضرت کی حالت بدل گئی اور سر سجدے مین رکھکر جان عزیز جان آفرین کے سپرد کی غسل کے وقت سلطان سکندر لودی بادشاہ حاضر ہوا غسل کے بعد حضرت کی زبان سے تین مرتبہ اسم ذات نکلا اور سب نے سنا لوگون نے جانا کہ حضرت ابھی زندہ ہین اسواسطے جنازہ اوٹھانے مین تامل ہوا مگر بعد ایکساعت کے سب کو یقین ہوگیا کہ حضرت فوت ہو چکے ہین تو جنازہ اوٹھاکر خانقاہ کے اندر لاہور مین دفن کیا کہ اب تک مزار گوہر بار زیارتگاہ خلق اللہ ہے +

سید عثمان المشہور شاہ جہولہ بخاری لاہوری قدس سرہ العزیز

یہ بزرگ اوچ سے لاہور مین تشریف لائے چونکہ بزرگ صاحب کشف وکرامات تھے بہت سے لوگ انکے مرید تھے اور ہنگامہ شیخیت گرم ہوا انکا شجرہ نسب حضرت مخدوم جہان

کے ساتھ اس طرح سے ملتا ہے کہ سید عثمان بن سید محمود بن سید بہاؤ الدین بن سید حامد بن سید محمد بن سید رکن الدین بن سید حامد بخاری الملقب بنوبہار صاحب دستار بند بن سید ناصر الدین بن سید جلال الدین مخدوم جہانیان چونکہ انکو بیماری رعشہ کی بازوئے چپ مین تھی اسواسطے بخطاب جھولہ مخاطب ہوئے کہ جھولہ پنجابی زبان مین رعشہ کو کہتے ہین وفات انکی آٹھوین ربیع الاول سنہ نوسو بارہ ہجری مین واقع ہوئی اور مزار پر انوار بادشاہی قلعہ لاہور کے اندر تہ خانہ مین ہے کہ تعمیر قلعہ اکبری سے اول وہ زمین متعلق شہر تھی ۔

شیخ علم الدین چونی وال قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ عبد الجلیل چوہڑ لاہوری کے خلیفہ تھے پیر روشن ضمیر کے حکم سے انکو خدمت کپڑے دھونے کی سپرد تھی حضرت کمال عابد و زاہد گوشہ نشین تھے بعد تکمیل اپنے مرشد کے حکم سے قصبہ چونیان کے طرف مامور ہوئے اور تمام عمر وہان رہکر ہدایت خلق مین مصروف رہے آخر سنہ نوسو سولہ ہجری مین وفات پائی روضہ حضرت کا اوسی علاقہ مین ہے اور دھوبی لوگ حضرت کا عرس کرتے ہین

شیخ موسی آہنگر لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ عبد الجلیل چوہڑ بندگی کے خلیفون مین سے تھے عابد و زاہد و صاحب عشق و محبت و جذب و سکر و خوارق و کرامت تھے پہلے یہ شیخ شہر اللہ ملتانی کے مرید ہوئے اونکی آخرین وقت اجازت ہوئی کہ لاہور مین شیخ چوہڑ کی خدمت مین حاضر ہوکر تکمیل پائی سو حسب الارشاد مرشد ارشد کے یہ لاہور مین آئے اور شیخ عبد الجلیل سے فیض حاصل کیا تذکرہ جلیلیہ مین لکھا ہے کہ ایک روز یہ بزرگ اپنی دوکان پر آہنگری کا کام کرتے تھے اتنے مین ایک عورت نوجوان خوبصورت ماہ طلعت اپنا تکلا جس سے عورتین کاتتی ہین سیدھا کرانے کے لیے انکی دکان پر آئی حضرت نے اجرت اوس سے لی اور تکلا بھٹی مین ڈالکر ایک ہاتھ سے کھلین ہلانے لگی اور ایک ہاتھ مین دست پناہ پکڑکر

نکلا بتماشی رکھا چونکہ وہ عورت کمال خوبصورت تھی اوسکو دیکھکر اوسکی صورت حسین پر ایسے محو ہوئے کہ ایک ساعت برابر اوسکے چہرہ سے آنکھ نہ اوٹھائی یہ حال دیکھکر عورت غضب مین آئی اور کہا کہ تو عجب سفید ریش بزرگ آدمی ہے کہ بیگانی عورتونکی طرف شہوت کی نظر سے دیکھتا ہے ایسی محوت کے ساتھ کہ اپنے کام سے بے خبر ہے حضرت نے یہ تقریر سنکر فرمایا کہ اے زن مین تجھکو نہین دیکھتا بلکہ تیرے مصور کو دیکھتا ہون یہ کہکر سیخ سرخ ہوا ہوا نکلا آگ سے نکالا اور میل کی طرح آنکھون مین پھیر لیا اور فرمایا کہ الٰہی اگر مینے اس عورت کو بد نظر سے دیکھا ہے تو یہ سیخ میری آنکھین جلا دے ورنہ اس لوہے کے سر محو کو اپنی محبت و عشق کی پارس سے سونا بنا دے سر محو لوہے کا فی الفور سونا ہو گیا یہ کرامت وہ ہندنی عورت دیکھکر حیران ہو گئی اور اوسی روز سے تارک الدنیا ہو کر گوشہ عبادت مین ہو بیٹھی اور حضرت کی خدمت کے برکت سے مدارج بلند کو پہونچی وفات حضرت کی سنہ نوسو پچیس مین واقع ہوئی اور مزار لاہور مین متصل قلعہ کوچہ سنگہ اشتہود ہے گنبد سبز زیارت گاہ خلق ہے اندر روضہ کے خورد اوس عورت نو مسلمہ کا پاس حضرت کے ہے

شیخ سید حاجی عبد الوہاب بخاری دہلوی قدس سرہ العزیز

یہ بزرگ سید جلال الدین سرخ بخاری اوچی کے اولاد مین سے بڑے بزرگ صاحب مراتب بلند و مقامات ارجمند تھے نسبت جدی انکی سید محمد غوث بن سید جلال الدین کے ساتھ ملتی تھی سید صدر الدین بخاری سے انکی بیعت تھی پہلے یہ ملتان مین رہتے تھے پھر بیت اللہ کو گئے اور مستفیض بزیارت حرمین الشریفین ہو کر واپس ہند مین آئے اور دھلی مین قیام کیا سلطان سکندر لودی حضرت کا مرید تھا انکی تصانیف و تالیف مین سے ایک تفسیر قرآن تالیف حضرت کی ایسی ہے کہ تمام قرآن کو حضرت سرور عالم رسول مقبول کے مدح مین بیان کر دیا ہے یعنے ہر ایک آیت کے ایسے معنے بیان کیے ہین کہ اونسے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح ظاہر ہوتی ہے وفات حضرت کی سنہ نوسو تیس ہجری مین واقع ہوئی اور شیخ حاجی ملوثہ تاریخ ہے

سید جمال الدین سہروردی دہلوی قدس سرہ

برادر حقیقی و مرید و خلیفہ سید عبد الوہاب بخاری دہلوی تھی اور باشارت باطنی ہند سے کشمیر مین گئے اور ہزارون طالبان حق اونکی بیعت سے سرافراز ہوکر بہرہ یاب سعادت دارین ہوئے خوارق و کرامات کے تذکرہ مین کتاب جمال عرفان لکھی گئی جسمین بشیار کرامتین درج ہین کشمیر کی سیر کے بعد حضرت پھر ہندوستان مین آئے اور سنہ نوسو اڑتالیس مین راہی ملک بقا ہوئے

✣ ✣

مخدوم شیخ حمزہ کشمیری قدس سرہ

تواریخ اعظمی المشہور تواریخ دومری مین لکھا ہے کہ یہ بزرگ لڑکپن کی عمر مین عبادت الٰہی مین ایسے مستغرق ہوتے تھے کہ کسی دنیادار سے نہ ملتے پہاڑ کے ایک غار مین انکا مقام تھا اور اویسی نسبت حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسی پیدا کی کہ فنا فی الرسول کے مرتبے کو فائز ہو گئے چونکہ مرشد ظاہری اونکا کوئی نہ تھا اس باب مین حضرت رسول مقبول علیہ السلام والصلوٰۃ کی روحانیت سے استجازت کی ارشاد ہوا کہ تیرا مرشد خود تیرے پاس آئے گا پس چند ماہ کے بعد حضرت سید جمال الدین سہروردی دہلی سے بالہام ربانی کشمیر مین آئے گویا تشریف لانا اونکا کشمیر مین انکی تربیت و تکمیل کے لئے تھا پس شیخ حمزہ اون کی بیعت سے سرافراز ہوئے اور خرقۂ خلافت پایا بعد عطاے خرقۂ ہدایت و ارشاد خلق مین مصروف ہوئے اور تمام عمر اس کام مین بسر کی آخر سال نوسو چوراسی ہجری مین وفات پائی مزار ملک کشمیر مین ہے

بابا داؤد خاکی کشمیری سہروردی قدس سرہ

یہ بزرگ کشمیر کے اولیا مین سے صاحب مراتب بلند و مدارج ارجمند تھے خورد سالی کی عمر مین انکو علم پڑھنے کا شوق ہوا چند سال اس شغل مین رہے جب علم تحصیل کر چکے تو شوق حق

دامنگیر ہوا اور شیخ حمزہ کی خدمت مین حاضر ہو کر بیعت لی اور تکمیل پا کر مقتدائے زمانہ ہوئے شیخ حمزہ کو جس قدر محبت انکے ساتھ تھی اور کسی مرید کے ساتھ نہ تھی چونکہ ان کے وقت مین کشمیر مین سلاطین قوم چک جنکا مذہب شیعہ تھا بادشاہ ہو گئے تھے اور یہ متعصب مذہبی اور انھون نے قاضی موسی کشمیری کو شہید کر دیا تھا اس سبب سے بابا داؤد قوم چک سے ناراض ہو گئے اور اوس ملک سے نکل کر ہند مین آئے اور فرمایا کہ جبتک کشمیر سے سلاطین چک کی سلطنت دور نہو گی ہم کشمیر مین نہ آئینگے آخر جب قاسم خان بحری اکبر بادشاہ کی فوج لیکر کشمیر کو گیا اور قبض و دخل سلاطین تیموریہ کا کشمیر مین ہو گیا اور سلاطین چک کی سلطنت نیست و نابود ہو گئی تو حضرت کشمیر مین گئے مگر اوسی سال یعنے نوسو چورانوین مین وفات پائی اور شہر سری نگر مین مدفون ہوئے

سید جھولن شاہ المشہور گھوڑی شاہ لاہوری قدس سرہ

فرزند دلبند سید شاہ محمد بن سید عثمان جھول بخاری مادر زاد ولی تھے نام اصلی انکا عبداللہ تھا پانچ برس کی عمر مین انکو گھوڑے کی سواری کا نہایت شوق تھا اور وہ شوق اس قدر بڑھا کہ جو کوئی مٹی کا بنا ہوا گھوڑا انکی خدمت مین لے آتا جو مراد مانگتا حاصل ہو جاتی جب یہ بات تمام زمانہ مین مشہور ہو گئی اور اہل حاجت جوق جوق آنے لگے تو ان کے والد کو خبر ہوئی اور برہم ہو کر فرمایا کہ الٰہی یہ خوردسال لڑکا کہ موجب انکشاف اسرار الٰہی ہوتا ہے زندہ رہنے کے قابل نہین ہے بمجرد فرمانے ان کلمات کے سید جھولن شاہ جان بحق تسلیم ہو گئے وفات حضرت کی گیارھوین ربیع الاول سنہ ایکہزار تین ہجری مین واقع ہوئی اور مزار لاہور کے باہر زیارت گاہ خلق ہے اب بھی کئی انبار گلی گھوڑون کی مزار پر موجود ہین اور اہل حاجت جنکی حاجت بر آتی ہے چڑھا جاتے ہین ۔

شیخ حسن گنجداگر المشہور حسو تیلی لاہوری قدس سرہ

یہ شخص اول غلہ فروشی کا کام کرتا تھا چنانچہ اوقات اسکی تنگی سے گذر ہوتی تھی اسلئے شاہ جمال

جی کے پاس حاضر ہوکر وسعت رزق کے لیئے استدعا کی انہون نے فرمایا کہ تم تولنا
چھوڑ دو اوس روز سے اوس نے کم تولنا چھوڑ دیا اور چند سال مین دولتمند بن گیا
دولتمندی کی حالت مین بہ اداے شکرانہ کے لیے پھر شاہ جمال کے پاس گیا اور کچھ روپیہ
نذر کیا حضرت نے نہ لیا اور فرمایا کہ اگر اب تو اس دولت کی محبت چھوڑ دے تو زیادہ تر
غنی ہوجاے چونکہ اوسکو شہ جمال کی نسبت اعتقاد کامل تھا فوراً تارک الدنیا ہوگیا اور
مال و دولت براہ خدا غربا و فقرا کو تقسیم کردی اوس روز سے حضرت شہ جمال اوسکی
تکمیل مین مصروف ہوئے اور بہت جلد مقام قرب تک پہونچا دیا باقی ماندہ عمر
اوس نے اپنے مرشد کی خدمت مین بسر کی آخر سنہ ایکہزار بارہ مین فوت ہوگیا

میران محمد شاہ المشہور سید موج دریا بخاری لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ اولاد حضرت سید جلال الدین میر سرخ بخاری اوچی مین سے مظہر انوار شرافت
واقف اسرار طریقت وحقیقت رہنماے طریق معرفت تھے انکا شجرہ نسب سید جلال الدین
میر سرخ بخاری کے ساتھ اس طرح ملتا ہے کہ میران محمد شاہ بن سید صفی الدین بن سید
نظام الدین بن سید علم الدین ثانی بن جلال الدین بن سید علم الدین اول بن سید
ناصر الدین بن سید جلال الدین مخدوم جہانیان بن سید احمد کبیر بن سید جلال الدین میر
سرخ بخاری ولایت وشرافت وکرامت موروثی انکو حاصل تھی اور اپنے وقت مین مقتداے
زمانہ تھے پہلے سکونت انکی اوچ مین تھی وہان سے اکبر بادشاہ نے انکو بمقام چتوڑ گڈھ
طلب کیا اور فتح قلعہ کے لیے دعا چاہی بعد فتح قلعہ کے اکبر نے حضرت کو ایک لاکھ
روپیہ کی جاگیر پنجاب مین دی اور شہر بٹالہ انکی جاگیر مین قرار پایا حضرت نے بالراہ وہ جاگیر
قبول کر کے لنگر جاری کر دیا لاہور و بٹالہ دو جگہ حضرت کا لنگر جاری تھا قاصد با غربا و
مساکین کھانا کھاتے تھے حضرت کی سکونت اکثر لاہور مین تھی اور یہان ہی رہکر حضرت
نے ہنگامہ مشیخت گرم رکھا حضرت کے تین فرزند نہایت بزرگ صاحب حال وقال تھے
ایک سید صفی الدین جو اپنے جد بزرگوار کے نام سے موسوم تھا دوسرے سید بہاؤالدین

یہ دونو فرزند سیدہ پاکدامنۃ المشہوری بی کلان بنت سید عبدالقادر ثالث کے بطن پاک سے پیدا ہوئی تیسری شاہ شہاب الدین المخاطب بہ بہرائی بی نونگ حضرت کی دوسری قبیلہ کے پیٹ سے ہوئی انھون نے سکونت بٹالہ مین اختیار کی اور وہان ہی انکی اولاد ہے اور صفی الدین کی اولاد لاہور مین رہتی ہے ان کے کرامت وخوارق کے ذکر مین لکھا ہے کہ ایک روز حضرت کے روبرو کسی نے کہا کہ سید کبھی سنی نہین ہوتا کیونکہ انکو ثلاثہ اصحاب کی نسبت محبت نہین ہوتی پس جب اصحاب کبار کی نسبت اعتقاد نہوا تو سنی نہوا اور یہ پنجابی مثل زبان پر لایا کہ سید سنی نہین کاٹھ کے گنے نہین یعنے سید سنی نہین ہے اور لکڑی کی ہنڈیا نہین ہے یہ تقریر سنکر حضرت نے ایک لکڑی کی ہنڈیا منگوائی اور دونو پانون کا چولھا بنا کر اوسمین آگ جلادی اور ہنڈیا مین چانول ڈالدیے جب تک چانول پک نہ گئے پانون کے اوپر ہنڈیا رکھی رہی خدا کی قدرت سے نہ تو پانون جلے اور نہ ہنڈیا لکڑی کی جلی جب چانول پک چکے تو فرمایا دیکھو سید بھی سنی ہے اور ہنڈیا بھی لکڑی کی یہ کرامت دیکھکر اہل مجلس حیران ہوئے وفات حضرت کی سنہ ایکہزار چودہ ہجری مین واقع ہوئی اور روضہ عالیہ لاہور مین زیارتگاہ خلق ہے قطعہ تاریخ

چون محمد شاہ ملک عافیت — در مقام قرب حقانی نشست
از حضور آمد عیان تاریخ او ۱۰۱۴ — نیز سرور گفت مرد حق پرست ۱۰۱۴

سید سلطان جلال الدین حیدر بن صفی الدین بخاری

یہ بزرگ میران محمد شاہ بخاری کے حقیقی بھائی تھے صبر وشکر وطلب ورضا وعشق ومحبت وترک وتجرید مین ثانی نہین رکھتے تھے مال دنیا سے انکو کمال نفرت تھی اگرچہ انکے بھائی میران محمد شاہ جاگیردار صاحب گنج ومال تھے مگر انکو اونکے مال کچھ طمع نہ تھی بلکہ کمال نفرت تھی تمام عمر اپنی سنے بھائی کے ریاضت وہدایت وارشاد مین گذرانی آخر سال ایکہزار سولہ مین فوت ہوکر دیوار روضہ برادر بہم مزار بی بی پاکدامنان مدفون ہوئے ۱۰۱۶

وہ روضہ اب تک موجود ہے اور دروازہ اوس کا خانقاہ پاکدامنان کے اندر ہے اور لوگ اوسکو مزار اوستاد بی بی پاکدامنان کہتے ہین

بابا نصیب الدین سہروردی کشمیری قدس سرہٗ

یہ بزرگ خلیفہ اعظم شیخ داؤد خاکی کے تھے اپنے وقت مین زہد و عبادت و ریاضت و خلوت و ادب و خوارق و کرامت مین ثانی نہین رکھتے تھے تمام عمر اونھون نے ترک و تجرید مین گذرانی کبھی کوئی طعام لذیذ یا کوئی میوہ تناول نہ فرمایا لذات دنیا سے بالکل محترز رہے سواے نان خشک کے کوئی چیز آپ کی غذا نہ تھی اور نہ کبھی دیدۂ حق بین خواب سے آشنا ہوئے غرض کہ حضرت نے پورا حق زہد و ریاضت کا ادا کیا اور کوئی دم یاد الٰہی سے غافل نہ رہے وفات حضرت کی سال ایکہزار سینتالیس ۱۰۴۷ھ محرم کی تیرھوین تاریخ مین ہوئی او مزار سرزمین کشمیر مین ہے وہو خیر الصالحین ان کی تاریخ وفات ہے

حضرت شاہ جمال سہروردی لاہوری قدس سرہٗ

لاہور کے بزرگون مین سے یہ بزرگ مشہور ہین انکا شجرہ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ حضرت شاہ جمال مرید شیخ لنگرا بیگ کے اور وہ مرید شاہ شرف کے وہ مرید شاہ معروف کے وہ مرید جعفر الدین کے وہ مرید صفۃ الدین کے وہ مرید شیخ جمال کے وہ مرید شیخ عارف صدر الدین کے وہ مرید اپنے والد شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کے اور یہ حضرت سید حسینی تھے اور اولاد انکی اب تک سیالکوٹ مین سکونت رکھتی ہے انکا دوسرا بھائی شاہ کمال بھی عابد و زاہد صاحب جذب و ذکر و شغل تھا ان دونون بزرگون کے خوارق و کرامات اکثر لوگونمین مشہور ہین اور لکھا ہے کہ جب حضرت شاہ جمال کا ارادہ ہوا کہ ایک دمدمہ بلند اپنے قیام کے واسطے تعمیر کرین تو بسبب اسکے کہ بادشاہی عمارتین جابجا تعمیر ہو رہی تھین معمار دستیاب نہین ہوتے تھے حضرت نے حکم دیا کہ معمارون کو بادشاہی عمارت پر کام کرین اور

رات کو ہمارے دمدمہ کی تعمیر مین مصروف رہتے تھے چنانچہ چندے یہ کام اسی طرح ہوتا رہا ایک رات آدھی رات کے وقت تیل ختم ہو گیا حضرت نے حکم دیا کہ بجائے تیل پانی چراغون مین ڈالدو خدا کی قدرت سے وہ پانی تیل کی طرح چراغون مین جلتا رہا جب دمدمہ ہفت منزلہ بنکر تیار ہو گیا تو شہزادی سلطان بیگم ہمشیرہ اکبر بادشاہ نے جسکا باغ حضرت کے دمدمہ کے متصل تھا حضرت کی خدمت مین کہلا بھیجا کہ آپ کا دمدمہ بہت بلند ہے اوس سے نظر ہمارے محل پر پڑتی ہے اس بات پر توجہ فرمائی جائے حضرت یہ بات سنکر خاموش رہے چندروز کے بعد ایک دن حضرت کے یہان مجلس سماع گرم تھی جب حضرت وجد مین آئے اور اوٹھکر رقص کیا تو چار منزلین دمدمہ کی زمین کے اندر غرق ہو گئین اور تین باقی رہین جو اب تک موجود مین وفات شاہ جمال کی چھوین ماہ ربیع الثانی سنہ اکہزار اوپچاس ہجری مین واقع ہوئی اور مزار پرانوار لاہور مین متصل موضع اچھرہ کے ہے جسکو شاہ جمال کا دمدمہ کہتے ہین

شاہ دولا دریائی گجراتی قدس سرہٗ

پنجاب کے مشہور بزرگون مین سے یہ بزرگ صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند و خوارق و کرامت و جذب و عشق و محبت و زہد و ریاضت جامع فتوحات ظاہری و باطنی تھے شجرہ انکا حضرت بہاؤالدین ملتانی کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ شاہ دولا مرید و خلیفہ شیخ سیدنا سرمست کے اور وہ مرید شاہ مونگا کے اور وہ مرید شاہ کبیر کے اور وہ مرید شیخ شہر اللہ کے اور وہ مرید شیخ یوسف کے اور وہ مرید پیر برہان کے اور وہ مرید شیخ صدرالدین کے اور وہ مرید شیخ صدرالدین کے اور وہ مرید شیخ اسماعیل قریشی اور وہ مرید شیخ صدرالدین راجن قتال اوچی کے اور وہ مرید شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتانی کے اور وہ مرید شیخ صدرالدین عارف کے اور وہ مرید شیخ بہاؤالدین ملتانی کے خاندان چشت اہل بہشت سے بھی انکو فیض کامل حاصل ہوا اس بزرگ کو خداوند حقیقی نے دولت ظاہری و باطنی نصیب کی ان کی سرکار بادشاہون کی سرکار سے

مانند تھی ہزارون نوکر چاکر گھوڑا پالکی دروازہ پر حاضر رہتے تھے اہل حاجت کا ہجوم ہروقت رہتا تھا خصوصًا وہ لوگ جو بے اولاد تھے وہ حاضر ہوکر التماس دعا کرتے کہ خدا انکی جناب سے اونکو اولاد حاصل ہو ارشاد ہوتا کہ منجملہ تمام اولاد کے جو اونکو حاصل ہوگی ایک لڑکا ہمارے نذر کردینا چنانچہ وہ منظور کرلیتے تو اونکو اولاد ہوتی اور ایک لڑکا یا لڑکی جو حضرت کی جناب مین منظور ہوتا وہ مستانہ ومجذوب ہوجاتا سر اوسکا بہت چھوٹا ہوتا اسی واسطے اوسکو شاہ دولا کا چوہا کہتے چنانچہ اب تک یہ کرامت جاری ہے دو چار چوہے ہمیشہ خانقاہ پر پرورش پاتے ہین جس شخص کو اولاد حضرت کی دعا سے حاصل ہوتی ہے اوسکے گھر ایک بچہ اس قسم کا پیدا ہوتا ہے اور وہ اوسکو حضرت کی مزار پر چھوڑ جاتا ہے و متعلقان مزار اوسکو پرورش کرتے ہین وفات حضرت کی سال ایکہزار پچہتر مین واقع ہوئی اور مادہ تاریخ لفظ خداداد دوست ہے اور مزار اوسکا باہر شہر پنجاب گجرات مین زیارتگاہ خلق ہے

شیخ جان محمد سہروردی لاہوری قدس سرہ

شیخ اسماعیل المشہور بڑا میان لاہوری کے خلفا مین سے یہ بزرگ صاحب زہد و ریاضت و عبادت تھا دور دور سے لوگ اسکی خدمت مین حاضر ہوکر بہرہ یاب ہوتے تھے ایک شخص نے انکی خدمت مین حاضر ہوکر شکایت اپنی افلاس و ناداری کی کی فرمایا کہ کلمہ تمجید ہر روز ایک سو مرتبہ پڑھا کرو ایک ہفتہ کے بعد خبر دی ایک ہفتہ کے بعد پھر وہ شخص آیا اور کہا کہ اب مین مالدار ہوگیا ہون اب کوئی حاجت میری باقی نہین رہی فرمایا کہ ایک ہفتہ تک اور اسی کلمہ کا ورد کرو اور ایک ہفتہ کے بعد خبر دو بعد ایک ہفتہ کے پھر وہ شخص آیا اور کہا کہ میری طبیعت مال دنیا سے بیزار ہے مجھکو اپنا مرید کرو چنانچہ تارک الدنیا ہوکر عبادت و ریاضت مین مصروف ہوا وفات اس بزرگ کی سال ایکہزار بیاسی ہجری مین واقع ہوئی اور مزار باہر شہر لاہور کے متصل مسجد قصاب خانے کے ہے۔

شیخ محمد اسماعیل لاہوری المشہور میان کلان قدس سرہ

لاہور کے بزرگون مین سے یہ بزرگ صاحب شریعت زاہد ومتقی وپرہیزگار مشہور مین تمام عمر اونھون نے قرآن درس جاری رکھا چنانچہ اس زمانہ ناپرسان مین کہ اہل زمانہ دین کی راہ کو بالکل بھول گئے ہین اس مزار پرانوار پر درس قرآنی جاری ہے سو دو سو درویش حافظ و ناظر یہان موجود رہتا ہے کھانا بھی اونکو دو وقتہ ملتا ہے انکا شجرہ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ شیخ اسماعیل مرید وخلیفہ شیخ عبدالکریم اور وہ مرید مخدوم طیب کے اور وہ مرید شیخ برہان الدین کے اور وہ مرید مخدوم زین عرب کے اور وہ مرید شیخ بیلون کے اور وہ مرید شیخ حسام الدین ملتانی متقی کے اور وہ مرید سید شاہ عالم کے اور وہ مرید برہان الدین قطب کے اور وہ مرید سید ناصر الدین کے اور وہ مرید سید جلال الدین مخدوم جہانیان کے اور وہ مرید شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتانی کے اور وہ مرید شیخ صدرالدین عارف کے اور وہ مرید شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کے ان کے باپ کا نام فتح اللہ بن عبداللہ بن سرفراز تھا اور قوم کے زمیندار کوکھر تھے تمام عمر انکی زہد و ریاضت مین گذری اس طرح پر کہ تمام رات عبادت مین اور تمام روز تدریس قرآنی مین گذر جاتا انکے خوارق وکرامات بہت ہین جنکا تذکرہ طول ہے شایق کتاب خزینۃ الاصفیا سے دیکھ لے مختصر یہ ہے کہ ایک نوجوان شخص حضرت کا مرید تھا اوسکی شادی ہوئی تو اوسکی عورت کو قرآن حفظ تھا پہلی رات کو جب بی بی میان یکجا جمع ہوئے تو عورت نے خاوند سے پوچھا کہ تجھکو قرآن حفظ ہے یا نہین اوسنے جواب دیا کہ نہین عورت نے کہا کہ جب تک تو قرآن حفظ نکرے میری صحبت کے لایق نہین ہے اور مین نہین چاہتی کہ ناخواندہ آدمی مجھسے ہم صحبت ہوکر قرآن کی بے ادبی جو میری دل مین ہے کرے یہ تقریر عورت کی سنکر مرد گھبرایا اور حضرت کی خدمت مین آکر عرض حال کیا فرمایا کہ کل فجر کی نماز کے وقت جب ہم امام ہون تو تو ہمارے دہنے ہاتھ کیطرف کھڑے ہونا اوسنے ایسا ہی کیا بعد ادائے نماز جب حضرت نے سلام کیا اور نظر فیض اثر دہنی طرف کی نمازیون پر پڑی تو سب کے سب قرآن کے حافظ ہو گئے اور بائین طرف کے ناظر ہوئے حافظ نہین وہ مرید بھی حافظ ہوگیا اور اپنے گھر

گیا

مین آیا ہوکر تمام عمر حضرت کے عنایات کا شکریہ ادا کرتا رہا ولادت ان کی سال نوسو پچانوین اور وفات سنہ ایکہزار پچاسی ہجری مین واقع ہوئی اور مزار گوہربار لاہور مین زیارت گاہ خلق ہے اور سجادہ نشین و مہتمم لنگر و تدریس قرآنی حافظ احمد الدین ہے اوس نے بکمال خوبی و خوش اسلوبی لنگر بھی جاری رکھا ہوا ہے اور تدریس قرآنی بدستور جاری ہے

شیخ جان محمد ثانی لاہوری سہروردی قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت شیخ اسماعیل مدرس لاہوری کے خلفا مین سے مرد صاحب شریعت و طریقت تھا پہلے یہ بخدمت شیخ عبد الحمید کے کہ وہ بھی شیخ اسماعیل کا خلیفہ تھا حاضر ہوکر مرید ہوا پھر شیخ اسماعیل کی خدمت مین مستفیض ہوکر تکمیل پائی ظاہری علوم مین بھی یہ بزرگ عالم متبحر تھا تمام پنجاب کے علما اسکے قول پر صاد کرتے تھے وفات اسکی سنہ ایکہزار اکیاسی مین واقع ہوئی اور محلہ پرویزآباد مین مدفون ہوا بعد تین سال کے بعض محلہ نے اوسکو خواب مین دیکھا اور اوسکو ارشاد ہوا کہ ہماری نعش اس جگہ سے نکال کر شیخ اسماعیل کی مزار کے پاس دفن کرو مقدم نے قبر اوسکی کھود کر نعش نکالی اور شیخ اسماعیل کی مزار کے پاس دفن کی مگر بلحاظ ادب سر اوسکی قبر کا شیخ اسماعیل کی کمر کے برابر رکھا مگر دوسرے روز جب دیکھا تو دونون قبرین برابر تھین

۲۸

شیخ کرم شاہ قریشی حارثی ہنکاری قدس سرہ

یہ بزرگ خاندان سہروردیہ مین صاحب عشق و محبت و ذوق و شوق و زہد و عبادت تھا اسکی اوقات اکثر یاد الہی مین گذرتی شجرہ نسب اسکا چند واسطے سے شیخ عبد الجلیل چوہڑ لاہوری کے ساتھ ملتا ہے اس طرح پر کہ شیخ کرم شاہ بن شیخ ابو الفتح بن شیخ ابو الحسن بن شیخ فخر الدین بن شیخ ابو الفتح بن برخوردار بن شیخ ابو الفتح بن شیخ عبد الجلیل چوہڑ لاہوری پہلے اسکی سکونت لاہور مین تھی جب غارتگران قوم سکھ نے پنجاب مین ہنگامہ غارتگری گرم کیا تو یہ بزرگ

لکھنؤ کو چلا گیا اور چند سال اپنے نانا شیخ نور الحسن قریشی کے پاس بسر کیے مراجعت کے وقت
متصل شاہجہان پور سال ایکہزار دو سو ایک ۱۲۰۱ مین قزاقون کے ہاتھ سے شہید ہوا
رضی اللہ عنہ ایکا سال وفات ہے اس بزرگ کے تین فرزند صاحب حال و قال تھے
ایک سکندر شاہ دوم شاہ مراد سوم قلندر شاہ قلندر شاہ کا سال وفات ایکہزار دو سو اٹھائیس
ہے صاحب انوار قلندری نے اوسکے ذکر مین بہت کچھ لکھا ہے اور درج کیا ہے کہ ایکروز
حضرت قلندر شاہ موضع سانڈہ مین گئے سید فضل شاہ اونکے مرید نے اونکی ضیافت کی
اوسوقت پانچ آدمی سے زیادہ اونکے ہمراہ نہ تھے اور اوسیقدر طعام پکوایا جب کھانا پک چکا
اس قدر مرید جمع ہوئے کہ نوبت پانسو آدمی کی پہونچگئی یہ حال دیکھکر فضل شاہ بہت گھبرایا
حضرت نے بنور باطن یہ حال دریافت کر کے فضل شاہ کو نزدیک بلایا اور فرمایا کہ قلت
طعام کا اندیشہ مت کر جس قدر طعام حاضر ہے ہمارے روبرو لے آؤ چنانچہ وہ دیگچہ سالن کا اور
روٹیان موجودہ لے آیا حضرت نے اپنی ردائے مبارک روٹیون پر ڈالدی اور دو دو
روٹیان فی کس تقسیم کرنی شروع کی پھر سالن تقسیم کرنا شروع کیا اور دو سو پچاس برتن منقسم ہوا
جب سب لوگ کھانا کھا چکے اوسی قدر طعام باقی رہا جس قدر تھا اور کئی خوارق و کرامات
بہت سے اوسمین بیان کئے ہین قلندر شاہ کا فرزند شیخ غلام محی الدین قریشی تھا جو مرد
صاحب خلق و مروت و فتوت تھا وہ سنہ ایکہزار دو سو اوناسی مین فوت ہوا ۔

پانچوان چمن مشایخ متفرقات خاندانونکے تذکری مین

مخفی نرہے کہ اس باب مین قید ایک سلسلہ کی نہین ہر ایک سلسلہ کے بزرگ کا حال سوائے
اون چار سلاسل کے جنکا ذکر اول تحریر ہو چکا ہے اسمین تحریر ہوگا یا اون بزرگون کا ذکر
اس مین درج ہوگا جو پنجاب مین عالم و فاضل صاحب نام گذرے ہین

شیخ محمد اسمعیل محدث و مفسر لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ سادات عظام بخاری سے تھے سلطان مسعود غزنوی کے وقت یہ لاہور مین آ کر سکونت پذیر ہوئے اور تعلیم و تدریس علوم حدیث و تفسیر کی شروع کی صاحب کتاب تحفۃ الواصلین لکھتا ہے کہ اول جو شخص واعظان اسلام سے لاہور مین آیا اور لوگون کو ہدایت طریق اسلام کی کی یہی بزرگ تھے انکے وعظ کی تاثیر سے ہزارون کفار داخل اسلام ہوئے تمام عمر انکی اسی کام مین گذری اور دین اسلام انکے طفیل سے پنجاب مین شایع ہوا وفات انکی سال چارسو اڑتالیس مین وقوع مین آئی اور مہتاب ۴۴۸ھ انکا سال وفات ہے اور مزار شہر لاہور کے جنوب کی طرف ہے

شیخ ایاز لاہوری قدس سرہ

یہ شخص شاہ محمود غزنوی کا غلام و محبوب تھا حق جل شانہ نے اوسکو دولت ظاہری و باطنی عطا کی تھی سلطان محمود کے مرنے کے بعد جب مسعود تخت نشین ہوا تو اوسکے وقت مین اوسکا بیٹا محدود جو نوجوان لڑکا تھا پنجاب کا صوبہ قرار پایا اوسکا اتالیق ایاز معزز ہو کر ہمراہ آیا جب مسعود مر گیا اور اوسکا بیٹا مودود تخت نشین ہوا تو محدود نے اوسکے برخلاف باغی ہو کر اپنی سلطنت علیحدہ ہندوستان مین قائم کی اسواسطے مودود فوج لیکر اوسپر چڑھ آیا جب لاہور کا محاصرہ ہوا تو بروز عید ناگاہ محدود بمرگ مفاجات مر گیا اور مودود نے اپنا تسلط پنجاب مین کر لیا ایاز انکے اتالیق کو ہر چند مودود نے چاہا کہ غزنی کو اوسکو ہمراہ لے جاے مگر اوس نے منظور نکیا اور تارک الدنیا ہو کر صحبت فقرا اختیار کی اور بزرگان لاہور سے فیض کامل حاصل کیا اور بے انتہا دولت جو انکے پاس تھی براہ خدا فقرا و غربا کو دیدی یہ بزرگ بانی لاہور کا بھی شمار کیا جاتا ہے کیونکہ جب لاہور پر سلطان محمود غزنوی نے یورش کی اور راجہ انگپال راجہ جے پال کا بیٹا تھوڑے سے مقابلے کے بعد ہند کو بھاگ گیا تو محمود کی فوج نے اس شہر کو لوٹ لیا اور رعایا جس قدر تھے سب کے سب لاہور سے نکل گئے شہر مین کوئی متنفس باقی نرہا اوسوقت ایاز نے سلطان سے اجازت لیکر اس شہر کو پھر آباد کیا اور رعایا کو دور دور سے طلب کر کے اس مین قیام پذیر کیا سنہ چارسو پچاس ہجری مین وفات پائی اور شہر لاہور کے اندر دفن ہوا

شیخ علی مخدوم جلالی غزنوی ہجویری المخاطب بہ داتا گنج بخش قدس سرہ

متقدمین اولیا مین سے یہ حضرت امام طریقت رہبر حقیقت مطلع انوار عرفانی واقف اسرار رحمانی عالم علوم ظاہر وباطن فاضل اجل مرشد اکمل عابد وزاہد ومتقی مظہر خوارق وکرامت صاحب ولایت مشہور مین حضرت حسنی سید ہین انکا شجرہ اس طرحپر کتابون مین مذکور ہے کہ حضرت مخدوم علی گنج بخش ہجویری بن سید عثمان بن سید علی بن عبدالرحمان بن شاہ شجاع بن ابوالحسن علی بن حسین اصغر بن سید زید شہید بن حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ شیخ ابوالفضل بن حسن ختلی جنیدی سے حضرت کی بیعت تھی اور اونکی بخدمت شیخ حصری اور اونکی بخدمت شیخ ابوبکر شبلی کے رحمۃ اللہ علیہم پیر روشن ضمیر نے بعد تکمیل ہند کے لوگون کے ہدایت کے لیے اونکو رخصت کیا اونھون نے لاہور مین آکر ہنگامہ فضیلت ومشیخت گرم کیا دن کو طالب علمون کی تدریس اور رات کو طالبان حق کی تلقین ہوتی ہزارون جاہل ان کے ذریعہ سے عالم ہزارون کافر مسلمان ہزارون گمراہ رو براہ ہزارون دیوانے صاحب عقل وہوش ہزارون ناقص کامل وہزارون فاسق نیکوکار ہوئے تمام زمانہ نے ان کی غلامی کو اپنا فخر متصور کیا اوس وقت لاہور مرجع علما وفضلا تھا دور دور سے شیخ حضرت کی خدمت مین آکر بہرہ یاب ہوئے حضرت نے اپنے رہنے کا مکان اور مسجد خود تعمیر کی تھی جو اب تک موجود ہے محراب اوس وقت اوس مسجد کا اور مساجد کی نسبت سے کچھ ٹیڑھا بطرف جنوب رہگیا تھا علما نے اس بات کا اعتراض کیا حضرت خاموش رہے جب مسجد تیار ہوچکی تو حضرت نے کل علما کو بلاکر دعوت کی اور خود امام ہوکر نماز پڑھائی بعد نماز سب کو روبقبلہ کھڑا کیا اور کہا کہ دیکھو قبلہ کس طرف ہے فوراً بحکم خلاق اکبر پردے اٹھ گئے اور کعبہ سامنے سے نمودار ہوا اور سب نے بچشم ظاہر دیکھ لیا اور اپنے اعتراض سے نادم ہوئے تمام عمر حضرت لاہور مین رہے آخر سال چارسو پینسٹھ مین فوت ہوکر اپنے تعمیر

گردہ خانقاہ کے صحن مین مدفون ہوئے اِن کی وفات کے بعد بھی اولیاے کرام فیض وافر اِن کی خاک پاک سے حاصل کرتے رہے ہین چنانچہ خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری نے بھی بیان چلہ پائون کی طرف کیا اور سرداری حاصل کی شاہنشاہ ہند خطاب پایا خواجہ فرید الدین گنج شکر چشتی نے ذوق وشوق کا مذاق بھی اِسی دربار سے پایا علےٰ ہذا القیاس تمام بزرگان اقلیم ہند جس قدر ہوئے ہین سب نے انکی آستانہ بوسی کی ہے حضرت شاہزادہ داراشکوہ فرماتے ہین کہ چالیس جمعرات جو کوئی پیہم اِن کے مزار پر جاے خدا سے جو مانگے سو پائے اب بھی ہر ایک جمعرات کو معتقدان شہر لاہور و شہر امرتسر جمع ہو کر حضرت کے مزار پر تمام رات بیدار رہتے ہین شام سے صبح تک درود شریف و نعت شریف کا ذکر ہوتا ہے پھر دن کو ہر ایک جمعہ کے روز میلاد ہوتا ہے عام وخاص حضرت کی سلام سے بہرہ مند ہوتے ہین غرض کہ حضرت کی ولایت کا بازار باوجودیکہ آٹھ سو ستائیس برس انکے وفات کو گذرے ہین آج تک گرم ہے بلکہ روز افزون ہے بیشک اِن اولیاء اللہ لا یموتون حضرت کے مرقد اقدس پر پہلے گنبد نہ تھا بارہ برس گذرے ہین کہ حاجی نور محمد سادھو نے تعمیر کیا اور پھر مرمت سفیدی وغیرہ کی میاں محمد جان رئیس امرتسر نے کرائی خدا دونوں کو جزائے خیر عطا فرماوے۔ قطعات تاریخ فارسی

حقیقی
اولیاء اللہ
[illegible]
مرتے
نہیں

علی غزنوی آن شاہ ہجویر
چو در زید آخر از دنیای فانی
عیان تاریخ او چون ماہ گفتم
چو بود او سرور و سرخیل ابرار
چو جستم از خرد تاریخ سالش

سراپا نور روشن ماہ ہجویر
مکان اندر مکان لامکانے
علی ہجویری عالی جاہ گفتم
برآمد سال ترحیلش ز سردار ۴۶۵
عیان شد کاشف دین ارتحالش

سید احمد المشہور سخی سرور سلطان قدس سرہ

قدمائے مشایخ وکبرائے اولیاے خطۂ ملتان سے ہین شجرۂ آبائی اِن کا بقول صاحب شریف الشرفا اس طرح جناب علی المرتضےٰ تک پہونچتا ہے کہ سید احمد بن سید

زین العابدین بن سید عمر بن سید عبداللطیف بن سید بہاؤالدین بن سید غیاث الدین بن سید بہاؤالدین بن سید صلاح الدین بن سید زین العابدین بن سید عیسےٰ بن سید صالح بن سید عبدالغنی بن سید جلیل بن خیرالدین بن سید ضیاءالدین بن سید داؤد بن سید عبدالجلیل رومی بن سید اسماعیل بن حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن علی المرتضےٰ رضوان اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین انکے باپ زین العابدین عرب سے بسبب کسی تفرقہ کے ہند مین آئے اور بمقام کہرسی کوٹ علاقہ ملتان مقیم ہوئے چونکہ مرد عابد و زاہد و شب بیدار نیک رو نیک خو تھے اوس گانوٗن کے مقدم مسمی امیرا نے اپنی لڑکی بی بی عائشہ انکے نکاح مین دیدی اوسکے بطن سے حضرت سید احمد ولی مادرزاد پیدا ہوئے جب بڑے ہوئے اور باپ مرگیا تو انکی بزرگی کا شہرہ جہان مین ہوا اور لوگ جوق جوق قدمبوس ہونے لگے تو برادران خالہ زاد کو جنکے ساتھ یہ نصف گانون کے مالک تھے حسد ہوا اور طرح طرح سے اذیت پہونچانے لگے اس واسطے حضرت نے وطن سے ہجرت کی اور بغداد مین جاکر حضرت غوث الاعظم و شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی و شیخ مودود چشتی کی خدمت مین حاضر ہوکر فیض باطنی پایا اور کامل ہوکر واپس ہند کو آئے پنجاب مین ہوکر جنیدی بمقام دھونکل سلونت کی پیر کہرسی کوٹ مین آئے صوبہ ملتان نے اپنی لڑکی ان کے نکاح مین دی اوس سے ایک بیٹا سراج الدین نام پیدا ہوا جب اس قدر عزت حضرت کی بظاہر و باطن بڑھ گئی تو وہی حاسد اس ارادہ مین ہوئے کہ حضرت کو قتل کردین یہ خبر حضرت کو ہوگئی تو بنظر رفع فساد آپ مع بھائی عبدالغنی و زوجہ و سراج الدین پسر خورد سال گانون سے پوشیدہ نکل آئے اور زیر دامان کوہ جہان اب موضع نگاہا آباد ہے اور روضہ بھی حضرت کا اوسی مقام پر ہے آکر عین ویرانے بے آب مین خیمہ برپا کیا اللہ تعالےٰ نے انکے قدم کی برکت سے وہان ریگستان مین سے پانی کا چشمہ جاری کردیا جو اب تک ہے پیچھے انکے جب حاسد بھائیون نے خبر پائی کہ وہ چلے گئے تو متفق ہوکر انکے پیچھے سوار ہوئے اور اوس مقام پر آکر حضرت کو مع لواحقین شہید کردیا یہ واقعہ سنہ پانسو ستر ہجری مین واقع ہوا ✤✤

قطعہ تاریخ

سید و سرور و سخی احمد — بود در ملک سروری والی
رفت چون از جہان بخلد برین — شد زمین از وجود او خالی
سالِ تاریخ وصلِ آن سرور — گفت سرور کہ سرورِ عالی ٥٦٦

سید حسین زنجانی لاہوری قدس سرہٗ

قدیمی بزرگون مین یہ بزرگ صاحب ہدایت وارشاد وزہد وتقویٰ وشرافت ونجابت وسیادت سے شجرہ انکا حضرت جنید بغدادی کے ساتھ ملتا ہے سید یعقوب زنجانی کے ساتھ یہ لاہور مین آئے اور ہنگامہ مشیخت گرم کیا تمام عمر ہدایت خلق مین گذرائی آخر سال چھ سو ہجری مین وفات کی

سید احمد توختہ ترمزی لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ اول شہر ترمز کے رہنے والے تھے وہان سے باشارہ غیبی ہندوستان کو روانہ ہوئے جب شہر کیچ مقران مین پہونچے بی بی حاج وتاج دو لڑکیان اپنے ہمراہ رکھتے تھے چنانچہ ایک لڑکی بی بی حاج کا نکاح شاہزادہ بہاؤالدین بن سلطان قطب الدین قریشی ہنکاری کے ساتھ کیا وہان سے لاہور مین آکر سکونت پذیر ہوئے اور بی بی تاج کا نکاح شاہ زید اپنے برادرزادے کے ساتھ کیا اور چار لڑکیان باقیماندہ بی بی حور بی بی نور بی بی گوہر و بی بی شہباز جو نہایت عابدہ و زاہدہ ورابعہ عصر تھین ناکتخدا فوت ہوگئین یہ بزرگ سید حسینی تھے شجرہ انکا اسطرح درج کتب ہے کہ سید احمد بن سید علی بن حسین ثانی بن سید حسین محمد مدنی بن سید شاہ ناصر بن سید موسےٰ بن سید علی بن امام علی اصغر بن امام زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ شرافت و ولایت وکرامت انکی مشہور تھی اور توسل خاندان جنید سے تھا وفات حضرت کی سنہ چھسو دو ہجری مین ہوئی اور مرشد پنجاب ٦٠٢ مادہ تاریخ ہے اور مزار گوہربار اندرون شہر لاہور محلہ چہل بی بیان طویلہ حضرت غلام محی الدین کے زیارتگاہ خلق اللہ ہے

سید یعقوب المخاطب صدر دیوان زنجانی لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ لاہور کے بزرگون مین سے جامع علوم ظاہری و باطنی و مجمع شرافت و نجابت سے تھے زنجان سے بارادۂ سیر لاہور مین آکر سکونت پذیر ہوئے ہزارون آدمی طالبان انکی صحبت مین آکر منازل قرب تک پہونچے انکے باپ کا نام سید علی موسوی حسینی زنجانی تھا اونھین کے ہاتھ پر انکی بیعت ہوئی اونکا توسل سلسلۂ شبلویہ کے ساتھ تھا و مسمی طغرل صوبۂ لاہور جو بہرام شاہ غزنوی کی طرف سے لاہور کا حاکم تھا انکا مرید تھا اس سبب سے قبول عظیم انکو حاصل ہوا دولت ظاہری و باطنی کے خزانے بھر گئے اور لنگر تمام جاری ہوا تمام پنجاب مین حضرت کی مشیخت کا آوازہ تھا دور دور سے لوگ حصول ارادت و توسل کے لیے خدمت مین حاضر ہوتے تھے اونھین ایام مین حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری حضرت علی مخدوم گنج بخش ہجویری کے روضۂ مقدس پر چلہ کرنے کے لیے اجمیر سے لاہور آئے تو انھین کے اول و آخر چلہ سے چند روز مہمان ہوئے وفات حضرت کی ۲۴وین ماہ رجب سنہ چھ سو چار ہجری مین واقع ہوئی اور مزار پر انوار شہر لاہور مین زیارت گاہ خلق اللہ ہے

سید شیخ عزیز الدین مکی لاہوری قدس سرہ العزیز

یہ بزرگ سادات عظام و مشایخ کرام و علماے صاحب شریعت و طریقت سے تھے اصل انکا بغداد سے تھا پہلے یہ بغداد سے مکہ شریف کو گئے اور بارہ سال بیت اللہ مین بعبادت حق گذرانی اور شیخ مکی مشہور ہوئے پھر بایماے باطنی ہندوستان کو سفر کیا اور سال پانسو چہتر ہجری مین جب سال سلطان شہاب الدین غوری محاصرہ لاہور کا کیے ہوئے تھا لاہور مین داخل ہوئے خسرو ملک بن خسرو شاہ غزنوی اوسوقت شہر کے اندر محصور تھا جب محاصرہ سے تنگ آیا تو حضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر دعا چاہی حضرت نے بعد مراقبہ و مکاشفہ فرمایا کہ خداوند حقیقی کی جناب سے چھ برس تجھکو اور امان ہے بعد

چھ برس کے خدا کو منظور ہے کہ اب اس ملک مین غوریون کا تسلط ہو جاے پس اوس سال مین شہاب الدین لاہور کے فتح کئے بغیر غزنین کو چلا گیا اور چھ برس کے بعد پھر آیا اور لاہور پر قابض ہوا باتمامہ۔ سلطنت غزنوی بادشاہون کی نیست و نابود ہوگئی وفات حضرت کی سال چھ سو بارہ مین واقع ہوئی اور مزار لاہور مین ہے

سید مٹھہ لاہوری قدس سرہٗ

لاہور کے بزرگون مین سے یہ بزرگ آج تک مرجع خاص و عام ہین حضرت کی بزرگی کا حال زبان زد خرد و کلان ہے ان کے باپ سید جمال الدین خوارزم کی ولایت کے رہنے والے تھے جب خوارزم کی ولایت پر چنگیز خان کا دخل ہوا اور شاہان خوارزم کی سلطنت جڑ سے اوکھڑ گئی اور وہ ملک ویران و برباد ہوگیا تو اونھون نے ہندوستان کا راستہ لیا اور لاہور مین آکر سکونت اختیار کی چونکہ مرد عابد و زاہد و ولی تھے ہزارہا لوگ انکے معتقد ہوگئے سید مٹھہ بھی اوس وقت ہمراہ تھے انھون نے بھی باپ سے تکمیل پائی اور مقتداے زمانہ ہوگئے باپ کے مرنے کے بعد یہ جانشین ہوئے چونکہ شیرین زبان اور خوش خلق نہایت تھے تو سید مٹھہ مشہور ہوگئے کہ میٹھا شیرین کو کہتے ہین ان کا شجرہ نسب باقوال صحیح دریافت ہوا کہ سید مٹھہ بن سید جمال الدین بن سید محمد بن سید کریم الدین بن سید نور الدین بن سید آدم بن سید علی جعفر بن سید محمد بن سید یوسف بن سید محمود بن سید احمد بن سید عبد اللہ اشقری بن جعفر بن سید محمد الجواد بن امام علی رضا بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہم وفات ان کی سال چھ سو اکسٹھ ہجری مین واقع ہوئی اور مزار شہر لاہور کے اندر ہے

موید الدین بلبل شاہ کشمیری قدس سرہٗ

یہ بزرگ کشمیر کے بزرگون سے بزرگ صاحب کمال اہل حال و قال تھے صاحب تواریخ اعظمی

لکھتا ہے کہ نام اصلی انکا شرف الدین تھا انھون نے شہر سری نگر کشمیر مین آکر دین اسلام کو رواج دیا اور اسکی توجہ سے راجہ نرنجن دیو والی کشمیر مسلمان ہوا اور تمام اہلکار اوسکے داخل اسلام ہوئے یہ قصہ اس طرح پر تواریخ اعظمی مین لکھا ہے کہ راجہ نرنجن دیو کو اپنے وقت مین خیال اس بات کا دامنگیر ہوا کہ بعد تحقیقات کامل جو دین حق ہو اوسکو قبول کرے اس ارادہ پر اوس نے ہر ایک دین کے علما و فضلا کشمیر مین طلب کئے اور اونکے آپس مین بحث کرائی مگر بسبب اسکے کہ ہر ایک صاحب ملت اپنے دین کو اچھا کہتا اور وجوہات بیان کرتا تھا تسلی کامل راجہ کی نہوئی آخر ایک روز یہ بات دل مین قایم کی کہ کل علی الصباح جس دین کا آدمی پہلے سب سے میرے روبرو آئیگا اوسکا دین اختیار کرونگا چنانچہ رات کو اسی فکر مین سو رہا جب صبح ہوئی تو اپنے محل پر چڑھا اور باہر کی طرف نظر کی اوسوقت حضرت شیخ موید الدین بلبل شاہ ڈل کے کنارے نماز پڑھ رہے تھے چونکہ پہلے اس سے اوسکی رغبت دین اسلام کی طرف تھی بہت خوش ہوا اور اوسیوقت حضرت کو روبرو بلاکر مشرف باسلام ہوا جب راجہ مسلمان ہو گیا تو اکثر اوسکے امرا بھی مسلمان ہو گئے اور نور اسلام کشمیر کی سرزمین پر روشن ہوا راجہ نے انکی خاطر کشمیر مین ایک کلان خانقاہ تعمیر کیا جس مین حضرت سکونت رکھتے تھے ایک مسجد عالیشان حضرت نے خود تعمیر کی اور تمام عمر ہدایت و ارشاد طالبان حق مین مصروف رہے آخر سال سات سو ستائیس ہجری مین فوت ہوئے اور شہر کشمیر مین مدفون ہوئے مکان مسکن و مدفن ان کا اب تک لنگر بلبل شاہ مشہور ہے

شیخ سید ابو اسحاق گازرونی المشہور میران بادشاہ لاہوری

لاہور کے قدیمی بزرگون مین سے یہ بزرگ بڑے بزرگ مشہور ہین اصل ان کا شہر گازرون سے تھا اور شیخ اوحد الدین اصفہانی کے مرید تھے وہان سے بطریق سیر ہند مین آئے اور لاہور مین سکونت اختیار کی ہزارہا طالبان حق انکے حلقۂ ارادت مین آئے اور مدت العمر تکمیل و تربیت طالبان مین مصروف رہے آخر سال سات سو چھیاسی ہجری مین

فوت ہوئے لاہور کے اندر مدفون ہوئے جب علم الدین حکیم المشہور نواب وزیر خان نے جامع مسجد اوس جگہ تعمیر کی تو آپکے مزار کو مسجد کے صحن کے اندر ایک تہ خانہ بنا دیا رکھا جو اب تک زیارت گاہ خلق ہے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم انکی تاریخ وفات ہے

شیخ نور الدین ولی کشمیری قدس سرہٗ

یہ بزرگ کشمیر کے بزرگون مین سے جامع علوم ظاہری و باطنی مظہر تجلیات صوری و معنوی زہد مین طاق ریاضت مین یگانہ آفاق تیس برس کی عمر مین انکو شوق حق دامنگیر ہوا تو بارہ سال تک بحالت تنہائی بے خور و خواب ویرانہ جنگل مین رہے جب بھوک غالب ہوتی تو تھوڑی سی کاسنی کی پتی کھا لیتے پھر بارہ سال تک روزمرہ خوراک آپ کی ایک کاسہ دودھ کا تھا پھر وہ بھی ترک کر دیا اور اڑھائی برس تک غلہ جو تھوڑا سا جوش دیکر اوسکا پانی خوراک رکھا غرض چھبیس سال تک حضرت نے روٹی نہ کھائی اور زہد و عبادت و ریاضت مین کامل ہوئے پھر جب سید میر محمد بن سید علی ہمدانی کشمیر مین آئے تو اونکی خدمت مین جا کر بیعت کی اور صاحب طریقت ہوئے پھر جب میر محمد ہمدانی حج کو تشریف لے گئے تو شاہ نور الدین بخدمت میر سید حسین سامانی و شیخ بہاء الدین و شیخ سلطان بکھلی و بابا حاجی ادھم کشمیری کے حاضر ہو کر کامل فائدہ حاصل کیا اور قطب الآفاق خطاب پایا اور [illegible] شیخ عظیم الشان کرامات [illegible] نور الدین مادرزاد ولی تھے جب یہ اپنی ماں کے بطن مین تھے رجال الغیب انکی والدہ کے پاس آ کر سلام کہتے اور بی بی للہ دی جو ایک عورت عارفہ کشمیر تھی اوسنے بھی انکی والدہ کے پاس آ کر خبر دی کہ خداوند تعالے عنقریب تیرے گھر ایک ایسا فرزند پیدا کریگا جو قطب وقت ہوگا ولادت حضرت کی سنہ سات سو [illegible] اور وفات سال آٹھ سو بیالیس مین واقع ہوئی اور روضہ منورہ ملک کشمیر مین زیارت گاہ خلق اللہ ہے اور خلفا انکے بابا زین الدین و بابا بام الدین و لطیف الدین و بابا نصیب الدین و بابا نصیر الدین و قیام الدین انکے بعد صاحب ارشاد مرشد ہوئے قطعہ تاریخ

چو نور الدین ولی والی کشمیر
ز دنیا گشت اندر پردہ مستور
نوشتم طرفہ سال ارتحالش
بی باصفا نور علی نور ۸۴۲

شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ

یہ بزرگ علم سے بڑے متبحر دہلوی سے تھے انکے ذکر خیر سے کتابین بھری ہوئی ہین خداوند حقیقی نے انکو علوم ظاہری و باطنی سے کامل بہرہ بخشا تھا ان کو بخدمت جناب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اویسی نسبت تھی اور بیعت خدمت سید جمال الدین ابو حسن موسی پاک شہید گیلانی ملتانی خلف الصدق قدوہ سادات کرام زبدہ مشایخ عظام جامع سیادت و نجابت شیخ سید حامد گیلانی سے تھے اونکی وفات کے بعد پھر یہ شیخ عبد الوہاب خلیفہ شیخ علی متقی کی خدمت مین حاضر ہوئے اور فیض پایا اور خرقہ تبرک حاصل کیا شیخ عبد الحق کو ہر ایک علم مین کمال حاصل تھا خصوصًا علم حدیث و تفسیر مین وہ کمال تھا کہ اپنے وقت مین ثانی نہین رکھتے تھے ان کی تصانیف مین سے شرح مشکوۃ عربی و فارسی و کتاب صراط المستقیم و اخبار الاخیار و شرح فتوح الغیب و کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب محبوب و مقبول خاص و عام ہے وفات انکی سال اکہزار اکیاون ہجری مین وقوع مین آئی اور مزار دہلی مین ہے

شیخ عبد الحکیم سیالکوٹی

یہ بزرگ اکابر علما و اعاظم فضلاے پنجاب سے تھا علوم ظاہری و باطنی مین یگانہ الدہر وحید العصر علم حدیث و تفسیر و فقہ مین طاق یگانہ آفاق و صاحب تصانیف اعلی تھا چنانچہ حاشیہ تفسیر بیضاوی و کتاب مشہود و تحشیہ و تکملہ حاشیہ عبد الغفور انکی مشہور تصانیف مین سے ہے اور کتاب غنیۃ الطالبین مصنفہ حضرت غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی کا ترجمہ بھی فارسی مین اپنے حسب الایماے حضرت شاہ بلاول لاہوری کے لکھا ہے اس بزرگ کو شاہان چغتائی کے دربار مین بڑی توقیر حاصل تھی اور بادشاہ کی اجازت سے اس نے

لاہور مین درس جاری کیا اسکا لکھا ہوا فتوی کل علماے ہند کو منظور ہوتا تھا اس نے فیض باطنی بھی بہت سے مشایخ طریقت سے پایا اور شیخ احمد مجدد الف ثانی بھی اسکے حال پر بہت مہربان تھے اور اُنھون نے بھی اوسکو بخطاب آفتاب پنجاب مخاطب کیا تھا وفات اُنکی باقوال صحیح سال اکہزار اڑسٹھ ہجری مین واقع ہوئی

حکیم سرمد دہلوی مقتول قدس سرہٗ

یہ بزرگ صاحب جذب وسکر و مستی و استغراق و عشق و محبت تھا پہلے یہودی مشرب تھا کتاب توریت کمال شوق سے پڑہا کرتا اسکے بعد مشرف باسلام ہوا اور علوم ظاہری مین تحصیل کی دہلی مین بعلم و ہنر اس نے اشتہار پایا اچانک حضرت عشق اُسکے حال پر متوجہ ہوئے اور یہ ایک ہندو بچہ پر عاشق ہوا مدت تک اوسکے عشق کے دام مین مبتلا رہا اسکے بعد بحکم المجاز قنطرۃ الحقیقۃ معشوق حقیقی کے عشق مین ایسا محو ہوا کہ دوئی کی گنجایش عاشق و معشوق مین نرہی اور یہ بیخود و بیہوش سر و پا برہنہ مکشوف العورت کبھی بازارون مین پھرا کرتا اور کبھی ویرانہ جنگل کو نکل جاتا ہوتے ہوتے یہ حالت طاری ہوئی کہ من خدایم من خدایم من خدا برملا کہنے لگا جب یہ بات علماے وقت کو معلوم ہوئی سب نے باتفاق اسکے قتل کا فتوے لکھا اور اورنگ زیب عالمگیر کی خدمت مین حاضر ہوکر اسکے قتل کی اجازت چاہی چنانچہ یہ بادشاہ کے حکم سے سنہ اکہزار ستر ہجری مین قتل ہوا اور قبر دہلی مین ہے

سید ابو تراب المعروف بشاہ گدا حسینی شطاری لاہوری قدس اللہ سرہ

یہ بزرگ اول شیراز مین رہتا تھا وہان سے بطلب حق ہندوستان کو آیا اور بمقام گجرات شیخ وجیہ الدین گجراتی کی خدمت مین حاضر ہوکر تکمیل پائی جب وجیہ الدین فوت ہوگئے تو لاہور مین آکر سکونت اختیار کی شجرہ نسب انکا یہ ہے کہ سید ابو تراب شاہ گدا ابن سید نجیب الدین بن شمس الدین بن اسد الدین بن زین الدین بن یونس بن عبد الوہاب بن عبد الباری بن عبد البرکات بن انور علی بن عبد اللطیف

بن محمد شریف بن ابو المظفر بن عبد الباقی بن ابو الحسن بن عبد العزیز شیرازی بن عبد اللہ بن محمد امین بن قدرت اللہ بن سید موسی بن مسعود بن صادق بن احمد بن سید باقر حسین بن زید بن جعفر بن محمود بن ہارون بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور شجرۂ پیران عظام یہ ہے کہ سید ابو تراب مرید و خلیفہ شیخ وجیہ الدین گجراتی اور وہ مرید سید محمد غوث گوالیاری اور وہ مرید شیخ صفو حاجی اور وہ مرید شیخ ابو الفتح المشہور ہدایت اللہ سرمست اور وہ مرید شیخ قاذن اور وہ مرید شیخ عبد الوہاب اور وہ مرید شیخ عبد الرؤف اور وہ مرید شیخ محمود اور وہ مرید شیخ عبد الغفار اور وہ مرید شیخ محمد اور وہ مرید شیخ عبد الرحیم اور وہ مرید سید ابو بکر تاج الدین اور وہ مرید اپنے والد ماجد غوث الاعظم محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ وفات حضرت کی چودھوین شوال سال ایکہزار اکہتر ہجری مین واقع ہوئی چھ خلیفہ کامل شاہ گدا کے تھے اول قاضی محمد لاہوری دوم شیخ فاضل سوم شاہ جمال چہارم لعل گدا پنجم احمد گدا ششم شہباز گدا

خواجہ ایوب قریشی لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ اپنے وقت مین مرد صاحب کشف و تصرف و کرامت و زہد و ورع و تقوی جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے انکی تصانیف مین سے مثنوی مخزن عشق و شرح مثنوی مولانائے روم ہے جسکو شرح ایوبی کہتے ہین اس کتاب مین حضرت نے حق شرح کا ادا کر دیا ہے صوری و معنوی معانی مثنوی کے اچھے طرح بیان کیے ہین سلسلۂ عالیہ سہروردیہ مین خواجہ ایوب مرید و شاگرد مفتی حافظ محمد تقی اور داماد مفتی حافظ محمد تقی کے تھے اور مفتی محمد تقی پانچوین جد مولف کتاب ہذا کے ہین اسطرح پر کہ مفتی غلام سرور مولف کتاب بن مفتی غلام محمد بن حافظ رحیم اللہ بن حافظ رحمت اللہ بن مفتی حافظ محمد تقی اور نقل ہے کہ ایک روز ایک شاگرد خواجہ ایوب کی خدمت مین سبق مثنوی شریف کا پڑھ رہا تھا ایک بیت کے معانی حضرت کے سمجھانے سے اوسکی سمجھ مین نہ آئے

رات کو اوسکے خواب مین مولانا جلال الدین رومی آئے اور فرمایا کہ خواجہ ایوب کو اویسی ہماری روحانیت سے پہونچا ہے جو وہ فرماتے ہین صحیح ہین وہی منشاء ہمارا ہے اور نقل ہے کہ جب ارادہ خواجہ ایوب کا مثنوی کی شرح لکھنے کے لیے مصمم ہوا تو کتاب مثنوی ہاتھ مین لیکر اجازت مولانا سے چاہی اور کتاب کھولی صفحہ کے سر پر یہ شعر لکھی دیکھی

مثنوی ای ضیاء الحق حسام الدین بیا　　اے صقال روح و سلطان ہدا
مثنوی را شرح با مشروح دہ　　صورت امثال او را روح دہ ✤

جب یہ اجازت مولانا سے حاصل ہوئی تو کمر ہمت تحریر شرح پر باندھ لے اور کئے سال مین ختم کی قطعہ تاریخ اختتام کتاب شرح مصنفہ خواجہ ایوب نے اس طرح پر لکھا ہے ✤ ۔

قطعہ یافت شرح مثنوی معنوی　　خلعت اتمام از لطف خدا ✤
گفت تاریخش بگو سن دل بشنو　　طرفہ شرح مثنوی جان فزا

وفات خواجہ ایوب کی جمعرات کے روز اکیسوین جمادی الثانی سال ایکہزار ایکسو چھپن ہجری مین ہوئی اور مزار لاہور مین ہے

شیخ فتح شاہ شطاری لاہوری قدس سرہ

شاہ لطیف برہان پوری کے خلفا مین سے یہ بزرگ صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند تھا شجرہ اسکا بچند واسطہ درمیانی حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری کے ساتھ ملتا ہے اس طرح پر کہ شیخ فتح شاہ مرید و خلیفہ شاہ لطیف برہان پوری اور وہ مرید شیخ برہان ستر الٰہی اور مرید شیخ عیسی زندہ دل اور وہ مرید شیخ وجیہ الدین گجراتی اور وہ مرید شیخ محمد غوث گوالیاری سات برس کی عمر مین پدر عالیقدر نے اوسکو شاہ لطیف کی خدمت مین حاضر کیا اور اوسنے خوردسالی کے عمر مین پیر روشن ضمیر کی خدمت مین تربیت و تکمیل پائی وبسبب غایت جذب و استغراق بخطاب فتح شاہ سرمست مخاطب ہوا بعد تکمیل لاہور کو مامور ہوا اور تمام عمر لاہور مین بکار ہدایت و ارشاد معروف رہا ایک مرتبہ دریائی راوی مین اتنی طغیانی ہوئی کہ شہر کے اندر پانی آگیا سو اہل لاہور نے حضرت کی خدمت مین آکر دعا چاہی

حضرت نے ایک اپنا خادم دریا پر بھیجا اور فرمایا کہ دریا کو جاکر کہدو کہ جدھر سے آیا ہے چلا جا ورنہ قیامت تک خشک کر دیا جائیگا جب یہ پیغام دریا کو پہونچا فی الفور شہر سے دور چلا گیا وفات اس بزرگ کی سنہ ایکہزار ایکسو پچاس ہجری مین واقع ہوئی اور مزار گوہربار لاہور مین ہے

شیخ حاجی محمد سعید لاہوری قدس سرہٗ

یہ بزرگ بزرگان لاہور مین سے صاحب شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت تھے صاحب کتاب تشریف الشرفا فرماتے ہین کہ حاجی محمد سعید کو خلافت قادریہ سید محمود بن سید علی حسینی کروی سے ملا اور بمقام مدینہ منورہ اونسے بیعت ہوئی اور شیخ اشرف لاہوری سے سلسلہ اسکا شاہ محمد غوث گوالیاری کے ساتھ ملتا ہے اور اجازت سلسلہ نقشبندیہ کی انکو حافظ سعد اللہ مجددی سے حاصل تھی شجرہ انکا اس طرح پر بحضرت غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی ملتا ہے کہ شیخ حاجی محمد سعید مرید و خلیفہ سید محمود اور وہ مرید سید جلال الدین اور وہ سید شہاب الدین اور وہ مرید سید جمال الدین اور وہ مرید سید شمس الدین ابو الوفا قادری اور وہ مرید سید شہاب الدین احمد اور وہ سید قاسم اور وہ مرید سید عبد الباسط اور وہ مرید سید بہاؤ الدین العباس اور وہ مرید سید بدر الدین حسن اور وہ مرید سید علاؤ الدین اور وہ مرید سید شرف الدین یحیی تاتاری اور وہ مرید سید ابو صالح نصر اور وہ سید الآفاق عبد الرزاق کے اور مرید اپنے والد بزرگوار حضرت غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی کے نقل ہے کہ جب احمد بادشاہ دُرّانی پہلی مرتبہ لاہور کی تسخیر کو آیا اور صوبہ لاہور نے عند المقابلہ شکست کھائی تو لاہور کے لوگ بخوف غارت بھاگ گئے آخر ساکنان محلہ لکھی و عبد اللہ واڑی جس مین حضرت سکونت رکھتے تھے ان کی خدمت مین آئے اور عرض کی کہ شہر لاہور کے سب لوگ بھاگ گئے ہین اور ہم اب تک اپنے اپنے گھرون مین حضرت کی حمایت کے بھروسے پر بیٹھے ہین فرمایا کہ ہان ہمنے خدا سے مانگا ہے کہ ہماری سکونت کا محلہ غارت سے بچ جاوے تم کھلے دروازے اپنے گھرون مین بیٹھے رہو آخر جب شہر فتح ہوا تو فوج نے کل شہر لوٹ لیا سوا‌ے محلہ لکھی و عبد اللہ واڑی

کے کہ وہ غارت سے بچ گئے سبب یہ ہوا کہ جب بادشاہ شاہدرہ کے مقام پر اوترا تو پوچھا کہ اس شہر مین بزرگ صاحب طریقت کون ہے لوگون نے حضرت کا نام لیا بادشاہ فی الفور باخلاص دل حضرت کی خدمت مین آیا اور بعد زیارت حکم دیا کہ یہ دونو محلے غارت نہون اور چند سوار بادشاہی حفاظت کے لیے مقرر کر دیے نقل ہے کہ جب بعد غارت پنجاب بادشاہ کابل کو چلا گیا تو ایک شخص لاہور کے رہنے والا خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ افغانون نے میرا گھر بار لوٹ لیا اور ایک لڑکی میری کو جو مجھکو بہت عزیز تھی ہمراہ لے گئے اب مجھکو گھر کے لٹ جانے کا تو غم کوئی نہین مگر لڑکی کے جدائی نہایت شاق ہے اگر جناب کی توجہ سے یہ کام میرا ہو جاوے تو تا دم زندگی مشکور و ممنون رہونگا حضرت نے یہ تقریر سنکر فرمایا کہ آنکھین بند کر اوس نے آنکھین بند کرلین ایک دم کے بعد فرمایا کہ کھول دے جب اوسنے کھولین تو لڑکی کو روبرو کھڑے ہوئے دیکھا ایسی حالت مین کہ ایک ہاتھ مین اوسکے چار فلوس تھے اور ایک ہاتھ مین تیل کا برتن تھا عند الدریافت لڑکی نے جواب دیا کہ مین جب غارت ہوکر کابل مین گئی تو جو شخص مجھکو لے گیا تھا اوسنے ایک اور شخص کے پاس مجھکو فروخت کر دیا مشتری نے مجھکو اپنا کنیز بنا لیا اوس وقت مالک نے مجھکو چار پیسے اور تیل کا برتن دیکر حکم دیا تھا کہ بازار سے تیل لے آو سو مین تیل لینے کے لیے باہر نکلی تھی جب بازار مین آئی تو یہ حضرت جو موجود ہین مجھکو ملے اور فرمایا کہ آنکھین بند کرلین آنکھین بند کرلین جب کھولین تو اپنے آپ کو یہان موجود پایا وفات حضرت حاجی محمد سعید کی سنہ ایکہزار ایکسو چھیاسٹھ مین ہوئی اور مزار گوہر بار لاہور مین روبرو نیلا گنبد پشت بازار انار کلی ہے

شیخ میر محمد یعقوب لاہوری قدس سرہ العزیز

بزرگان لاہور مین سے یہ بزرگ عالم اعلم و عامل کامل تھا باہر لاہور کے متصل محلہ سرعزیز مزنگ اس نے اپنا قلعہ علیحدہ بنایا ہوا تھا اور وہان ہی سکونت تھی دعوت اسماے الٰہی کے ذریعہ سے ہر ایک کام مین یہ حاکمانہ حکم دیتا تھا ادنے فیض اسکا یہ تھا کہ جس شخص کو

سانپ یا سگ دیوانہ وغیرہ زہریلا جانور کاٹتا آپ کے دہن کے ملنے سے اچھا ہو جاتا نسبت آبائی اسکی حضرت غوث الاعظم کے ساتھ اس طرح پر ملتی ہے کہ سید یعقوب بن سید محمد زمان بن میر محمد حاجی بن میر صدر الدین بن سید نور الدین بن سید بدر الدین بن سید جعفر بن سید احمد بن سید مومن بن میر حیدر بن شاہ قمیص قادری بن ابی الحیات بن تاج الدین محمود بن بہاؤ الدین محمد بن جلال الدین احمد بن سید علی و جمال الدین قاضی ابو صالح نصر بن سید آرافاق عبد الرزاق بن حضرت غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی اور شجرہ حسبی اور پیری کا اس طرح پر مذکور ہے کہ سید یعقوب مرید و خلیفہ سید فضل علی لاہوری اور وہ مرید شیخ عبد الرحیم جان اللہ اور وہ مرید حاجی محمد سعید لاہوری اور وہ مرید سید محمود کردی کا ہی اس سے اوپر کا شجرہ حاجی محمد سعید لاہوری کے ذکر مین تحریر ہو چکا ہے وفات حضرت کی چہارم محرم سنہ ایکہزار ایکسو ساٹھ مین واقع ہوئی اور مزار متصل موضع مرتنگ کی ہے اس بزرگ کے تین فرزند کامل و مکمل تھے ایک سید محمد یوسف دوسرے میر سید علی تیسرے میر اسماعیل جن سے مدت دراز تک سلسلہ ہدایت و ارشاد کا جاری رہا +

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ العزیز

دہلی کے علما سے یہ بزرگ سر دفتر علماے عظام و فضلاے ذو الکرام تھا علم و فضل و ورع و تقوی مین شان بلند و مدارج ارجمند رکھتا تھا تمام عمر عزیز تعلیم و تدریس مین بسر کی اور تفسیر تمام قرآن مجید کی الموسوم بفتح الرحمان لکھی جو مقبول و منظور خاص و عام ہے وفات انکی سال ایک ہزار ایکسو اسی مین واقع ہوئی اور مزار دہلی مین ہے ++

خواجہ حافظ عبد الخالق اویسی قدس سرہ العزیز

خاندان اویسیہ کے یہ بزرگ موحد ہین اور زمانے فی عشق و محبت و جذب و سکر و شوق و ذوق معروف تھے فیض انکو روحانیت خواجہ اویس قرنی عاشق رسول اللہ صلے

اور انھین کی روح پرفتوح سے تربیت و تکمیل پائی جو کہ آبا و اجداد اس بزرگ کے قدیم سے صاحب علم و فضل چلے آتے تھے ابتدا مین انھون نے بھی قرآن حفظ کیا اور علم پڑھکر عالم متبحر ہوئے من بعد شوق دامنگیر ہوا تو باتفاق سید بھلے شاہ اور گلشیر محمد اپنے بھائی کے بارادہ بیعت بخدمت شیخ عبد الحکیم قادری کے بمقام تلنہ گئے شیخ نے بعد مراقبہ گلشیر محمد کو تو اپنا مرید کر لیا اور سید بھلے شاہ کو کہا کہ تیرے نصیب کا حجرہ شاہ عنایت قادری کے پاس ہے تو بمقام قصور جائیگا تو حصہ پائے گا اور شیخ عبد الخالق کو ارشاد کیا کہ تیرا مرشد و ہادی خود تیرے گھر آکر تیری تکمیل کرے گا تو جا کر اپنے گھر بیٹھ چنانچہ شیخ عبد الخالق اپنے گھر واپس آگئے جب چند روز اس بات کو گذرے تو ایک رات کو شیخ اپنے حجرے مین تنہا بیٹھے ہوئے درود شریف پڑھ رہے تھے کہ ناگاہ ایک شخص ماہ طلعت بزرگ صورت حجرہ مین ظاہر ہوئے اور السلام علیکم کہا شیخ نے جواب سلام دیکر اونکے چہرہ کو دیکھا تو دیکھتے ہی بیہوش ہو گئے تمام رات اور تمام روز بے خود رہے آفتاب کے غروب کے وقت ہوش مین آئے اور درود شریف پڑھنے مین مشغول ہوئے کچھ رات گئی پھر وہی صورت نمودار ہوئی اور بدستور آٹھ پہر بیہوشی رہی تیسری رات جب وہ موقع آیا تو شیخ نے قدم پکڑ لیے اور اسم شریف پوچھا فرمایا کہ ہمارا نام اویس قرنی عاشق رسول ہے ہم تیری تکمیل و تربیت کے واسطے خدا کے حکم سے آئے ہین یہہ فرما کر بیٹھے اور بیعت لیکر توجہ کی اوس وقت بھی حضرت پر بیہوشی طاری ہوئی تین رات تین روز بیہوش رہے چوتھے روز ایک اتفاقاً گانیوالا شخص اوس راہ سے گذرا جب سرود کی آواز حضرت کے کان مین پڑی بدن کو جنبش ہوئی متعلقین نے اوسکو بلا لیا راگ کے سننے سے حضرت وجد مین آئے بعد وجد ہوش مین آگئے اور اپنے آپ کو کامل و مکمل پایا صاحب کتاب لطائف نفیسہ فی فضائل اویسیہ لکھتا ہے کہ شیخ عبد الخالق سرزمین ہانس ستلج دریا کے کنارے رہتے تھے اور جذب و سکر کی یہ حالت تھی کہ جب نماز پر کھڑے ہوتے اور اللہ اکبر کی آواز سنتے بیہوش ہو جاتے اور پھر جب تک گانیوالا نہ گاتا

ہوش مین نہ آتے ہزارون لوگ طالبان عشق و محبت حضرت کے دروازے پر ہجوم رکھتے اور ہزارون منازل قرب تک پہونچ گئے وفات حضرت کی ساتوین ذی الحجہ سال ایکہزار ایکسو پچاسی مین واقع ہوئی اور مزار گوہربار قصبہ مبارک پور متصل بہاولپور مین زیارتگاہ خلق ہے اور حضرت کے تین فرزند ارجمند صاحب مقامات بلند اولیاے کامل تھے ایک خواجہ قطب الدین جو خردسالی کی عمر مین ایک روز سماع مین بیٹھا تھا جب حالت وجد طاری ہوئی تو اللہ اکبر کہکر آسمان کو اوڑ گیا اور ایک لمحہ مین ایسا بلند گیا کہ نظر سے غائب ہوگیا پھر اونکا نشان روے زمین پر ظاہر نہوا دوسرے خواجہ عارف جنکا مزار ابرکی مین ہے تیسرے شیخ محرم جو قصبہ لیہ مین مدفون ہین اور خواجہ محکم الدین الملقب بہ صاحب السیر ان کے خلیفہ تھے

شیخ محکم الدین صاحب السیر اویسی بن حافظ محمد عارف قدس سرہ

یہ بزرگ برادر زادہ حقیقی و مرید خلیفہ شیخ عبد الخالق اویسی کے تھے استغراق و جذب و بیخودی و بیہوشی ان کے مزاج پر بہت غالب تھی تمام روے زمین کی اونھون نے سیر کی ہزارون کرامت و خوارق اس بزرگ سے کتاب لطائف نفسیہ مین مذکور ہین جنکا ذکر موجب طوالت ہے مگر مختصر تحریر ہوتا ہے کہ ایک روز راستے مین چلے جاتے تھے ایک سائل روبرو آیا اور عرض کی کہ میرے گھر دختران ناکدخدا موجود ہین بسبب افلاس کے شادی نہین کرسکتا اگر پانسو روپیہ حضرت عنایت کرین تو میری حاجت روائی ہوسکتی ہے چونکہ حضرت کا وقت اوس وقت خوش تھا عصے سے زمین کو کھود کر پانسو روپیہ کی تھیلی اوسکو دیدی اور چلدیے سائل کو طمع دامنگیر ہوئی اوس تھیلی کو الگ رکھدیا اور زمین کھودنی شروع کی وہان سے ایک اور حبہ نہ نکلا بہت پشیمان ہوا آخر چاہا کہ وہی تھیلی لیکر گھر کو جاے مگر جاکر دیکھا تو اوس تھیلی کو بھی نہ پایا زار زار رونے لگا اور شیخ کے پیچھے دوڑا جب نزدیک پہونچا تو اپنا حال عرض کیا حضرت ہنسے اور فرمایا کہ وہان کوئی خزانہ مدفون نہ تھا یہ تیرے طمع کی تاثیر تھی کہ وہ تھیلی بھی جاتی رہی اب ہم تجکو وہ

تھیلی بھر دیتے ہین چنانچہ پھر اوس مقام سے جہان کھڑے تھے زمین کو کھود کر وہ تھیلی نکال دی غرض کہ اخیر زمانہ مین یہ بزرگ اپنے وقت کے قطب تھے اور شہرت انکی خاص و عام اگرچہ خلفا انکے بیشمار تھے مگر نو کس کامل مکمل خلیفہ تھے اول حافظ محمد الدین دوم محمد سلیم قریشی سیوم شاہ ابو الفتح چہارم خواجہ سلیمان پنجم محمد انور ملتانی ششم اللہ داد ہفتم [illegible] محمد غوث ہشتم دوست محمد نہم حافظ عبد الکریم قدس اللہ سرہم العزیز وفات انکی [illegible] ربیع الثانی سنہ ایکہزار ایکسو ستانوین مین واقع ہوئی و مزار بمقام کوٹ نجیبا متصل بہلول پور ہے

سید عبد الکریم المشہور بہ پیر بھاون شاہ بن شاہ بلاق لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ بارہ کے سادات مین سے تھے سیادت و شرافت و عبادت و ریاضت مین ثانی نہین رکھتے تھے ہر ایک سلسلہ مین سے انکو بہرہ حاصل تھا سلسلہ قادریہ مین [illegible] حضرت میان میر بالا پیر کے ساتھ اس طرح ملتا ہے کہ سید بھاون شاہ مرید شاہ بلاق اور وہ مرید شاہ عبد الرشید لاہوری اور وہ مرید شیخ محسن شاہ اور وہ مرید شیخ محمد ملا شاہ اور وہ مرید حضرت میان میر لاہوری کے اپنے والد بزرگوار کے وفات کے بعد ارشاد پر متمکن ہوئے اور ہنگامہ مشیخت گرم کیا ہزاروں لوگ مرید ہوئے پہلے [illegible] مین جو متصل لاہور جنوب کیطرف ہے سکونت پذیر ہوئے پھر شیخوپورہ کے جنگل [illegible] بارہ برس تک عبادت مین مشغول رہے پھر مقام میرپور جو ایک قصبہ دامن کوہ مین آ رہ گئے اور سکونت اختیار کی قوم ککہ تمام و کمال حضرت کے مرید ہوئے اور خوارق و کرامات بے شمار ان سے سرزد ہوئین چنانچہ ایک مرتبہ صاحب سنگھ بیدی ان کے گانون کے لوٹنے کے ارادے پر آیا لوگ بھاگنے لگے حضرت نے سب کو منع کیا کہ کوئی گانون سے نہ نکلے آخر جس قدر لشکر اوسکا گانون مین داخل ہوا سب کے سب مسلمان ہو گئے باقیماندہ مارے خوف کے گانون مین نہ آئے سال ایکہزار دو سو تیرہ مین حضرت نے وفات پائی اور مقام میرپور مین دفن کئے گئے

مولوی غلام فرید لاہوری قدس سرہ العزیز

لاہور کے فضلا و علما سے یہ بزرگ جامع کمالات ظاہری و باطنی و علم و عمل و ذکر و شغل و ورع و تقوی و صبر و شکر و رضا و تسلیم تھے تمام عمر تدریس طالب علمان و تلقین شائقان حق مین مصروف رہے تمام پنجاب کے لوگون نے اون کی شاگردی کا غاشیہ اپنے سر پر رکھا وفات حضرت کی سال اکہزار دوسو سولہ مین واقع ہوئی اور مزار پر انوار گورستان میانی مین ہے

مفتی رحیم اللہ بن مفتی رحمت اللہ قریشی قدس سرہ

یہ بزرگ جد بزرگوار بندہ غلام سرور مولف کتاب کے تھے آدمی پرہیزگار و متقی و عابد و زاہد تھے دن اور رات سوائے عبادت و ریاضت کے ان کو کچھ کام نہ تھا دولت ظاہری سے انکو کمال نفرت تھی ہمیشہ فقر و فاقہ مین گذرانتے تھے انکا حقیقی بھائی حافظ محمدی اگرچہ صاحب دولت و جاہ تھا اور وہ ہمیشہ ان کو کہتا تھا کہ اونکی شامل ہو کر کار تجارت وغیرہ مین مصروف ہو مگر ان کو سوائے عبادت کوئی کام مالوف نہ تھا طریق ان کا موروثی سہروردیہ تھا طلبا کو اسی طریق مین تلقین دیتے تھے وفات ان کی سال اکہزار دوسو پینتیس مین واقع ہوئی مدفن لاہور مین موجود ہے

شیخ نور احمد المشہور نور حسین قادری قدس سرہ العزیز

اس بزرگ نے خرقہ خلافت شیخ عبد الکریم بھادن شاہ سے پایا اور مقتدائے زمانہ ہوا سکر و جذب اسکی طبیعت پر اس قدر غالب تھی کہ برس برس روز تک ایک مقام بیٹھا رہا جاتا اور اپنے آپ سے محض بے خبر رہتا خوارق و کرامت بیشمار ان سے ظاہر ہوئے چنانچہ ایک مرتبہ دو راس مادہ گاوان کی چور چرا کر لے گئے حضرت نے ارشاد کیا کہ ہماری راسان فلان گانون کے زمیندار چرا لے گئے ہین اونکے پاس جاؤ اور کہو کہ یہ راسان نور حسین کی ہین واپس کر دو خدام جب اونکے پاس گئے اور راسان طلب کین وہ منکر ہوئے اور شیخ کے حق مین گالیان دین اس بات کے سنتے حضرت

غضب مین آئے اور ایک مٹھی گھاس خشک کی ہاتھہ مین لیکر اوس مین پھونکا تو اوسکو آگ لگ اوٹھی وہ جلتی ہوئی گھاس اونکے گانون کی طرف پھینک کر فرمایا کہ ہمنے چورون کی گانون کو جلایا ایسا کہ پھر قیامت تک آباد نہو اوسی وقت چورون کی گانون مین آگ لگ گئی اور تمام و کمال جل گیا وفات انکی سال ایکہزار دو سو چھتیس ہجری مین واقع ہوئی اور اونکے خلیفون مین سے شیخ رسول شاہ ایک مقبول شخص تھا جو اسی سال مین فوت ہوئے ہین

مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ

یہ بزرگ دہلی مین امام المحدثین مقتداے مفسرین جامع علوم حدیث و فقہ و تفسیر و صرف و نحو و منطق و معانی و فروع و اصول سے تھے و عمل و زہد و ورع و تقوی مین مراتب بلند و مقامات ارجمند رکھتے تھے ہزارون لوگ دور و دراز ملکون سے آکر انکی شاگردی سے مشرف ہوئے اور فضیلت کے مراتب تک پہونچے ان کی ذات بابرکات اگر خاتم العلما کہا جاے تو درست و بجا ہے انکی تصانیف بہت ہین چنانچہ کتاب سر الشہادتین و بستان المحدثین و تفسیر فتح العزیز و تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ مقبول خلایق و منظور کافہ انام ہے وفات حضرت کی ایک ہزار دو سو انتالیس ہجری مین واقع ہوئی اور مزار پر انوار دہلی مین ہے

سلطان بالادین اویسی قدس سرہ

یہ بزرگ خواجہ صالح محمد بن عبد الخالق اویسی اپنے والد بزرگوار کے خلیفہ تھے اور ان کے والد نے فیض کامل خواجہ محکم الدین صاحب السیر سے پایا بعد وفات اپنے باپ کے یہ مسند ارشاد پر بیٹھے اور بہت سی خلقت ان کی ارادت مین داخل ہوئی سنہ ایکہزار دو سو اکتالیس مین وفات کی انکے دو فرزند شیخ شہاب الدین و غلام اویس موجود ہین

مولانا عبد القادر بن ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ

یہ بزرگ عالم عامل فقیہ کامل اپنے وقت کا یگانہ تھا خصوصا علم حدیث و تفسیر مین ثانی

نہین رکھتا و بکمال فصاحت و بلاغت ترجمہ تفسیر فتح الرحمان ہندی زبان مین کیا کہ مقبول و مطبوع خاص و عام ہے کسکو اوس پر جاے اعتراض نہین وفات انکی سال ایک ہزار دو سو بیالیس مین واقع ہوئی

میران سید غلام محی الدین قدس سرہ

یہ بزرگ خاندان قادریہ مین مرد عالم و فاضل و عابد و زاہد صاحب ارشاد تھے اول چند مدت سے انکا قیام لاہور مین تھا پھر جب بوقت تشریف آوری احمد شاہ بادشاہ درانی کے بادشاہ نے اس خاندان کی بزرگی کا احوال سنا تو اِن کے چچا بزرگوار سید علی اکبر کو جو اپنے زمانہ کے عالم متبحر و فاضل اجل و طبیب حاذق تھے بہزار التجا اپنے ہمراہ کابل کو لے گیا اوسوقت سید غلام محی الدین بھی سولہ برس کی عمر مین اپنے عم بزرگوار کے ساتھ کابل مین گئے اور چند سال وہان قیام رکھا پھر جب سید علی اکبر بادشاہ سے بہزار مشکل رخصت لیکر وطن کو آئے تو راستہ مین سے راجہ رنجیت دیو والی جمون نے انکو اپنے پاس بلا لیا چچا ان کے وہان ہی فوت ہوئے اور حضرت جمون سے گوجرانوالہ مین آئے مہان سنگھ رنجیت سنگھ کے باپ نے انکی توقیر کی اور چاہا کہ حضرت اوس کی ریاست گاہ مین قیام رکھین مگر اونھون نے منظور نہ کیا اور لاہور مین رونق افروز ہوئے لاہور مین آتے ہی سردار جے سنگھ کہنیہ نے حضرت کو اپنے پاس بلا لیا اور یہ قصبہ مکیریان مین جا کر قیام پذیر ہوئے وہان کے اعتقادمند لوگون نے انکو نہ چھوڑا کہ یہ پھر لاہور مین آوین بلکہ حسب التجاے چودہری آہنجی خان مالک دسوہہ و نوروزخان رئیس سیانی و بعز باش رئیس غلزیان شادی حضرت کی بمقام کوٹلہ خاندان سید معروف منبرداری مین ہو گئی اور مدت تک وہان ہی سکونت رکھی اور اوسی مقام پر ایکہزار دو سو چالیس ہجری مین فوت ہوئے۔

حضرت کے اولاد کی زبانی مذکور ہے کہ جب سید علی اکبر کابل تشریف لے گئے تو علماے شیعہ نے ان کے ساتھ علمی بحث کیا اور ایران سے علما اپنی مدد کو بلائے مگر سب پر غالب آگئے اور بادشاہ نے خوش ہو کر انکو میرزا بہادر کا خطاب دیا اور انعام

اس قدر بخشا کہ یہ مالا مال ہو گئے جب عند البحث علمائے شیعہ عاجز ہو جاتے تو یہ کہتے کہ آرم ملا رفیع را کہ با سید علی اکبر مباحثہ نماید آور ملا رفیع ایک عالم جید ایرانی تھا جو اوسی زمانہ مین مر چکا تھا نیز یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بعد وفات سید علی اکبر کے سید محسن اونکا فرزند جموں سے لاہور کو آنے لگا تو سردار غلام محمد تھیہ جسکی ریاست رسول نگر مین تھی اون کو راستے سے بلا لے گیا جب مہان سنگہ نے رسول نگر پر یورش کی اور ریاست غلام محمد کی برہم و درہم ہو گئی تو سید محسن نے موضع مندران والہ مین قیام کیا اوسکا بیٹا سید علی اصغر اب تک وہان موجود ہے اور سید غلام محی الدین کے پانچ فرزند دلبند ہوئے ایک میران سید غلام غوث دوسرے سید غلام المشہور شاہ صاحب تیسرے سید غلام رسول چوتھے میران حافظ سید محمد شاہ پانچوین میران سید غلام گیلانی یہ پانچون اپنے وقت کے یگانہ تھے شجرۂ نسب انکا حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ سید سلطان محی الدین عبد القادر گیلانی کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ حضرت میران غلام محی الدین بن سید محمد طاہر بن سید عبد الستار بن سید محمد شاکر بن سید محمد آدم بغدادی بن سید اسماعیل بن شاہ یعقوب بن سید موسی بن سید صوفی بن سید بداؤالدین بن سید اسماعیل ثانی بن سید عبد اللہ بن غوث محمد اوچی بن شمس الدین بن سید علی بن شاہ مسعود بن سید احمد بن سید صوفی بن سید نصر بن سید سیف اللہ بن عبد الوہاب بن حضرت محبوب سبحانی شاہ عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہم العزیز۔ قطعۂ تاریخ وفات

چون بخلد برین زدنیا رفت — شاہ عالی غلام محی الدین
گنج فضل و ہنر بگو تاریخ — نیز ہادی غلام محی الدین
۱۲۴۴ — ۱۲۴۴

مولوی غلام رسول فاضل لاہوری قدس سرہ

لاہور کے علما و فضلا مین سے یہ بزرگ جامع علوم شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت تھے تدریس و تلقین مین حضرت اپنا ثانی نہین رکھتے تھے خالق حقیقی نے انکی ذات

بابرکات کو چشمۂ فیض دریاے فضل پیدا کیا تھا کہ پنجاب مین کوئی شخص ان کے وقت مین علماے وقت سے فیض رسانی مین ان کے ہمتا نتھا چار گھڑی رات رہے جب حضرت نمازِ تہجد سے فراغت پاتے تو خاص شاگرد اونکی حضرت مین حاضر ہوتے فجر کی نماز سے اول اول اونکی تعلیم سے فراغت ہوجاتی پھر ایک انبوہ و ہجوم شاگردون کا جمع ہوتا اس قدر کہ مسجد مین سب بیٹھنے کو جگہ نہ ہوتی اور حضرت نہایت محبّت و خلق کے ساتھ ہر ایک کو تعلیم دیتے دوپہر تک یہی حال رہتا پھر طعام تناول فرماکر بقدر ایک ساعت کے قیلولہ کرتے اِتنے عرصہ مین اور طلباء جنکے پڑھنے کا وقت بعد نماز ظہر مقرر ہوتا حاضر ہوتے اور حضرت قیلولہ سے اوٹھکر نماز ظہر پڑھتے اور سبق شروع ہوجاتے اسی طرح پہر رات گئے تک ہنگامۂ تعلیم و تدریس جاری رہتا

شیخ لدھی شاہ موئنہ ساز لاہوری قدس سرہ

لاہور کے متاخرین بزرگون مین سے یہ بزرگ عابد و زاہد و متقّی و خدادوست تھا حصول قوت حلال کے واسطے گھوڑے کی بالون کی چھلنیان بناتا تھا اوس مین سے جو حاصل ہوتا نصف خدا کے نام خیرات کر دیتا قادری خاندان مین اسکی بیعت تھی اکثر لوگ اِس سے روپیہ قرض لیجاتے ہیں اگر وہ شخص از خود روپیہ لیکر آتا تو بعد انکار کے لیتا ورنہ اوس سے کبھی طلب نکرتا وفات اِس کی سال ایکہزار دوسو تین ہجری مین واقع ہوئی اور مزار لاہور مین ہے

مولانا محمد اسحاق دہلوی قدس سرہ

یہ بزرگ مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی کے نواسے تھے علوم حدیث و تفسیر مین یگانۂ آفاق تھے فقہ مین انکا فتوی مقبول خاص و عام تھا وفات انکی سال ایکہزار دوسو باسٹھ ہجری مین واقع ہوئی

سید منور علی شاہ نقشبندی و سہروردی لاہوری قدس سرہ

لاہور کے بزرگون مین سے یہ بزرگ جامع شریعت و طریقت و کشف و کرامت و زہد و ورع و عبادت و ریاضت تھے بیعت اِن کی بخدمت میر عبدالرزاق والد بزرگوار اور اونکی بخدمت میر عبدالرحیم اور اونکی بخدمت میر صدرالدین اور اونکی بخدمت میر حیدر اور اونکی بخدمت بابا نصیب الدین غازی اور اونکی بخدمت بابا داود خاکی اور اونکی بخدمت شیخ حمزہ کشمیری اور اونکی بخدمت شیخ جمال الدین بخاری قدس سرہ سید منور علی سے اور سلاسل کرام سے بھی فائدہ تام حاصل کیا رغبت حضرت کی سلسلہ نقشبندیہ کی طرف زیادہ تھی اور مریدون کو بھی ذکر و شغل بطریق نقشبندیہ عالیہ فرماتے وفات حضرت کی اکہزار دو سو ستہ ہجری مین واقع ہوئی اور مزار چاردیواری شیخ طاہر لاہوری کے اندر ہے اونکے مریدون مین سے سید حسین شاہ بخاری اور فرزند اونکے سید احمد شاہ دونو بزرگ صاحب علم و ریاضت و عبادت لاہور مین موجود ہین۔

مولانا جان محمد فاضل لاہوری قدس سرہٗ

یہ بزرگ اپنے وقت مین یکتاے زمانہ و فرید الدہر تھا تدریس اسکی جاری تھی ہزارون طالب علم خدمت مین حاضر رہتے آٹھوین دن جمعہ کے روز ہنگامہ وعظ و نصیحت گرم ہوتا عمل اُنکا ایسا موثر تھا کہ جس شخص کو زبان سے کسی اسم کا وظیفہ فرما دیتے اپنی مراد کو پہونچ جاتا باطنی تلقین بھی اُنکی جاری تھی تمام عمر ان کی تلقین و تعلیم و تدریس مین گذر گئی اور تمام پنجاب مین نام نیک حاصل کیا لاہور مین جب عملداری انگریزون کی ہوئی تو ایک شخص غلام قادر نام ایک چوری کی تہمت مین ماخوذ ہوا چند گواہ اوسکی برادری کے جو اوسکے جانی دشمن تھے اِس بات پر مستعد ہوئے کہ کسی طرح وہ قید مین چلا جاے آخر پیشی مقدمہ کے روز وہ حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا حضرت نے اپنی اونگلی سے اوسکی پیشانی پر اسم ذات لکھدیا اور فرمایا کہ جاؤ تم کچھ اندیشہ نہین ہے جب وہ عدالت مین گیا حاکم نے فی الفور جرم سے رہا کیا وفات انکی سال اکہزار دو سو اڑستہ ہجری مین واقع ہوئی افسوس کہ اون کی اولاد مین سے کوئی لائق پیدا نہوا اور جو ہوا اوسنے خاندان کی بھی

پرنپال نرکھا مزار ان کا لاہور مین ہے۔

مولوی غلام اللہ فاضل لاہوری قدس سرہ

علما و فضلاے لاہور سے یہ بزرگ اوستاد کامل و مخدوم زمانہ تھے دین و دنیا کا فیض انکے وجود برکت آمود سے جاری ہوا لاکھون آدمیون نے ان کی ذات سے بہر علم و عمل پایا رات دن ان کی اوقات عزیز تدریس و تعلیم مین گذری بعد وفات مولوی غلام رسول ان کے بھائی کے علاقہ تدریس انکے متعلق ہوا اور اونھون نے وہ بڑا کام بکمال دیانت امانت و سعی و کوشش نباہا اور ہر ایک طالب علم سے بکمال خلق و شیرین زبانی پیش آئے گویا غضب و غصہ خالق حقیقی نے ان کے جسم مین پیدا ہی نہین کیا تھا ہر چند طالبعلم بار بار تنگ کرتے مگر اونکی پیشانی پر چین نہ پڑتی پنجاب مین ہر ایک امیر و فقیر ان کے خاندان کے ساتھ دعوی نیازمندی و شاگردی رکھتا ہے سنہ ایکہزار دوسو بہتر مین انکی وفات ہوئی مدفن مقدس لاہور مین ہے اونکی اولاد مین خلیفہ نظام الدین بمبئی مین درس پڑھاتے ہین اور خلیفہ احمد الدین و حمید الدین لاہور مین کار تدریس مین مصروف ہین خدا سلامت باکرامت رکھے احقر المحقر غلام سرور مؤلف کتاب بھی اوسی خاندان کے کمترین شاگردون مین ہے۔

مفتی غلام محمد بن مفتی رحیم اللہ قریشی لاہوری

یہ بزرگ احقر غلام سرور مؤلف کتاب کے والد ماجد تھے نسبت آبائی ان کی حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کے ساتھ ملتی ہے اس طرح پر کہ مفتی غلام محمد بن مفتی رحیم اللہ بن مفتی رحمت اللہ بن مفتی حافظ محمد تقی بن مفتی محمد تقی بن مولانا کمال الدین بن مفتی عبد السمیع بن مولانا عتیق اللہ بن مولانا برہان الدین بن مفتی محمد محمود بن شیخ الاسلام عبد السلام بن شیخ عنایت اللہ بن مولانا کمال الدین بن شیخ مخدوم المشہور میان کلان جو شہر ملتان سے حسب الطلب بادشاہ وقت کے لاہور مین آئے اتنا پر منا ہوئے بن شیخ

شیخ بہاء الدین ۸۰

قطب الدین بن شیخ شہاب الدین بن شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی قدس سرہ یہ سب بزرگ
مذکور العصر علوم ظاہری و باطنی مین طاق و یگانہ آفاق تھے ذکر و شغل انکا طریق آبائی
پر تھا اول سب سے مخدوم میان کلان لاہور مین آکر قیام پذیر ہوئے اور محلہ علاول خان کوہانی مین
بہت سے مکان زر خرید کیے کہ اب تک وہ کوچہ کوٹلی مفتیان کہلاتا ہے جس مین اب بھی
مؤلف کتاب قیام پذیر ہے مفتی غلام محمد میرے باپ عابد و زاہد و شب بیدار طبیب حاذق تھے
تمام روز تدریس و تعلیم و معالجہ مریضان مین مصروف رہتے اور اکثر اوقات قرآن پڑھنے اور لکھنے
مین صرف کرتے رات کو بعد نماز عشا دو ساعت تک استراحت کرکے اوٹھ بیٹھتے اور بعد ادائے
نماز تہجد صبح تک درود شریف کا ذکر ورد زبان رہتا تمام عمر مین کوئی نماز حضرت کی فوت نہوئی
سوائے تین وقت کی نماز کے جو قبل وفات فوت ہوئین وفات حضرت کی سال اکہزار دو سو
چہتر مین واقع ہوئی اور آخری دم تک لب مبارک ذکر الٰہی مین ہلتے رہے اور انگلیان بعینہ
رشتہ تسبیح کے جنبش کرتی رہین حضرت کی چھہ لڑکے اور تین لڑکیان تھین تین لڑکے
اور ایک لڑکی تو خرد سال فوت ہوگئین اور تین لڑکے اور دو لڑکیون نے حضرت کے سایہ
عاطفت مین پرورش پائی ایک مفتی سعید محمد جو سنہ اکہزار دو سو اسی مین فوت ہوئے
اونکی اولاد مفتی چراغ دین و جلال دین اور ایک دختر موجود ہے دوسرے حافظ غلام احمد جو
سنہ اکہزار [illegible] مین فوت ہوئے اون کی اولاد ضیاؤالدین و منعم دین و فصیح الدین
و ضمیر الدین اور ایک دختر موجود ہے تیسرے یہ گنہگار عاصی شرمسار غلام سرور میری اولاد
غلام حیدر و غلام صفدر و غلام اکبر و محمد انور و غلام اصغر اور ایک موجود ہین خدا تعالے انکی عمر دراز
کرے اور دین و دنیا مین بہرہ مند کرے آمین میرے باپ کے برادر حقیقی ایک مفتی غلام محی
جو سنہ اکہزار دو سو ستاسی مین فوت ہوئے اونکا فرزند غلام محی الدین مع اپنے فرزند غلام
یاسین اور ایک لڑکی کے زندہ و حیات ہے خدا سلامت رکھے ایک ہمشیرہ بندہ سے کی اونکی
اولاد سعید علی و برکت علی قریشی موجود ہین اور خود وہ سنہ اکہزار دو سو اٹھاسی مین فوت
ہوگئی اور دوسری ہمشیرہ مع اپنی اولاد فخر الدین و رفیع الدین و امین الدین اور دو لڑکیون کے
موجود ہے خدا زندہ رکھے تاریخ وفات حضرت کی مادہ خورشید دین محمد سے حاصل ہوتی ہے

اور مدفن گورستان بی بی پاکدامنان کی مادۂ تاریخ ہے

شیخ احمد شاہ کشمیری تازہ بلی قدس سرہٗ

یہ بزرگ اس زمانہ کے اولیا مین سے قطب وقت تھے شہر سری نگر کشمیر مین انکی سکونت سلسلہ عالیہ سہروردیہ وقادریہ وچشتیہ ونقشبندیہ مین بیعت ان کی بخدمت آلہ شاہ المشہور اکن سے تھی حضرت دن اور رات عبادت وریاضت و درود وظایف مین مصروف رہتے کوئی وقت بے یاد الہی خالی نہ جاتا جو دینی و دنیاوی جو اونکے دروازے پر جاتا خالی نہ جاتا اپنا نقل ہے کہ ایک کس مسلمان بہ تہمت گاوکشی و عدالت کشمیر مین ماخوذ ہوا اوسکا بھائی حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور اوسکی رہائی کے استدعاے دعا کی اوس وقت میان لالا اون جو ایک مصاحب مہاراجہ جمون کا ہے خدمت مین حاضر تھا حضرت اونکی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ اسکے بھائی کے مقدمے مین سعی کرو اوس نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ہندون کی عملداری مین کس کی طاقت ہے کہ گاوکشی کے مقدمے مین عرض کرے یہ سنکر حضرت متبسم ہوئے اور فرمایا کہ ہم احکم الحاکمین کے دربار مین اوسکی رہائی کے لیے عرض کرینگے چنانچہ وہ ماخوذ اوسی روز مواخذی سے بری ہوگیا وفات حضرت کی سنہ ایکہزار دوسو ستتر مین واقع ہوئی اور مزار کشمیر مین ہے۔

میران سید غلام المشہور شاہ صاحب قدس سرہٗ

یہ بزرگ بھتیجے ہیں سید غلام محی الدین قادری کے تھے ابتداء عمر مین بھی انکا خیال زیادہ تر یاد الہی و عبادت و ریاضت کی طرف تھا اور دنیا دارون سے نفرت تھی عبادت کے سوا اور کوئی شغل ملحوظ خاطر نہ تھا چنانچہ پچاس برس تک حضرت موضع ہرڑو تحصیل ضلع شیخوپورہ مین خلوت نشین رہے اکثر اوقات رات کو جنگل مین نکل جاتے اور رات بھر تنہا مشغول یاد الہی مین مصروف رہتے آخر سنہ ایکہزار دوسو اٹھتر مین وفات پائی اور موضع مسکن اپنے مین مدفون ہوئے ان کے حقیقی بھائی حافظ محمد شاہ تارک الدنیا طالب المولا

عابد زاہد حافظ قرآن شہر امرتسر مین بمقام باغ رامانند تمام زمانہ سے الگ ایک حجرہ مین تنہا رہتے ہین مولف کتاب بھی ان کی زیارت سے بہرہ مند ہوا ہے بیشک بہت خوب آدمی علاوہ حلیم و خلیق و بزرگ ہین اور ایسے زمانہ مین کہ مردان خدا عنقا ہوگئے ہین انکی ذات بابرکات مغتنمات وقت سے ہے۔ قطعۂ تاریخ

چو رفت از جہان در بہشت برین ✣ شہنشاہ اسلام سید غلام ✣
بگو سال وصلش چراغ جمال دگر طالب نام سید غلام ✣

سید غلام غوث قدس سرہ

یہ بزرگ بڑے صاحبزادے سید غلام محی الدین گیلانی کے تھے خداوند تعالی نے اپنے کمال فضل و کرم سے ظاہری و باطنی ان کے نصیب تھے اعتقادمند لوگون کا ہجوم ہمیشہ حضرت کے دروازے پر رہتا تمام زمانہ بادب پیش آتا بڑے بڑے رئیس اور حکام وقت حضرت کے ارشاد کی تعمیل بدل و جان کرتے تھے کمال عزت و حرمت کے ساتھ حضرت نے عمر بسر کی اور ہمیشہ خدا کی عبادت و ریاضت مین مصروف رہے آخر سنہ ایکہزار دوسو اوناسی مین دنیاے فانی سے رہگراے عالم جاودانی ہوئے۔ قطعۂ تاریخ وفات

چونکہ سید غلام غوث ولی ✣ رفت در قرب ایزد متعال
بہر تاریخ آن ولی زمان ✣✣ شہسوار بہشت آمد سال

انکے دو فرزند تھے ایک سید محمد بخش جنکے دو فرزند ہین ایک سید محمد علی شاہ سررشتہ دار محکمہ رکھ پنجاب دوسرے سید علی الحق شاہ ہین جنسے مؤلف کتاب کو بھی نیاز حاصل ہے دوسرے صاحبزادے سید گنج بخش سجادہ نشین سید غلام ہین اونکے تین صاحبزادے ہین ایک شریف حسن دوسرے شریف حسین تیسرے عزیز الحسنین اللہم سلمہم

۴۲

سائین قطب شاہ لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ غلام حسین کا مرید تھا حصول قوت حلال کے واسطے جولاہون کا کام کرتا تھا

اگرچہ حقیر تھا مگر ہرگز طمع نہ رکھتا طبیعت اسکی باطنی عبادت و ریاضت کی طرف بہت مائل تھے کم بولتا اور کم کھاتا اور لوگون سے کم ملتا زبان سے جو کہتا اکثر اوقات وقوع مین آجاتا چنانچہ مؤلف کتاب کے دو فرزند غلام صفدر و اکبر آنکھون کے عارضہ سے سخت بیمار ہوگئے اور بیماری دو سال تک درازی کھینچ گئی آخر ایک دوست کے کہنے سے بندہ ایک آثار قند سیاہ اور ایک پاؤ تیل لیکر حاضر ہوا لڑکون کی حالت دیکھکر حضرت نے افسوس کیا اور دست مبارک اونکے منہ پر پھیر کر کہا کہ اب طبیب کا علاج نہ کرنا یہ کہکر رخصت کیا دوسرے روز لڑکون کی آنکھون سے بہت سی غلاظت بہتی رہی اور یہی حال دوسری رات کو رہا تیسرے روز جب لڑکے صبح کو سوئے ہوئے اوٹھے بالکل تندرست تھے گویا کبھی اونکو آنکھونکا عارضہ نہ تھا یہ حضرت سنہ ایکہزار دو سو نوے ہجری مین فوت ہوئے اور موضع کھوئی میران مین دفنائے گئے

چھٹا چمن مجانین و مجاذیب کے ذکر مین

میان سرنگا مجذوب ہانسوی قدس سرہ

یہ مجذوب شہر ہانسی مین سکونت رکھتا تھا چونکہ شیخ فرید الدین گنجشکر بھی چند سال ہانسی مین قیام پذیر رہے تھے حضرت کی صحبت مین اکثر وہ حاضر رہا کرتا پھر جب خواجہ فرید بعد وفات خواجہ قطب الدین بختیار کے جب خواجہ فرید دہلی مین آئے تو یہ بھی دہلی مین آگیا اور حضرت کے روبرو آکر زار زار رونے لگا اور کہا کہ ہانسی مین مین اکثر اوقات خدمت مین حاضر ہوکر فیضیاب ہوا کرتا تھا اب جو آپ مسند ارشاد و ہدایت پر متمکن ہین بسبب ہجوم خلق کے مجھکو زیارت بھی نصیب نہین ہوتی یہ تقریر مجذوب کی سنکر حضرت متاثر ہوئے اور اوسکی خاطر دہلی چھوڑکر ہانسی کو اوسکے خاطر روانہ ہوگئے سال چھ سو چھیالیس مین اسکی وفات ہوئی ++

سوبھن مجذوب اجودھنی پاک پٹنی قدس سرہ

یہ مجذوب مرد صاحب حال وجذب وسکر تھا پہلے یہ ہندو تھا جب شوق الٰہی دامنگیر ہوا تو بصحبت شیخ علاؤالدین نبیرہ شیخ فریدالدین گنج شکر کے حاضر ہوکر مسلمان ہوا اور مرید ہوکر بہرہ یاب شوق الٰہی ہوا چند روز کے بعد مجذوب ہوگیا عادت اسکی یہ تھی کہ کبھی دو دو تین ماہ کچھ نہین کھاتا اور کبھی چار چار پانچ پانچ سیر طعام کھا جاتا ایک روز اوسکو کسی نے دیکھا کہ چونہ کے انبار کے پاس بیٹھکر چونہ پھانک رہا تھا اوس نے باعث پوچھا تو کہا کہ نفس حریص کا پیٹ نہین بھرتا اسواسطے چاہتا ہون کہ اسکا پیٹ پتھرون سے بھر دون وفات اسکی سنہ سات سو اٹھائیس ہجری مین واقع ہوئی ۞

شیخ الہ دین مجذوب نارنولی قدس سرہ

یہ مجذوب نارنول مین رہتا تھا عادت اسکی یہ تھی کہ کوچہ و بازار مین اکثر پھرا کرتا اور جس جگہ بیٹھ جاتا کئی روز تک وہان سے نہ اوٹھتا ہر وقت اپنے آپ کے ساتھ باتین کیا کرتا کبھی رونے کبھی ہنسنے لگ جاتا پورانی پھٹی گودڑی کے بغیر کچھ نہ پہنتا ہاتھ پاؤن مین لوہے کے حلقے رکھا کرتا خوارق وکرامت اکثر اوقات اس سے ظاہر ہوتے اور جو شخص روبرو جاتا اسکے دل کا حال بات بات مین کہدیتا وفات اسکی بقول صاحب اخبار الاخیار پندرھوین شعبان شب برات کے روز سال نوسو چھیالیس ہجری مین ہوئی اور مجذوب صادق تاریخ وفات ہے

میان معروف مجذوب دہلوی

یہ مجذوب دہلی کا رہنے والا تھا اور خواجہ قطب الدین بختیار کے مزار کے پاس قدیمی گنبد مین جو مقبرہ شیخ برہان الدین بلخی کے پاس ہے رہا کرتا تھا ظاہری علم مین بھی اسکو کمال دخل تھا جب شیرشاہ بادشاہ نے قلعۂ دہلی کو سال نوسو سینتالیس مین ویران کیا تو یہ مجذوب گم ہوگیا نہ معلوم کہان گیا ۞

شیخ حسن بودلہ مجذوب قدس سرہ

یہ شخص دہلی کے ایک امیر کا بیٹا تھا جب مجذوب ہوا تو اکثر سراپا برہنہ پھرا کرتا تمام زمانہ اس کی بزرگی کا قایل تھا اکثر بزرگان وقت نے اسکو خواب مین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین دیکھا اور اکثر لوگ جو مکہ معظمہ سے آتے وہ کہتے کہ ہمنے اسکو مکہ و مدینہ مین دیکھا تھا باوجودیکہ وہ کبھی دہلی سے باہر نگیا تھا سال نوسو چھ سنہ مین اسکی وفات ہوئی اور قبر دہلی مین ہے ٭ ۔

شاہ ابو الغیث بخاری مجذوب قدس سرہ

فرزند دلبند سید حاجی عبد الوہاب بخاری تھا جنکا ذکر خیر خاندان سہروردیہ مین تحریر ہو چکا ہے ایک بزرگ صاحب سکر و جذب و عشق و محبت تھا ابتداء عمر مین جب یہ مدرسہ مین پڑھا کرتا تو اور طالب علمون سے اول سبق پڑھتا اور کہتا کہ خدا جانے مجھپر کون سی حالت آئیگی یہ وقت غنیمت ہے جب تحصیل سے فارغ ہوا تو بجذب جاذب حقیقی مجذوب ہو گیا جذب و سکر کی حالت مین اکثر خوارق و کرامات بے اختیار اس سے سرزد ہوتین ایک روز بہ تقریب عرس انکے گھر مین تمام روز توا گرم رہا اور روٹیان پکتی رہین یہ آہنی توے گرم کے اوپر دونو پاؤن رکھکر کھڑا ہو گیا اور کچھ اثر جلنے کا پاؤن مین ظاہر نہوا سال نوسو سرسٹھ سنہ ۹۶۷ ہجری مین وفات کی ٭ ۔

میان مونگر مجذوب لاہوری قدس سرہ

یہ مجذوب لاہور مین رہتا تھا حالات اسکے عجیب و غریب تھے شیخ حاجی محمد کا قول ہے کہ ایکمرتبہ ہم دہلی سے لاہور مین آئے میان حسن بودلہ مجذوب بھی ہمارے ساتھ چلا آیا جب بازار نخاس مین پہونچے میان مونگر وہان آپہونچا اور حسن کو دیکھکر کہنے لگا کہ تجھکو لاہور سے کیا غرض ہے ابھی چلا جا چنانچہ وہ اسیوقت دہلی کو اوٹھکر چلا گیا سنہ ۹۸۰ مین اس کی وفات ہے ٭ ۔

چیتی شاہ مجذوب کشمیری قدس سرہ العزیز

یہ مجذوب صاحب کشف و کرامت و جذب و سکر کشمیر مین رہتا تھا جو کوئی اوس کے روبرو جاتا فی الفور اوس کے مافی الضمیر سے خبر دیتا شیخ مخدوم حمزہ کشمیری و شیخ بابا داؤد خاکی کی خدمت مین اکثر اوسکی آمد و رفت تھی جب اون کے پاس جاتا شیخ خلوت کرکے اوس سے اسرار الٰہی کی تقریرین کرتے وفات اسکی بقول صاحب تواریخ اعظمی نوسو اکیاسی سنہ ہجری مین واقع ہوئی اور مزار کشمیر مین شیخ ہردی ریشی کے مقبرہ کے اندر ہے * *

شاہ بدیع الدین مجذوب کشمیری المشہور بہ بادی شاہ .

یہ بزرگ سرمست جام محبت و مدہوش شراب عشق تھا بحالت تجرید و تفرید زندگانی کرتا سردی کے موسم مین جب برف برستی تو یہ جنگل مین تمام رات گذرانتا ایسی حالت مین کہ سوائے ایک تہ بند کے کوئی اور کپڑا اوسکے جسم پر نہوتا زبان ترجمان اوسکی سے جو کلمہ نکل جاتا اوسی طرح پر وقوع مین آتا اور باوجود حالت جذب و سکر کے کلمہ ہمہ اوست برملا کہتا علماے کشمیر نے کئی مرتبہ اوسکے قتل کا فتویٰ لکھا مگر حاکم کشمیر نے بحکم المجنون معذور اوس فتوی پر عمل نہ کیا وفات اوسکی سال نوسو بانوے ہجری مین واقع ہوئی اور مزار پرانوار کشمیر مین ہے ۔

خواجہ داؤد مجذوب کشمیری قدس سرہ

یہ بزرگ کشمیری مجذوبون سے صاحب جذب و استغراق و مستی و بیخودی و بیہوشی تھا کھانے پینے پہننے کی بھی اوسکو چندان حاجت نہ تھی کبھی اوس نے اپنے ارادے سے لقمہ منہ مین نرکھا جب کوئی لقمہ اوٹھا کر اوسکے منہ مین دیتا تو کھا لیتا پہلے یہ چند سال تک خاموش رہا اور کسی سے ہمکلام نہوا جنگل و ویرانے مین اوسکا مقام تھا آخر جب سال ایکہزار چھپن مین کشمیر مین وبا آئی اور ہزارون لوگ مرگئے تو شہر کے لوگ جمع ہوکر بطلب دعا دفع وبا کے اس کے پاس گئے جواب دیا کہ اچھا آئندہ وبا کے صدمے سے کوئی نہ مرے گا سب کے عوض مین ہم ہی مرے جاتے ہین یہ کہکر زمین پر لیٹ گیا اور جان بحق تسلیم کی اوس روز سے کشمیر سے وبا دفع ہوگئی * ۔

شیخ سہٹا مجذوب نوشاہی قدس سرہ العزیز

یہ بزرگ حضرت حاجی محمد نوشاہ گنج بخش کا مرید تھا حالت جذب و استغراق اوس پر ایسے غالب ہوے کہ ہمیشہ ویرانے جنگل مین پھرا کرتا اور وحش وطیور سے ہمکلام ہوتا اور جس شخص پر توجہ کرتا وہ بھی مجذوب ہوجاتا تمام عمر اوسکی اسی حالت مین گذر گئی آخر سال ایکہزار ایک سو پندرہ مین فوت ہوا

سید شاہ عبداللہ مجذوب نوشاہی قدس سرہ

یہ شخص نواب میر مرتضے خان کا بیٹا منصبدار ہفت ہزاری دربار عالمگیری مین تھا جب جاذب حقیقی نے اسکو اپنی محبت کی طرف کھینچا تو اوس کے دل مین ارادہ ترک دنیا کا پیدا ہوا مگر خانگی و بادشاہی تعلق یک قلم اوس سے چھوٹنے محال تھے اس لیے وہ بخدمت شیخ حاجی محمد نوشاہ کے حاضر ہوا اوس وقت حاجی محمد بیمار تھے اور ایک روز اون کی وفات مین باقی تھا حضرت نے اوس کی بیعت قبول کی اور ذکر و شغل کی اجازت دی اُس نے عرض کی کہ میرا ارادہ ترک دنیا کا ہے سو وہ مجھسے عمل مین آنا ممکن نہین ہے سواے اسکے کہ مجذوب ہوجاون حضرت نے جواب دیا کہ تعلق مین بے تعلق رہنا مردون کا کام ہے مجذوب ہونا آسان ہے اس نے نہ مانا اور مجذوب ہونے پر اصرار کیا یہان تک کہ خدا کا واسطہ درمیان لایا ناچار حضرت نے ایک کرتہ جسکو آپ چند روز پہنے ہوئے تھے اوسکو دیا اور کہا کہ اسکو پہن لے بمجرد پہننے کے عالم ملکوت اوس پر منکشف ہوگیا اور ایسی مستی و بیخودی طبیعت پر ظاہر ہوئی کہ دنیا و اہل دنیا سے بے خبر ہوگیا دن رات ویرانہ جنگل مین پھرا کرتا آخر سنہ ۱۱۲۱ھ ایکہزار ایک سو اکنیس ہجری مین وفات کی ✦ —

نانو مجذوب نوشاہی قدس اللہ سرہ

یہ حضرت بزرگ حاجی محمد نوشاہ گنج بخش کا مرید تھا ابتدائے حال مین بیخودی و بیہوشی و

و استغراق کی حالت اس پر طاری ہوئی یہان تک کہ کھانے پینے پہننے کی پروا اسکو نہ تھی ایکمرتبہ اس نے سنا کہ قیامت کے روز تمام خلقت سواے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مرد بے ریش ہونگے یہ سنکر اس نے موچینہ خریدا اور تمام ریش و بروت کے بال اوکھاڑ ڈالے اور کہا کہ جو بات قیامت کو ہونے والی ہے وہ ابھی سے ہو جاے تو بہتر ہے بعد وفات پیر روشن ضمیر کے یہ شخص جنگل کو نکل گیا اور آبادی کا رہنا ترک کیا وہان اس شخص کو قطاع الطریقون نے سال ایکہزار ایکسو سینتیس مین شہید کیا۔

حافظ طاہر مجذوب نوشاہی قدس سرہ

کتاب تذکرہ نوشاہی مین لکھا ہے کہ یہ شخص بعد حفظ قرآن و تحصیل علوم حصول علم باطن کیلیے حضرت ملا شاہ قادری میانمیر بالا پیر کے خلیفہ کے پاس چند سال حاضر رہا مگر وہان اوسکو کچھ بہرہ نہ ملا اور بسبب بے اعتقاد ہوکر اسلام سے بھی برگشتہ ہوگیا رشتہ زنار گردن مین ڈال لیا اور فقراے ہنود مین ملکر جا بجا گدائی کرنے لگا ایک روز اونکا گذر حضرت نوشاہ کے دولت خانے پر ہوا حضرت نے حکم دیا کہ ہر ایک شخص کو غلہ گندم دیدو چنانچہ سب کو ملگیا مگر حافظ طاہر کو کچھ نہ ملا کہ غلہ ختم ہو چکا تھا یہ غلے کے نہ ملنے سے محروم و مایوس ہوکر پھرنے لگا تو حضرت نے اوسکو آواز دی اور کہا کہ حافظ طاہر جلد ہمارے پاس آ کہ حصہ تیرا ہمارے پاس ہے اپنا نام سنکر یہ متعجب ہوا کہ یہ میرے نام سے کیونکر واقف ہین جب پاس آیا تو حضرت نے اپنے خادم کو ارشاد کیا کہ اسکا کرتہ اوتار کر اس کے گلے مین جو زنار ہے توڑ دے اوسنے توڑ دیا بعد مجدداً مسلمان ہوا اور ایک نظر فیض اثر سے اوسکو واصل بحق کیا اوس روز سے حالت جذب و استغراق و بیخودی و بیہوشی طاری رہتی یہانتک کہ سراپا برہنہ جنگل مین پھرا کرتا کسی سے تعلق نرکھتا آخر سال ایکہزار ایکسو چھتیس مین مرگیا —

معصوم شاہ مجذوب لاہوری

یہ مجذوب صاحب جذب و استغراق و بیہوشی و بیخودی جامع خوارق و کرامات تھا ہر کا سینہ دیکھتا

محلہ سیا سٹھہ مین ایک پرانی حویلی کے دروازے مین اس کا قیام تھا آگ ہمیشہ اسکے روبرو روشن رہتی تھی اگرچہ اوس حد کی چوبی دہلیز پر بارہ برس تک اسنے آگ جلائی مگر اوس دہلیز کی لکڑی نہ جلی شیخ وہاب الدین جو راقم الحروف کا ایک دوست تھا اپنی آنکھ کا دیکھا ہوا حال اسطرح پر بیان کرتا تھا کہ ایک روز ایک ہندو عورت بیوہ کسی سے کپڑا کشیدہ نکالنے کے واسطے لائی تھی اتفاقاً ادہر اوسکا معصوم کی قیام گاہ کے آگے سے ہوا معصوم شاہ اوسکو دیکھکر اوٹھ کھڑا ہوا اور وہ کپڑا اوس سے چھین کر آگ مین ڈالدیا چنانچہ جل گیا چونکہ فقیر مجذوب تھا ناچار عورت روتی ہوئی اپنے گھر کو چلی گئی اور یہ حال مسمی نور محمد مقدم محلہ کے آگے بیان کیا وہ عورت کو ساتھ لیکر معصوم شاہ کے پاس آیا اور کہا کہ یا حضرت یہ عورت بیوہ ہے کشیدہ نکالکر اوسکی اجرت حاصل کرکے اپنا گذارہ کرتی ہے آج یہ بیگانہ کپڑا کشیدہ نکالنے کے لیے اجرت پر لائی تھی آپ نے وہ کپڑا جلا دیا اب یہ عاجز اپنی اجرت سے بھی محروم ہوئی از دست قیمت کپڑے کی کپڑے کے مالک کو دینی پڑی یہ نقدیہ کہان سے لائیگی آپ نے یہ ظلم اس عاجز پر کسواسطے کیا یہ بات سنکر معصوم شاہ ہنسا اور آگ کی راکھ دور کرکے وہ کپڑا نیچے سے کشیدہ ہوا ہوا نکالکر عورت کے حوالہ کیا اور کہا کہ مائی ہمکام سے کئی روز مین ہوتا تھا وہ ہمنے ایک دم مین کردیا وفات اسکی سنہ ایکہزار دو سو اکیس ہجری مین واقع ہوئی اور مزار لوہاری دروازے کے باہر ہے

مستقیم شاہ لاہوری فیض پوری مجذوب

یہ شخص قوم کا حجام تھا ایک روز ایک ضعیفہ کی حجامت اوسکے چاہ پر جا کر کر رہا تھا اتفاقاً ایک فقیر وحشی جسکا گذارہ اوس طرف ہوگیا اور اوسکی طرف مخاطب ہوکر بولا کہ اے حجام کیا کام مین پڑا ہے ہمارے ساتھ چل تو بڑے اجر پاسکے مستقیم یہ بات سنکر اوٹھ کھڑا ہوا اور چاہ سے تازہ پانی کھینچ کر اوس فقیر کو پلایا فقیر نے حسب معمول پانی پیا ایک گرم نگاہ سے اسکی طرف دیکھا بمجرد دیکھنے کے مستقیم پر بیہوشی طاری ہوئی فی الفور زمین پر گر پڑا تین دن تک بیہوش رہا پھر جب ہوش مین آیا تارک دنیا ہوکر قصبہ فیض پور مین قیام کیا اور باقی

کی عمر مستی و مجذوبی مین گذرانی خوارق و کرامت اکثر اس سے ظاہر ہوئین سنہ ۱۲۴۰ ایکہزار دوسو چالیس مین اسکی وفات ہوئی اور قبر موضع فیضپور مین ہے

فقیر تاجی شاہ مجذوب لاہوری

یہ شخص ایک فقیر مست و مجذوب تھا کبھی شہر مین اور کبھی جنگل مین پھرا کرتا مستانہ باتین اکثر اسکی زبان سے نکلتی کبھی حاضرین کے روبرو اونکے دل کی باتین بھی بیان کر دیتا لاہور کے لوگ اکثر اسکے معتقد تھے سکھون کی سلطنت کی خرابی کا حال پہلے ہی اس نے بیان کر دیا تھا یعنے جس روز راجہ رنجیت سنگہ مرا تھا اوسی روز کہدیا تھا کہ نو برس اور یہ سلطنت رہیگی پھر پنجاب کے مالک فرنگی ہوجاینگے اور یہ بھی بہت تذکرے مشہور ہین چنانچہ ایک شخص نورا قوم بنجارہ جسکی اولاد زندہ نرہتی تھی اونکے پاس آکر مستدعی دعا کا ہوا فرمایا کہ ابکی تیرے گھر عمر دراز بیٹا ہوگا اوسکا نام نورا رکھنا چنانچہ وہ لڑکا پیدا ہوا اور اب تیس برس کی عمر کو پہونچ گیا ہے مہاراجہ رنجیت سنگہ نے بحالت بیماری و آخری وقت کے انکو بلایا اور اپنی صحت کے لیے عرض کی جواب دیا کہ مرنا سب کے واسطے ہے جس طرح تیرا اور میرا باپ مر گیا ہے تو بھی مرنے والا ہے چندن کی لکڑی تیرے جلانے کے لیے لانی چاہیے یہ سنکر وہ ناامید ہوا جب تاجی شاہ قلعے سے نکلا مہاراجہ رنجیت سنگہ نے جان دیدی آخر سال ایکہزار دوسو اکسٹھ ہجری مین فوت ہوا قبر لاہور مین باہر موچی دروازے کے ہے +

نظام شاہ لاہوری مجذوب

یہ مجذوب صاحب جذب و شوق و ذوق و سکر لاہور کا رہنے والا تھا شہر اور جنگل مین پھرا کرتا تھا شراب کے نشہ مین ہر وقت مستغرق رہتا لوگ اسکے بہت معتقد تھے جو روپیہ لوگ دیتے حاضرین وقت کو تقسیم کر دیتا اسکے خوارق بہت مشہور ہین چنانچہ جس روز راجہ ہیرا سنگہ مہاراجہ دلیپ سنگہ کا وزیر قتل ہوا تھا علی الصباح مسجد محلہ سادھوان مین آیا اور امام مسجد کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ آج عید اضحٰے کا روز ہے ہوائی

پورے لپیٹ کرنے پورے بچھادو لوگ اس بات سے متعجب ہوئے جب پہر دن چڑھا راجہ ہیرا سنگھ بہ بہانۂ شکار بھاگ نکلا سکھوں نے اوسکا تعاقب کرکے اوسکو مار ڈالا اور جواہر سنگھ کو وزیر بنایا اپنی مرگ سے چند سال پہلے اس نے اپنے رہنے کے لیے ایک مکان گورستان میانے میں بنایا وہاں ایک کاٹھ جسمین حکام مجرموں کے پاؤں ڈالکر قفل لگادیتے ہیں تیار رکھا تھا جس پر غصہ ہوتا اوسکو پکڑکر اوسمین قید کردیتا جب ایک دو ساعت گذرتی چھوڑ دیتا ایک روز ایک شخص قوم جوگی مسلمان پر غضبناک ہوا جس نے اوسکے پانی پینے کا گلی کوزہ توڑ ڈالا تھا اور حسب العادت اوسکو بھی کاٹھ مین مقید کیا اور ایک گھڑی کے بعد خود ہی چھوڑ دیا اوس شخص نے ناراض ہوکر استغاثہ اس بات کا بحضور میجر مکگریگر صاحب حاکم ضلع لاہور پیش کیا وہاں سے خدابخش کوتوال پر حکم جاری ہوا کہ مدعاعلیہ کو مع کاٹھ کے حاضر کرے چونکہ اوس روز شنبہ کا دن تھا دوسرے روز یکشنبہ کی تعطیل ہوگئی چونکہ خدابخش کوتوال بھی اوسکا معتقد تھا وہ دوسرے روز خود اوسکے پاس گیا اور کہا کہ آپ کی طلبی صاحب ضلع کی کچہری مین ہے کل آپکو وہاں گرفتار ہوکر جانا ہوگا اور مین نوکر و محکوم سرکار ہون حکم کی تعمیل مین معذور ہون یہ بات سنکر نظام شاہ ہنسا اور کہا کہ مین کل اپنے حاکم کی کچہری مین حاضر ہوتا ہے مجھکو فرنگی کی کچہری مین کون لیجاسکتا ہے پس اوس رات قوالون کو بلاکر تمام رات سماع مین مشغول رہا علی الصباح قوالون کو رخصت کیا اور خود بستر پر استراحت کی اور جان بحق تسلیم کی جب یہ خبر شہر مین مشہور ہوئی ہزارون لوگ جنازہ پر حاضر ہوئے اور بڑی عزت سے دفن کیا وفات نظام شاہ کی سال ۱۲۶۹ ایکہزار دوسو انہتر ہجری مین واقع ہوئی اور قبر گورستان میانے مین ہے

مستان شاہ لاہوری مجذوب

مجذوبان باکمال و مستان اہل حال سے تھا و باوجود بکمال بیزار تھا کسیکے ساتھ اسکی گفتگو تک نہ تھی خورد و نوش و لباس سے کمال استغنا تھا گرما و سرما مین برہنہ بدن پھرا کرتا کسی سے ہمکلام ہوتا البتہ اپنے منہ مین کچھ کہتا رہتا لوگ ہزارون قسم کے کھانے اور لباس و زر نقد اوسکے

روبرو لاکر رکھے وہ نظر توجہ سے اوسکی طرف نہ دیکھتا کوئی کہہ جاتا اور کوئی اوٹھا کرلے جاتا کبھی کسیکو خود اوٹھا کر دیتا کہاروں اور جولاہوں وغیرہ کارخانوں مین جب کبھی گذرتا اونہین کا کام نہایت خوبی کے ساتھ کرنے لگ جاتا جب بھوکھ غالب ہوتی تو درختوں کی پتی کھاکر پیٹ بھر لیتا مہاراجہ رنجیت سنگھ والی پنجاب کو کمال اعتقاد اسکی نسبت تھا ہزاروں روپیہ دیتا مگر یہ نہ لیتا ایک مرتبہ رنجیت سنگھ اپنے ہاتھی پر بٹھلاکر قلعے کو لیے جاتا تھا یہ ہاتھی کے اوپر سے کود پڑا ہزاروں خوارق وکرامات اس سے سرزد ہوئین جنکا تذکرہ مخلوق کی زبان پر ہے جب کوئی اہل حاجت اسکے روبرو جاتا گفتگو مین یہ اوسکے مافی الضمیر کا حال کہدیتا آخر سال ایکہزار دو سو نہتر ہجری مین فوت ہوا قبر لاہور مین ہے

۱۶ جلی شاہ مجذوب لاہوری

یہ شخص سرمست صاحب جذب واستغراق تھا سر پر بہت بھاری پگڑی رکھتا اور زبان سے بہت بولتا اسکا کلام اکثر سمجھا نہین جاتا تھا جب کوئی اسکے روبرو جاتا اوسکی طرف متوجہ ہوتا بعض اوقات لوگون کے دل کا حال برملا بیان کردیتا لاہور کی گلی وبازارون مین اکثر اوسکی گردش تھی کوئی قیام گاہ اوسکا نہ تھا اسی حالت سے اوسکی عمر گذر گئی آخر سنہ ایک ہزار دو سو چھپن مین مرگیا۔

ساتوان حصہ عورات صالحات کے ذکر مین جو پنجاب مین گذر چکی ہین

بی بی حاج بی بی تاج بی بی نور بی بی حور بی بی گوہر بی بی شہباز

خاندان اہل بیت سے یہ بیبیان عقیل بن علی کی پانچ لڑکیان تھین واقعہ کربلا کے وقت یہ شام مین تھین امام حسین علیہ السلام کی آمد سنکر یہ کربلا مین آئین مگر ان کے آنے سے پہلے خاتمہ ہوچکا تھا اس واسطے یہ اپنے ہمراہیون کے ساتھ بخوف خاندان بنی امیہ کے

ہند کو روانہ ہوئین اور لاہور کے باہر آکر قیام کیا بہت انکے قدم کی برکت سے مشرف باسلام ہوئے یہ خبر جب مسمی بسادرا راجہ لاہور کو پہونچی اوسنے اکثر اپنے دربار کے امیراون کی خدمت مین بھیجے اور کہلا بھیجا کہ یہان سے چلی جائین مگر جو شخص جاتا وہان ہی مشرف باسلام ہو کر رہ جاتا آخر راجہ کا بیٹا گیا اوسنے بھی اسلام کا خلعت پہن لیا راجہ نے جب یہ حال سنا کمال غضبناک ہوا اور لشکر کے ساتھ اُن کے قتل پر آمادہ ہو کر چلا جب نزدیک پہونچا تو بیبیون نے خدا کی جناب مین عرض کی کہ ہمکو نامحرمون کی نظر سے بچالے اور پیوند زمین کرلے چنانچہ سب بیبیان مع خدام کے پیوند زمین ہو گئین صرف اوڑھنیون کی پلی قبرون کے نشان کے لیئے باہر رہ گئی راجہ کا بیٹا جسکا نام بعد مسلمان ہونے کے جال رکھا گیا تھا سلامت رہا راجہ اوسکو ساتھ لے گیا اور چاہا کہ وہ اپنے قدیم دین کی طرف عود کرے مگر اوسنے نہ مانا اور حضرات کی مزار پر جاور ہو بیٹھا یہ عام روایت لوگون کی زبانی ہے اور کتاب تحفۃ الواصلین مین بھی یہی مضمون لکھا دیکھا ہے مگر قیاس نہین چاہتا کہ واقعہ کربلا کے وقت یہ عرب سے ہند مین آئی ہون مگر ان حضرات کی بزرگی و پر فیض ہونے مین شک نہین کہ مکان نہایت متبرک ہے اور کتاب تذکرہ حمیدیہ مین جو مضمون مؤلف کی نظر مین گذرا ہے اوسکا لکھنا بھی لطف سے خالی نہین اگرچہ کتاب خزینۃ الاصفیا مؤلفہ بندہ مین درج نہین ہے وہ یہ ہے کہ سید احمد تختہ ترمزی جو لاہور کے بزرگون مین سے قطب یگانہ و غوث زمانہ تھے اونکے پانچ لڑکیان بی بی حاج و بی بی تاج و بی بی نور و بی بی حور و بی بی گوہر و بی بی شہباز تھین اور پانچون عابدہ و زاہدہ و صاحب عبادت و ریاضت تھی جب چنگیز خان مغل سے شہزادہ جلال الدین خوارزمی نے شکست کھائی اور سندھ مین بھاگ آیا تو چنگیز خان کی فوج اوسکی تعاقب مین پنجاب مین داخل ہوئی تمام ملک پنجاب اونھون نے غارت کر لیا شہر لاہور کے لوگ دو مہینے تک اون کے ساتھ لڑتے رہے جب شہر فتح ہوا تو افسر فوج نے حکم دیا کہ شہر کے لوگ سب کے سب قتل ہون بلکہ کوئی ذی جان حیوان بھی جانے نہو چنانچہ ہزارون انسان و حیوان قتل ہوئے اوسوقت یہ پانچون بیبیان شہر کے باہر اپنے صومعہ مین جہان انجلاب رہتا تھا موجود تھین جب مخالفین نے اونکو قتل و غارت کرنا

چاہا

چاہا تو اونھون نے دعا کی کہ الٰہی ہمکو پیوند زمین کرے اور نامحرم مردونکی صورت نہ دکھلا چنانچہ دعا قبول ہوئی اور زمین نے انکو اپنے آپ مین چھپا لیا جب مخالفین دیوار توڑ کر مکانمین گھُسے کوئی ذی جان موجود نہ پایا البتہ زنانے کپڑون کے کنارے زمین کے باہر نظر آئے چند آدمی یہ کرامت دیکھکر مشرف باسلام ہوئے اور اونھون نے مجاوری اس مزار گوہربار کی اختیار کرلی یہ تقریر جو مشہور نہین ہے شاید کوئی اس پر یقین نہ کرے گا مگر عجب نہین ہے کہ ایسا ہوا ہو اور واقعہ غارت وقتل لاہور کا چھ سو چودہ ہجری مین واقع ہوا تھا اور سید احمد توختہ کی وفات سنہ چھ سو دو مین ہوئی تھی*

بی بی سارہ قدس سرہا

یہ بی بی شیخ نظام الدین ابوالموید دہلوی کی والدہ تھی نہایت بزرگ حافظہ وعابدہ وزاہدہ وصائمہ دن اور رات اسکو سوائے عبادت وریاضت کے کوئی کام نہ تھا اخبار الاخیار مین لکھا ہے کہ ایک مرتبہ دہلی مین امساک بارش ہوگیا جب مخلوق نہایت تنگ ہوئی تو شہر کے اکابر ملکر شیخ نظام الدین ابوالموید کی خدمت مین حاضر ہوئے اور چاہا کہ شیخ نزول باران رحمت کے لیے دعا کرین اون کی التجا شیخ نے قبول کی اور ممبر پر چڑھکر ایک پرانا زنانہ کپڑا بغل سے نکالا اور ہاتھ اوٹھا کر دعا کی کہ الٰہی میری والدہ کے پہننے کی یہ اوڑھنی ہے جسکی تمام عمر مین نامحرمون کی نظر سے اوسکو تو نے محفوظ رکھا ہے پس اگر وہ عفیفہ پاکدامنہ ومحفوظہ تھی تو اوسکی پاکدامنی کے طفیل سے اپنی مخلوق کی دعا قبول کر اور باران رحمت برسا بمجرد اس دعا کے ابر آسمان پر نمودار ہوا اور بارش شروع ہوئی اور تمام زمانہ سیراب ہوگیا وفات اس پاکدامنہ کی سنہ چھ سو اڑتیس ہجری مین ہوئی اور مزار پُر انوار دہلی مین متصل مقبرہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے ہے

بی بی فاطمہ سام دہلوی قدس اللہ سرہا

یہ عورات صالحات وقانتات وعارفات شہر دہلی سے تھے سلطان المشایخ اکثر اوقات

اس بی بی کی مزار پر جا کر مشغول بمراقبہ رہتی تھی اور حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر فرماتے تھے کہ بی بی فاطمہ سام بظاہر عورت اور باطن مین مرد ہے اور شیخ نجیب الدین متوکل شیخ فریدالدین کے بھائی کو یہ بی بی اپنا بھائی کہتی تھی کتاب اخبار الاخیار مین بھی تعریف اس بی بی کی بہت لکھی ہے یہ بی بی صاحب علم و فضل و شاعرہ بھی تھی چنانچہ یہ شعر اس بی بی کی تصانیف مین سے ہے شعر

ہر دو طلبی و لے میسر نشود۔	ہم عشق طلب کنی و ہم جان خواہی

وفات اس بی بی کی سنہ چھ سو تینتالیس مین ہوئی اور مزار دہلی مین ہے۔

بی بی قرسم خاتون والدہ فریدالدین گنج شکر قدس سرہا

یہ بی بی عارفہ زمان و مستجاب الدعوات تھی جو کچھ زبان مبارک سے فرما دیتی وہی وقوع مین آجاتا صاحب سیر الاولیا و اخبار الاخیار و معارج الولایت لکھتے ہین کہ جب خواجہ فریدالدین گنج شکر ہانسی سے بمقام اجودھن قیام پذیر ہوئے تو شیخ نجیب الدین متوکل کو اپنے بھائی سے کے لانے کیواسطے ہانسی کو روانہ کیا چنانچہ شیخ نجیب الدین ہانسی کو پہونچے اور والدہ کو ہمراہ لیکر اجودھن کو روانہ ہوئے راستے مین ایک بیابان بے آب مین پہونچے بی بی کو تشنگی معلوم ہوئی اور نجیب الدین کو حکم دیا کہ پانی لائے نجیب الدین پانی کی تلاش کو گئے اور والدہ کو ایک درخت کے سایے مین بٹھلا گئے جب بعد دو ساعت کے پانی لیکر آئے تو اوس درخت کے نیچے والدہ کو موجود نہ پایا تمام جنگل مین تلاش کی مگر کہین سراغ نہ ملا آخر مایوس ہو کر اجودھن کا راستہ لیا اور شیخ فریدالدین کی خدمت مین تمام سرگذشت بیان کی حضرت نے حکم دیا کہ کھانا بہت سا پکوا کر درویشون کو کھلاؤ اور بی بی صاحبہ کے لیے دعاے مغفرت مانگو دو سال کے بعد جب پھر اتفاقاً گذر شیخ نجیب الدین کا اوسی جنگل مین ہوا تو دوبارہ تلاش مین مصروف ہوئے کہ شاید کہین سے اوس معصومہ کے استخوان مل جائین اور کچھ عجب نہین ہے کہ اوسکو کسی جنگلی درندہ نے ہلاک کر ڈالا ہو آخر بعد تلاش ایک مقام سے چند استخوان مشابہ باستخوان انسان اونکو ملے احتیاطاً اونھون نے وہ استخوان

ایک کیسہ مین ڈال لیے اور کیسہ کا منہ مضبوط باندھ لیا جب خواجہ فرید کی خدمت مین حاضر ہوئے تمام حال ظاہر کیا اور کیسہ پیش کیا حضرت نے جب کیسہ کھول کر دیکھا تو خالی پایا کوئی ہڈی اوسمین موجود نہ تھی معلوم ہوا کہ یہ بھی سر اسرار آلہی مین سے تھا واقعہ گم شدگی اس عفیفہ کا سنہ چھ سو تنتالیس ہجری مین واقع ہوا۔

بی بی زلیخا قدس سرہا

یہ بی بی حضرت سلطان المشایخ محبوب آلہی نظام الدین بدایونی دہلوی چشتی کی والدہ نہایت بزرگ و صالحہ صاحب عفت و عصمت عابدہ و زاہدہ تھی حضرت سلطان المشایخ فرماتے تھے کہ جب میری والدہ کو کوئی مہم دینی یا دنیاوی پیش آتی خداوند تعالے اوسکو خواب مین اوسکے انجام سے آگاہ فرما دیتا تھا اور ہر حاجت جو مجھکو پیش آتی والدہ کی قبر پر جا کر مین خدا کی جناب مین دعا کرتا وہ دعا کبھی مسترد نہوئی چنانچہ سلطان قطب الدین مبارک خلجی نے جب میرے برخلاف ہو کر مجھکو اس بات پر مجبور کیا کہ مین ہر چاندرات اوسکے پاس ماہ نو مبارک کہنے کے لیے جایا کرون تو مین والدہ کی قبر پر گیا اور دفع مضرت سلطان کے لیے دعا کی آیندہ چاندرات کو وہ خسرو شاہ اپنے مصاحب کے ہاتھ سے مارا گیا وفات اس بی بی کی سال چھ سو اڑتالیس مین واقع ہوئی اور مزار متصل مقبرہ شیخ نجیب الدین متوکل کے ہے۔

بی بی اولیا قدس سرہا

یہ بی بی پاکدامن دہلی مین رہتی تھی کمال بزرگ و صاحب عبادت تھی صاحب اخبار الاخیار تحریر فرماتے ہین کہ جب یہ بی بی عبادت کے چلہ مین بیٹھتی چالیس عدد لونگ اور ایک لوٹا پانی کا ہمراہ لیجاتی اور حجرہ مین بیٹھکر دروازہ معمور کرا دیتے بعد چالیس روز کے جب نکلتی ہنوز اون چالیس لونگ سے چند لونگ باقی ہوتین سلطان محمد تغلق بادشاہ دہلی اسکا کمال معتقد تھا وفات اس کی سنہ ۶۵۵ چھ سو پچپن ہجری مین واقع ہوئی۔

بی بی راستی قدس سرہا

یہ بی بی زوجہ شیخ صدر الدین عارف بن شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی اور والدہ شیخ رکن الدین ابوالفتح سہروردی کی تھی عابدہ و زاہدہ و حافظہ و متقیہ کہ ہر روز ایک مرتبہ قرآن ختم کرتی اور نسبت ارادت اپنے خسر بہاؤالدین زکریا کے ساتھ رکھتی تھی بہت سی عورات کو فیض نسبت سہروردیہ اسکی ذات بابرکات سے ہوپہنچا وفات اسکی سنہ چھ سو پچانوے ہجری مین واقع ہوئی + ---

عارفہ کاملہ بی بی للہ کشمیری

یہ بی بی صاحب جذب و استغراق و عشق و محبت و زہد و ریاضت خاص شہر سری نگر کشمیر کی رہنے والی تھی والدین اسکے علاقہ راجہ زنجن دیو والی کشمیر کے ساتھ رکھتے تھے جب راجہ بتوجہ حضرت شیخ موید الدین بلبل شاہ مسلمان ہو گیا تو وہ بھی مسلمان ہوکر شیخ بلبل شاہ کی مرید ہوئی شیخ اسکو اپنی لڑکی کہتے تھے جب بالغ ہوئی تو توجہ اسکا دنیا کی طرف کم تھا آخر ایک شخص کے ساتھ اسکی شادی ہوگئی بسبب عدم توجہ کرنے بامور خانہ داری و اشتغال بعبادت و ریاضت اوسکو ہرگز نہین چاہتا تھا ایک روز یہ پانی کا گھڑا بھر کر لیے آتی تھی اور گھڑا اسپر اوٹھائے ہوئے تھی شوہر اوسکا پیچھے سے آیا اور چوب دستی اوسکو ماری وہ گھڑے کو لگی اور گھڑا ٹوٹ گیا خدا کی قدرت سے گھڑے کے ٹکڑے تو زمین پر گر پڑے اور پانی برف کی صورت جم کر اسکی سر پر موجود رہا اوسی طرح یہ گھر مین آئی وہ پانی اپنے اور برتن مین ڈال لیا اور باقیماندہ زمین پر پھینکدیا وہانسے نیا چشمہ جاری ہو گیا یہ حالت دیکھکر خاوند نے آزاد کردیا اور تمام کشمیر کے لوگ اوسکی بزرگی کے معتقد ہوئے لیکن یہ بخاطر جمع عبادت و ریاضت مین مصروف ہوئی تمام رات اور دن ویرانہ جنگل مین پھرا کرتی اور ایسی مجذوب ہوئی کہ عورت تک بھی اوسکو پروا نہ تھی ایک روز یہ برہنہ بازار مین چلی جاتی تھی دور سے دیکھا کہ شیخ بلبل شاہ چلے

جاتے

آتے ہی یون بولی کہ مرد آگیا اور دوڑ کر ایک تنور مین کہ آگ اوس مین روشن تھی جا بیٹھی لوگون نے شور مچایا کہ لل دودی تنور مین پڑ کر جلگئی اتنے مین بلبل شاہ وہان آ پہونچے اور پکار کر کہا کہ لل دودی یہ کیسا شور تو نے مچا رکھا ہے باہر نکل بمجرد سننے اس بات کے پوشاک پہنے ہوئے تنور سے باہر نکل آئی اسکے خوارق وکرامات کے تذکرے اور بھی بہت ہین جنکے اندراج سے خوف طوالت ہے واقعہ اسکی وفات کا اس طرح پر درج تواریخ اعظمی ہے کہ جب آخری وقت اس کا قریب آیا حاضرین کو ارشاد کیا کہ سب کے سب چلے جائین اور اوسکو تنہا چھوڑ جائین چنانچہ سب لوگ وہان سے دور جا ٹھہرے جب تنہا رہگئی تو جسم عنصری اوسکا مانند روح آسمان کو پرواز کر گیا اور طرفۃ العین مین لوگون کی نظر سے غائب ہوگیا اور یہ واقعہ سنہ ۷۵۶ سات سو چھپن مین وقوع مین آیا۔

بی بی فاطمہ سیدہ المشہور بی بی بڑی

یہ بی بی حضرت میران محمد شاہ موج دریا بخاری کی زوجہ اور حضرت سید عبدالقادر ثالث بن سید عبدالوہاب بن سید محمد بالا پیر گیلانی کی لڑکی تھی نہایت بزرگ عابدہ وزاہدہ ومتقیہ وذاکرہ خوارق وکرامات اکثر بے اختیار ان سے سرزد ہوتین ایک روز کا ذکر ہے کہ بی بی صاحبہ نے عصر کی نماز کیواسطے وضو کیا اتفاقاً ردائے مبارک بغل سے نکل کر کیچڑ مین جا پڑی اور پلید ہوگئی بی بی نے اوسکو اوسیوقت دھویا اور چاہا کہ دھوپ مین ڈالکر اوسکو سکھائین چونکہ دھوپ اوسوقت بیر کے درخت کے اوپر کی شاخون پر تھی جو اونکے گھر کے صحن مین تھا بسبب پردہ داریکے بی بی اوپر چڑھ نہ سکین اور درخت کو ارشاد کیا کہ پست ہو جا درخت فی الفور پست ہوگیا اور بی بی نے اوس پر چادر ڈالی تو پھر اونچا ہوگیا اوسوقت میران محمد شاہ خانقاہ کے صحن مین تھے اونہون نے دیکھا کہ بی بی کی چادر درخت کے اوپر سوکھ رہی ہے بی بی خود اس پر چڑھی ہوگی اس بات سے غضبناک ہوکر گھر مین گئے اور حال دریافت کیا بی بی نے تمام حال راست راست کہدیا فرمایا کہ جس طرح پر چادر تو نے درخت پر ڈالی ہے اوسیطرح میرے سامنے اوتارے تو مجھکو یقین آتا ہے بی بی پھر درخت کے روبرو گئی

اور بسیت ہونے کے لئے ارشاد فرمایا درخت فی الفور بسیت ہو گیا اور بی بی نے چادر اوتار لی یہ حال دیکھکر میران محمد شاہ نے پوچھا کہ یہ نعمت تمکو کہان سے ملی کہا کہ یہ دولت موروثی آبائی ہے یہی ہے وفات بی بی کی سنہ ۱۱۰۰ھ ایک ہزار سو ہجری مین واقع ہوئی اور مزار بیرون مزار میران محمد شاہ کے ہے

بی بی جمال خاتون قدس سرہا

یہ بی بی کمال بزرگ کبار عارفات سے تھی اور ترک و تجرید مین رابعۂ وقت نسبت عالیہ سلسلہ قادریہ اوسکو اپنے برادر حقیقی میانمیر بالا پیر لاہوری اور والدہ ماجدہ سے حاصل تھی تمام دن اور رات سوائے عبادت کے اوسکو کچھ کام نہ تھا کتاب سکینۃ الاولیا و سفینۃ الاولیا مین حضرت داراشکوہ نے اس بی بی کا مفصل حال لکھا ہے اور درج کیا ہے کہ حضرت کے گھر مین قریب دو من کے غلہ گندم تھا ایک دن بی بی نے اوس مین ہاتھ ڈالا تو یہ برکت ہوئی کہ ایک سال تک برابر روزمرہ غلہ اوس سے خرچ فقرا و غربا و درویشان خانقاہ وغیرہ وابستگان کی خوراک کے لیے نکلتا رہا گویا کہ وہ دو من غلہ کی سو من بن گیا آخر یہ خبر میانمیر بالا پیر کو ہوئی تو فرمایا کہ اظہار کرامت منع ہے اور خدا روزی دہندہ ہے کیا ضرور ہے کہ اسطرح پر غلہ حاصل کیا جاوے وفات بی بی کی سال اکہزار ہجری مین ہوئی اور مدفن شریف شہر لاہور مین احاطۂ خانقاہ کے اندر واقع ہے۔

۱۰

مائی بھاگی لاہوری قدس سرہا

یہ عورت مجذوبہ و مستانہ لاہور مین رہتی تھی پہلے یہ شراب فروشی کا کام کرتی چونکہ حسینہ و جمیلہ و شکیلہ تھی بہت سے عیاش اس شمع پر پروانہ تھے اوس نے اس پیشے سے بہت سا روپیہ جمع کیا تھا آخر ایک روز ایک مرد خدا ذوالفقار نام آپہونچا اور اس سے پیالہ شراب کا طلب کیا اسنے بھر دیا اوسنے ایک گھونٹ خود پیا اور باقی اوسکو دیکر کہا کہ پی لے بمجرد پینے کے یہ مجذوبہ ہو گئی اور کپڑے پھاڑ ڈالے تمام زیور اوتار کر پھینک دیا گھر کا اسباب تمام

لٹوادیا اور ایک پرانی گودڑی لیکر اکبری دروازے کے پاس ایک میدان مین قیام پذیر ہوئی حالت جذب و استغراق مین جو زبان سے کہتی وقوع مین آتا مہاراجہ رنجیت سنگھ اسکا کمال معتقد تھا اگرچہ یہ اوسکو گالیان دیتی مگر وہ اوسکا پیچھا نچھوڑتا اور گنگا رام پنڈت دہلوی بھی اسکے پاس ہر روز آتا ایک روز اسکی زبان سے نکلا کہ جا دربار مین دیوانی کا کام کر میرے پیچھے کیون پڑا ہے پس ہوئی دیر اوسکو دیوانی کا کام ملگیا آخر عمر مین اس کو عمارت کا بہت شوق تھا اور چند عمارتین بنوائی آخر سال ایکہزار دو سو چھیاسٹھ مین مرگئی

زیارات عالیات موجودہ شہر لاہور

اگرچہ ذکر کرنا اور حال لکھنا ان زیارات کا متعلق نتھا اور ذکر خیر بزرگان دین و مشایخ اہل یقین مین مگر صرف اس لحاظ سے کہ ان زیارات کے حال سے اب تک تھوڑے آدمی واقف تھے اور ان سندی اور سچی زیارات کا ذکر کسیکو معلوم نتھا اس لیے مناسب سمجھا گیا کہ یہ تشریح بھی اس کتاب مین درج کیجاے اور اس فیض خاص کو عام کیا جاے اور واضح رہے کہ یہ زیارات عالیات خاص لاہور مین دو مقام پر رکھی ہین ایک تو قلعہ لاہور کے اندر بحفاظت سرکاری دوسرے خاندان فقیر عزیز الدین و نور الدین مرحوم مغفور کے قبضہ مین رکھی ہین اصل حال ان زیارات کا بادشاہی اسناد کے بموجب ایسا ثابت ہوتا ہے کہ جب امیر تیمور گورگان صاحب قران نے بسال سنہ آٹھ سو تین ہجری مین عرب کے ملک پر یورش کی اور شہر دمشق کو محصرہ مین لیا تو اوس شہر کے علما و فضلا و سادات کرام سب سے تحایف و تبرکات لیکر امیر کی خدمت مین حاضر ہوئے اور امان حاصل کی کچھ تو تبرکات اوس وقت امیر تیمور کو ملی اور باقی ماندہ زیارات و آثار عالیات لیکر وکیل سلطان قسطنطنیہ کا سنہ آٹھ سو پانچ مین بحضور امیر حاضر ہوا اور یہ تمام زیارات تیموری خاندان مین رہگئین آخر جب بابر شاہ دہلی آیا تو وہ ان زیارات کو ساتھ لایا اوس روز سے یہ برابر دہلی مین رہین اور شاہان چغتائی پشت بہ پشت ان پر قابض چلے آئے احمد شاہ محمد شاہ کے بیٹے کے وقت جب دہلی کی سلطنت کمزور ہوگئی اور احمد شاہ

درانی نے کابل سے آکر دہلی پر فتح پائی تو وہ مغلانی بیگم احمد شاہ کی بہن اور محمد شاہ کے بیٹے کی شادی اپنے بیٹے تیمور کے ساتھ کرکر مغلانی بیگم کو کابل لے گیا کابل مین جاکر مغلانی بیگم بیمار ہوگئی اور اوسکی والدہ ملکہ زمانی محمد شاہ بادشاہ کی عورت اپنی بیٹی کی تیمارداری کیواسطے کابل کی سمت کو دہلی سے روانہ ہوئی اوسوقت ملکہ کے ساتھ بہت مال نقد و زیور و اسباب تھا اور یہ کل زیارات بھی اوس نے روانگی کے وقت اپنے ساتھ لے لین تھین کیونکہ اوسکا ارادہ تھا کہ پھر دہلی کی طرف نہ آوے اور جب تک زندہ رہے اپنی بیٹی مغلانی بیگم کے پاس رہے جب کہ ملکہ زمانی بصد حیرت و پشیمانی قلعہ سیالکوٹ کے متصل پہونچی تو سکھان کفن دزد نے کل مال و اموال ملکہ کا غارت کرلیا اور ان زیارات کو ناکارہ مال تصور کرکے چھوڑ گئے بعد اس حیرانی کے ملکہ زمانی راجہ رنجیت دیو والی جمون کے پاس گئی اور چاہا کہ وہان پھر سامان درست کرکے کابل کو روانہ ہووے اتنے مین وہان ملکہ کو بیٹی کے مرجانے اور نعش ہند کی طرف روانہ ہونے کی خبر پہونچی اور وہ چند روز جمون مین ٹھہری رہی جب نعش مغلانی بیگم کی معہ اوسکے کل مال و اموال و جہیز کے سیالکوٹ مین آئی تو گوجر سنگھ وغیرہ سکھون نے ملکہ مردہ کا مال بھی لوٹ لیا اور مردے کے پاس سوائے کفن کے باقی کچھ نہ رہا جب نعش جمون مین گئی تو ملکہ زمانی بسبب کم خرچی و بے سامانی کے سخت حیرانی مین تھی اور راجہ رنجیت دیو نے بھی ہر چند چاہا کہ ملکہ راستے کا خرچ مجھ سے لین مگر منظور نہوا آخر اوس نے ان زیارات کو بعوض اسی ہزار روپے کے ایک سوداگر کے پاس رہن رکھا اور روپیہ لیکر بحفاظت فوج راجہ جمون کے پہاڑ سے اوتری جب قصبہ چٹی کے پاس آئی تو شاہ محمد رضا حاکم چٹھی و چودھری پیر محمد حاکم رسول نگر معہ شیخ سوہند اور غلام محمد پسران خورد سال اپنی ملکہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ حضرت ملکہ وہ زیارات عالیات ہمکو بخش دین ملکہ زمانی براہ مہربانی پچیس ہزار روپیہ ہدیہ سوائے زر رہن کے لینا کرکے اسبات پر راضی ہوئی اور روپیہ لیکر سند عطایات مہر خود اونکو لکھدی اور اجازت دی کہ وہ اسی ہزار روپیہ مرتہن کو دیکر زیارتین لے لین پس شاہ محمد رضا و غلام محمد نے کل زیارات حاصل کرکے آپس مین تقسیم کرلین اور اب وہی تقسیم کی ہوئی زیارتین دو مقام پر رکھی مین جنکا

حال علیحدہ علیحدہ تحریر ہوتا ہے اول حصہ پیر محمد حاکم رسول نگر کا یہ حال ہے کہ یہ زیارتین اوسکے حصہ کی بمقام رسول نگر پیر محمد کے قبضہ مین رہین اوسکے مرنے کے بعد اوسکا بیٹا غلام محمد قابض ہوا اوسکے وقت سنہ ۱۱۹۳ھ مین جب رنجیت سنگہ کے باپ مہان سنگہ نے ستم اٹھاکر غلام محمد کو قید کر لیا اور اوسکے کل پر قابض ہوا تو صرف موضع سنجر اوسکے گذارہ کیواسطے بحال رکھا تو غلام محمد اپنے عیال و اطفال و زیارات کو لیکر موضع سنجر چلا گیا مگر مہان سنگہ نے وہان بھی اوسکو چین نہ دیا اور تھوڑی ہی مدت کے بعد سنجر بھی اوس سے لیکر زیارات بھی چھین لین پھر یہ زیارات گوجرانوالہ کے قلعہ مین لاکر رکھی گئین مہان سنگہ کے مرنے کے بعد ۱۲۱۱ہجری مین جب بادشاہ زمان دُرّانی کابل سے آیا تو رنجیت سنگہ نے خوف کے مارے اچھا اچھا مال واسباب اور یہ زیارتین گوجرانوالہ سے اپنی ساس سداکور کے پاس بقلعہ مکیریان بھیجدین وہان یہ تبرکات ایک بالاخانے مین رکھی گئی اتفاقاً اوس قلعے مین ایک مرتبہ آگ لگ گئی اور تمام قلعہ جل گیا مگر جس بالاخانے مین یہ تبرکات تھی اور اوسکے نیچے منزل مین باروت بھرا ہوا تھا آگ وہان تک پہونچکر خودبخود منطفی ہو گئی اوس روز سے سداکور کو اِن زیارات کی نسبت نہایت اعتقاد پیدا ہوا اور رنجیت سنگہ باوجودیکہ چند باران کے لینے کے واسطے بجد ہوا مگر اوس نے نہ دین جب سخت تاکید ہوئی تو اوس نے یہ زیارات قلعہ مکیریان سے نکلوا کر قلعہ جوندہ کو بھیجدین آخر جب کل سداکور راجہ رنجیت سنگہ نے چھین لیا تو اوس نے یہ زیارات شیر سنگہ اپنے دہوتی رنجیت سنگہ کے بیٹے کو دیدین اور وہ اپنے قتل کے دن تک اپنے پاس رکھتا تھا جب وہ مارا گیا تو راجہ ہیرا سنگہ وزیر نے یہ زیارت اپنی حویلی مین رکھین وہان کوئی ایسی بے احتیاطی ہوئی تو جس قدر موے مبارک نلکیون مین تھے وہ سب گم ہو گئے اور نلکیان خالی رہ گئین جب ہیرا سنگہ مارا گیا تو سردار جواہر سنگہ نے یہ زیارات ہیرا سنگہ کی حویلی سے منگواکر قلعہ لاہور مین رکھین کہ ابتک قلعہ مین موجود ہین دوسرا حصہ اِن زیارات کا جو شاہ محمد رضا چشتی کے پاس تھا اوسکا یہ حال تھا کہ شاہ محمد رضا تا حین حیات اوسپر قابض رہا پھر شیخ سوندہا و شیخ فضل الٰہی و شیخ جیون کے قبضے مین آئین اونکے وقت مین بحکم رنجیت سنگہ فقیر نورالدین مرحوم چشتی کے تسخیر کے واسطے مامور ہوا اونھون نے اطاعت قبول کی اور

حکومت سے دست بردار ہوئے اوس وقت یہ کل زیارات فقیر صاحب مرحوم نے بتنخ جیون و فضل الٰہی سے چند مرتبہ کر کے خرید کین اور سندین دستاویزین لکھا لین

تفصیل زیارات موجودہ قلعہ لاہور

ان زیارات عالیات مین آٹھ تو متعلق بحضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہین۔ اوّل عمامہ مقدس سبز رنگ معہ تاج دست مبارک سے باندھا ہوا دوم جبۂ مبارک برنگ سبز سوم دلق مبارک مخطوط سفید و سرخ چہارم پاجامہ برنگ سفید پنجم نقش قدم شریف بر سنگ برنگ صندلی ششم نعل مبارک چرمی بقدر چاردہ انگشت ہفتم عصائے مبارک چوبی ڈیڈھ گز لمبا ہشتم پرچم علم شریف سفید رنگ آئینہ دار ایک اور زیارات متعلق بجناب علی المرتضےٰ علیہ السلام تین ہین اوّل پہلا سیپارہ قرآن شریف کا حضرت کے دستخطی بخط کوفی لکھا ہوا سفید کاغذ پر دوسرے دستار مبارک معہ تاج حضرت کے ہاتھ کی باندھی ہوئی تیسرے تعویذ صدر و صدر خاص دستخطی جناب کا اور زیارات متعلقہ بفاطمۃ الزہرا والی قیامت بنت النبی علیہا السلام دو ہین اوّل ایک رومال جس پر حضرت بی بی صاحبہ کے ہاتھ کا چکن نکالا ہوا ہے دوسرے ایک جائے نماز اوس پر بھی کشیدہ چکن کا ہے اور زیارات متعلق بجناب امام حسن علیہ السلام دو ہین ایک سورۂ یاسین و سورۂ صافات دستخطی حضرت کے بخط کوفی لکھے ہوئے دوسرے دستار مبارک حضرت کی صندلی رنگ تہ کی ہوئی اور تبرکات متعلق بسید الکونین امام حسین علیہ السلام تین ہین اوّل تیسرا سیپارہ قرآن کا حضرت کے دستخطی لکھا ہوا بخط کوفی و قطع بیاضی و کاغذ سفید دوسرے دستار مبارک ایک تہ کی ہوئی صندلی رنگ تیسرے تاج مبارک صندلی رنگ ایک اور تبرکات متعلق بہ حضرت غوث الاعظم قطب العالم محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی رضی اللہ عنہ تین ہین اوّل دستار نیلی ابریشمی نماتہ کی ہوئی دوسرے رضائی پارچہ قصب مصری کی ابریشمی نما تیسرے جائے نماز دوہری جنگلا برہ سرخ اور سبز زرد رنگ مائل بسرخی ہے اور تبرک متعلق بطاؤس یمنی اویس قرنی صرف ایک دانت حضرت کا ڈبیہ مین رکھا ہوا ہے اور تبرکات متفرق سات عدد ہین ایک

اول صندوقچہ جس مین موے مبارک کی نلیان خالی رکھی ہین دوسرے بیت اللہ کے غلاف کا ٹکڑا برنگ سیاہ تیسرے غلاف روضہ مطہرہ امام حسن و حسین علیہما السلام دو عدد چوتھے غلاف روضہ عالیہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ پانچوین خاک کربلا معلی خون آلودہ ایک ڈبیہ چھٹی نقش نعلین سرور کونین علیہ الصلوۃ والسلام بر کاغذ کہنہ ساتوین غلاف کسی روضہ نامعلوم الاسم کا یہ کل اونتیس زیارتین قلعہ لاہور مین بقبضہ سرکار انگریزی علیحدہ مکانین بحفاظت تمام بہ تحویل منشی غلام محمد تحویلدار رکھے ہین۔

تفصیل زیارات حصہ دوم جو فقیر صاحبونکے خاندان مین موجود ہین

ان کل زیارات عالیات مین سے گیارہ تو متعلق بسرور کائنات خلاصہ موجودات علیہ الصلوۃ ہین اول موے مبارک حضرت کا برنگ سیاہ دوم جُبّہ مبارک تیسرے نقش پنجہ دست مبارک کاے پتھر پر بعمر خوردسالی شق صدر کے وقت کا چوتھے تاج مبارک برنگ سیاہ پانچوین نعل چرمی ایک پاؤن جنکے ساتھ کا دوسرا قلعہ کی زیارات مین ہے چھٹے قدم مبارک پتھر پر ساتوین موے مبارک حنائی رنگ آٹھوین شانہ مبارک نوین الفی دسوین مسواک گیارھوین پانی پینے کا جام اور زیارات متعلقہ بخلیفہ عالی جناب عمرؓ ابن الخطاب رضی اللہ عنہ صرف ایک تسبیح شریف ہے اور زیارات متعلق بعلی المرتضیٰ علیہ السلام پانچ ہین اول موے مبارک دوسرے جُبّہ مبارک تیسرے تاج مبارک چوتھے عصاے مبارک پانچوین پنجہ مبارک پتھر پر اور زیارت متعلق بحضرات فاطمۃ الزہرا خاتون قیامت علیہا السلام صرف ایک رداے مبارک ہے اور تبرکات متعلق بجناب امام حسن علیہ السلام ہفت ہین اول موے مبارک دوم کمربند تیسرے زلف شریف چوتھے اوراق قرآن شریف حضرت کے دستخطی ہرن کے چمڑے پر پانچوین و چھٹے دونون نعلین حضرت کی ساتوین تمام و کمال قرآن شریف حضرت کے ہاتھ کا لکھا ہوا اور زیارات متعلق بجناب امام حسین علیہ السلام چار ہین اول کمربند دوم زلفین مبارک تیسرے قرآن شریف کے اوراق ہرن کے چمڑے پر لکھے ہوے چوتھے تسبیح اور زیارات متعلق با امام زین العابدین ع

رضی اللہ عنہ دو مین ایک قرآن شریف کے اوراق حضرت کے لکھے ہوئے دوسرے فرد علم مبارک حضرت عباس علیہ السلام کا اور تبرکات متعلق بامام جعفر صادق رضی اللہ عنہ صرف ایک کتاب جامع جعفر حضرت کی لکھی ہوئی موجود ہے اور تبرک متعلق ہر دو امام حسن و حسین علیہما السلام دو نو حضرات کی دو نو نعلین جو بکار کھی ہین اور تبرکات متعلق بغوث الارض و السموات محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ پانچ ہین اول حضرت کا موئے مبارک دوم قرآن شریف حضرت کے ہاتھ سے بخط بغدادی لکھا ہوا تیسرے تسبیح چوتھے جانماز پانچوین پانی پینے کا کاسہ علاوہ ان کے متعلق زیارتین سات ہین اول علم مبارک خاص کربلا کے جنگ کا دوسرے تسبیح خاک شفا کی تیسرے ایک ڈبہ خاک کربلا سے بھرا ہوا چوتھے ایک مشجر کبیر اجس پر سورۂ انا فتحنا لکھی ہے پانچوین بیت اللہ کا غلاف روضہ عالیہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتوین غلاف روضۂ عالیہ امام حسن علیہ السلام اور یہ کل بیتالیس زیارات بڑے ایک عالیشان علیحدہ مکان مین جسکو دربار شریف کہتے ہین رکھی ہین اور حافظ و وظیفہ خوان وہان ہمیشہ قرآن و وظائف پڑھنے کے واسطے مامور ہین مکان عالیشان عمدہ بنا ہوا ہے اور ہر ایک زیارت چاندی اور سونے اور پتھر قیمتی کی نلکیون مین بکمال حفاظت رکھی ہوئی ہین فقیر شمس الدین مرحوم مغفور نے بکمال محبت اور شوق کے بہت سا روپیہ خرچ کر کے وہ چاندی سونے کی نلکیان بنوائی ہین خدا اونکی اس سعی جمیلہ کا اجر عاقبت مین بخشے آمین +

حالات بزرگان پنجاب جنکی وفات کا سن و تاریخ بپایۂ ثبوت نہین پہونچا

حضرت سید صوف لاہوری قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار خاص لاہور مین میدان چوک روبروے دروازہ مسجد وزیر خان ہے مکان نہایت پر فیض و پر رعب ہے پہلے حضرت کے مرقد مقدس چاردیواری کے اندر رہتے اب حضرت

محمد سلطان بهشکیه دار نے اوس پر گنبد بنوایا ہے اکثر یہ بات مشہور ہے کہ کوئی شخص چالیس روز برابر اس مزار پر آنے نہین پاتا سوائے اوس شخص کے کہ اوسکے دل کی مراد کا حاصل ہونا تقدیر ربانی مین ہو اور جو شخص محروم ازلی ہوتا ہے اوسکو چلے کے اندر ہی ایسی دہشت دکھلائی دیتی ہے کہ پھر وہ اس مزار پر نہین جاتا ہر ایک مہینے مین چند ارادتمند لوگ یہان جمع ہوکر درود و فاتحہ پڑھتے ہین اگرچہ درست احوال اس بزرگ کا ثابت نہین ہوتا کہ یہ حضرت کب اور کس زمانے مین ہوا مگر رسالہ تحفۃ الواصلین سے اتنا پایا جاتا ہے کہ یہ بزرگ ہم عصر حضرت میران بادشاہ کا تھا اور اسی خیال سے لوگ مشہور کرتے ہین کہ یہ حقیقی بھائی حضرت میران بادشاہ کا ہے شاید ایسا ہی ہو مگر ثبوت جیسے کہ چاہیئے نہین ہے۔

سید سربلند قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار بھی شہر لاہور کے اندر مسجد وزیر خان کے شمال کی طرف طویلہ کلان کے اندر ہی مکان نہایت متبرک و پرفیض ہے ہر سال عرس بھی ہوتا ہے چاردیواری کے اندر مزار پختہ بنا ہوا ہے یہ بزرگ بھی سید تھے اور متقدمین بزرگون مین سے صاحب جذب و تاثیر گذرے ہین اصل زمانہ انکا پایا نہین جاتا کہ کب اور کس زمانے مین ہوئے ہین لوگ انکی نسبت بھی مشہور کرتے ہین کہ میران بادشاہ کے بھائی تھے۔

حضرت پیر ذکی قدس سرہ العزیز

اس بزرگ کا مزار عین دروازہ ذکی کے درمیان ہے اور اسی بزرگ کے نام سے دروازہ شہر کا مشہور ہے تحفۃ الواصلین مین لکھا ہے کہ یہ بزرگ مغلون کی لڑائی مین شہید ہوا تھا حالت زندگی مین بھی قیام اس کا اسی دروازہ کے اندر تھا جب شہر فتح ہوا اور مغل شہر کے اندر آئے تو اس نے کمال جوانمردی کے ساتھ اونکا مقابلہ کیا آخر شہید ہوا جب سر اوتر چکا جسم بے سر بھی کفار کے ساتھ لڑتا رہا حضرت کے سر کی قبر عین دروازے مین ہے اور جسم کی قبر اندر بغچہ کے متصل دروازہ ایک طویلہ مین زیارتگاہ خلق ہے

حضرت پیر بلخی قدس سرہ العزیز

اصلی نام ان کا تحفۃ الواصلین مین تحریر نہین صرف پیر بلخی لکھا ہے مزار ان کا کشمیری بازار کے سر راہ ایک مکان کے اندر پختہ چونہ گچ بنا ہے یہ بزرگ لاہور کے شہدا مین سے ہے جو مغلون کی لڑائی مین قتل ہوئے اصلی وطن انکا شہر بلخ تھا جب بلخ پر تصرف چنگیز خان مغل کا ہوا اور شہر قتل و غارت ہوا تو حضرت وہان سے ہند کو آئے اور لاہور مین آکر قیام کیا جب چنگیزی فوج شہزادہ جلال الدین خوارزمی کی گرفتاری کے لیے لاہور کو آئے اور وہ بھاگ کر دہلی کو چلا گیا تو کفار نے اوس شہر کا محاصرہ کیا مدت تک لڑائی رہی آخر شہر فتح ہوا اور شہر کے اندر پیر بلخی بھی اپنے مریدون و شاگردون کے ساتھ کفار کے نرغہ مین آگئے اور شہید ہوئے۔

پیر سراج الدین المشہور پیر سراجی قدس سرہ

یہ بزرگ بھی لاہور کے اندر کے بزرگون مین سے بہت مشہور بزرگ ہے محلہ جوڑی مین انکا مزار ہے عہد سلطان محمد تغلق مین بخارا کیطرف سے یہ لاہور مین آکر قیام پذیر ہوئے ظاہری علم مین بھی انکو کمال حاصل تھا باطنی علم مین بھی یہ طاق و یگانہ آفاق تھے بادشاہ نے ہر چند تکلیف دی کہ عہدۂ قضا منظور کرین حضرت نے منظور نکیا اس بات پر بادشاہ کمال غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ ان کو قتل کر دیا جاے یہ بات سنکر لاہور کے عمائد و ارکان جمع ہو کر بادشاہ کے پاس گئے اور جان بخشی کرائی اوس روز سے حضرت نے ظاہری تدریس کا کام بند کر دیا مریدون کو بھی جابجا رخصت کیا اور گوشہ تنہائی مین ہو بیٹھے یہان تک کہ فوت ہو گئے۔

پیر بھولا لاہوری قدس سرہ العزیز

یہ بزرگ لاہور کے بزرگون مین سے مست و مجذوب صاحب جذب و سکر و کشف و کرامت

سوا اے خورد سال لڑکون کے کسی سے اسکو محبت نہ تھی ہزارون روپیکی اُسکو فتوحات ہوتی اور یہ خورد سال لڑکون کو تقسیم کردیتا جب کوئی لڑکا اُسکے پاس آتا یہ بغل سے بزور کرامت شیرینی نکالکر دیتا لوگ اکثر اس بات کا امتحان بھی کرتے تھے مزار ان کا لاہور کے اندر محلہ چہیلہ کے حمام کے اندر پختہ بنا ہوا ہے اور اب تک یہ مشہور ہے کہ آٹھوین دن خورد سال لڑکے جمع ہوکر گلی یا چوبی حضرت کی قبر اپنے اپنے کوچہ مین بناتے ہین اور چراغ روشن کرتے ہین پھول چڑھاتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ پیر بھولا کی خانقاہ ہے شہر لاہور مین یہ رسم عام ہے ۔

مزار شہید گنج واقعہ محلہ سادھوان

اس مقام پر اگرچہ قبر ایک ہے مگر ہزارون شہید دفنائے گئے ہین اس کا واقعہ اسطرح پر درج تحفۃ الواصلین ہے کہ جب سلطنت سلاطین غزنوی کی پنجاب مین ہوگئی اور لاہور دار الحکومت قرار پایا تو مدت تک سلاطین غزنویہ کی سلطنت بخوبی پنجاب مین رہی آخر جب شاہ بہرام کے وقت آپسمین سلاطین غزنویہ کے فساد ہوا تو پنجاب کی حکومت بالکل ضعیف ہوگئی اوسوقت راجہ اننگپال راجہ جےپال کا بیٹا راجگان ہند کا لشکر لیکر لاہور پر چڑھ آیا چھ مہینے تک شہر والے لوگ لڑتے رہے ہرچند غزنی سے مدد طلب کی کوئی لشکر نہ آیا آخر شہر فتح ہوا اور بہت سے مسلمان ہندؤن نے موقع پاکر قتل کروائے اس محلہ مین بھی قتل عام ہوا اور بقدر دو ہزار نعش کے مسلمان اس جگہ پر دفنائے گئے اوس وقت ہندؤن نے دخل پاکر مسجدین گرادین بت خانے دوبارہ قائم کردیے چند سے عملداری ہندؤن کی رہی پھر جب غزنی سے لشکر قاہرہ لاہور پر آیا تو راجہ اننگپال مارے خوف کے بھاگ گیا اور ہندؤن کا قتل عام ہوا یہ مزار نہایت متبرک ہے ۔

دان شہید قدس سرہ

یہ مزار ایک گوشہ مین سرراہ مسقف مکان کے اندر شہنوار کے طویلہ کے پاس ہے

اصلی نام اِنکا معلوم نہین دان کر کے بہت مشہور ہین ہر سال اِعتقاد مند لوگ ملکر عرس کرتے ہین ۔

سلطان باہو قدّس سرہ

یہ بزرگ بزرگان پنجاب مین سے صاحب جذب و سکر و عشق و محبت و صدق و صفا تھے انکے قوال و ابیات و اشعار پنجابی زبان مین بہت مشہور ہین جنکے اخیر مین ہُو کا لفظ آتا ہے انکی شہرت پنجاب مین کمال ہے اور کوئی ایسا شخص نہین جو اِنکی بزرگی کا قائل نہو ان کی تصانیف عربی و فارسی مین مضامین توحید سب ہین چنانچہ تین چار کتابین مؤلف کی نظر سے گذری ہین کتابونکی دیکھنے سے پایا جاتا ہے کہ حضرت بڑے عالم متبحر تھے غرض کہ ظاہر و باطن علوم کے حضرت جامع تھے اور فیض طریقت اِس قدر جاری تھا کہ ہزارون لوگ مستفید ہوئے بلکہ اُس جنگل کے جس قدر پرند ہین وہ بھی یاہو کا ذکر کرتے ہین حضرت کا روضہ جھنگ کے علاقہ مین پندرہ کوس مقام سے جہان دریاے راوی و چناب ملے ہین واقع ہے انکا فارسی دیوان بھی نہایت مطبوع ہے قلمی یہ سلسلہ مین حضرت بڑے مرتبے کے فقیر ہین ۔

پیر سیّد کمال المشہور پیر چہانیان قدس سرہ

اِس بزرگ کا مزار قصبہ چونیان مین زیارتگاہ خلق ہے مکان نہایت متبرک ہے اور قبر بہت لمبی ہے حضرت سادات بخاری مین سے کمال سیّد تھے اِن کی اولاد بھی قصبہ چونیان مین رہتی تھی دور دور سے لوگ اِنکی زیارت کو آتے ہین ۔

شیخ فتح شاہ امرتسری

یہ بزرگ بھی امرتسر مین صاحب کمال مست و مجذوب گذرے ہین کشف کرامات اکثر خلقت کے زبان زد ہین ۔

شیر شاہ قادری ملتانی قدس سرہ

یہ بزرگ

یہ بزرگ مشہور ترین بزرگان ملتان سے ہین خاندان قادریہ عالیہ مین حضرت کشف وکرامات ومظہر خوارق وکرامات تھے ہزارون لوگ اس خاندان کے مرید ہین حضرات سادات گیلانی صاحبان اوچ کے ساتھ انکا پیری شجرہ ملتا ہے سید حامد گنج بخش اوچی سے انھون نے حاصل کیا سجادہ نشین اس مزار شریف کی بھی ظاہری وباطنی عزت رکھتے ہین کنارے دریا پر ملتان سے پانچ کوس پر ہے انکا مقبرہ معلیٰ زیارتگاہ خلق اللہ ہے

پیر محمد شاہ شیرازی چشتی

مقبرہ اس بزرگ کا موضع مزنگ کے پاس ہے خاندان چشتیہ مین انکی بیعت تھی موضع مزنگ مین جو بلوچ کی قوم رہتی ہے سب کی بیعت حضرت کی خدمت مین تھی فیض آپکا بہت جاری تھا حضرت ملک خوشاب کے سید تھے شاہپور انکا اصلی وطن تھا سنہ ایکہزار ایکسو مین ان کی وفات ہوئی ۔

پیر ہادی رہنما قدس سرہ

یہ بزرگ شمسی سید اولاد شاہ شمس الدین تبریزی سے تھے ان کے والد کا نام سید عبد القادر تھا مقبرہ انکا لاہور کے باہر لب سڑک جو میانمیر کو انارکلی سے جاتی ہے بہت بڑا پختہ مسقف بنا ہوا ہے جس مین ایک تو انکی قبر اور دوسرے اور تیسرے محسن شاہ اور عبد اللہ شاہ ان کے بھائیون کی ہے یہ مقبرہ بابر شاہ کے عہد مین تعمیر ہوا پہلے اس مقبرہ کی عمارت سنگین تھی سکھون کے وقت مین رنجیت سنگہ نے اس کا پتھر اوکھڑوالیا اور قبرین دوھری ہین یعنے اصلی قبرین تو تہخانے مین ہین اور اوپر نقلی قبرین بنائی ہوئی ہین سنہ چھ سو اکیاسی مین ان کی وفات ہوئی ان کی اولاد سادات نارووال وغیرہ سب اثنا عشریہ مذہب رکھتے ہین ۔

شرف شاہ لاہوری قدس سرہ

قادریہ سلسلہ مین یہ بزرگ صاحب کمال مشہور تھے اور محمد فاضل قادری سے یہ مرید تھے ایکسو برس کی عمر مین اِنھون نے وفات پائی مقبرہ انکا ڑانے پڑاودن کے درمیان لاٹ صاحب کی کوٹھی کے جنوب کی طرف ہے اِس بزرگ کے مرشد محمد فاضل بڑے عالم وفاضل مرد تھے تمام عمر اونھون نے تدریس جاری رکھی پرانی مسجد اونکی اب تک موجود ہے اگرچہ قائم نہین مگر نشان باقی ہین ۔

حضرت شاہ درگاہی قادری

یہ بزرگ حضرت شاہ چراغ گیلانی لاہوری کے مرید صاحب کشف وکرامات وصدق و صفا وزہد وریاضت تھے دعا انکی حاجت روائی حاجت مندان کے لیے اکسیر اعظم تھی دن رات اہل حاجت کا ہجوم حضرت کے دروازے پر رہتا تھا مزار حضرت شاہ اسماعیل محدث کے دہلی طرف انکا مزار ہے اور ایک چاہ جسکو لوگ پانی داتیان والہ چاہ کہتے ہین حضرت کے مزار کے جنوب کی طرف ہے اوس چاہ کے زمیندار حضرت کے مرید تھے اتفاقا اوس زمیندار کے بیٹے کے بدن پر اوس قسم کے پھوڑے نکل آئے جسکو زبان پنجابی کی اصطلاح مین پانی والی کہتے ہین زمیندار لڑکے کو حضرت کی خدمت مین لے آیا اور التجا کی کہ اوسکے شفا کے واسطے دعا کرین حضرت نے فرمایا کہ اس مرض کے واسطے تیرے چاہ کا پانی دوا ہے اوسکو اُس چاہ کے پانی سے نہلا دو چنانچہ اوس نے نہلایا تو لڑکا فی الفور اچھا ہو گیا اوس روز سے آجتک اتوار کے روز لوگ اپنے بچّون کو جنکو یہ مرض ہوتا ہے اوس چاہ پر لیجاکر نہلاتے ہین خدا کے حکم سے شفا ہو جاتی ہے بعض اوس چاہ کے حوض سے ٹھیکری لے جاتے ہین اور گھسکر پھوڑے پر لگاتے ہین۔

شاہ ضیاؤ الدّین شروانی قدس سرّہ

اِس بزرگ کا روضہ بموضع مزنگ کے شمال کی طرف لاہور کے باہر ہے اصلی وطن اِنکا ملک شیروان تھا وہان سے یہ بطلب حق ہند کو آئے اور خواجہ شمس الدین ترک

چشتی پانی پتی کے خدمت مین حاضر ہوکر تکمیل پائی بعد وفات اونکے لاہور مین قیام کیا اور تمام عمر ہدایت وارشاد طالبان خدا مین مصروف رہے بعد وفات یہان مدفون ہوئے

مخدوم شاہ عالم صدر جہان قدس سرہ

یہ بزرگ بزرگان دین متین سے صاحب عشق ومحبت وزہد وریاضت وکشف وکرامت دہلی کے علاقے مین گذرے ہین ظاہر وباطن علوم مین انکو کمال حاصل تہا ہزارون لوگ انکے وسیلہ جمیلہ سے منزل مقصود تک پہونچے تمام عمر اونہون نے زہد وریاضت وہدایت وارشاد مین گذرانی مزار انکا قصبۂ وزیرآباد مین زیارتگاہ خلق ہے اور وفات انکی سنہ ایکہزار ایکسو چھتیس مین واقع ہوئی اور مخدوم شاہ عالم ١١٣٦ مادہ تاریخ وفات ہے

سید مخدوم میر جہان صدر جہان قدس سرہ

یہ بزرگ مخدوم شاہ عالم کے جانشین صاحب مقامات بلند ومدارج ارجمند تہے خاندان قادریہ چشتیہ نقشبندیہ مین حضرت کو اجازت ارشاد کی حاصل تہی مدت مدید تک حضرت نے خاص شہر دہلی مین ہنگامۂ مشیخت گرم رکہا اور ہزارون لوگون کو خدا تک پہونچا دیا اس بزرگ کا مزار شہر دہلی کے اندر محلہ روشن پورہ مین ہے اور سجادہ نشین شاہ بہاؤالدین عرف عبداللہ شاہ تخلص بشیر ہین جنکی زیارت سے مؤلف کتاب بہی بہرہ یاب ہوا ہے سنہ ایک ہزار ایکسو بیاسی مین حضرت فوت ہوئے

ایوب صابر میران خلف سید مبارک حقانی گیلانی قدس اللہ سرہ

یہ بزرگ خاندان قادریہ عالیہ صاحب شریعت وطریقت گذرے ہین باہر لاہور کے انکا مزار گورستان میانے مین ہے انکے خاندان مین اب تک فیض طریقت جاری ہے چنانچہ حضرت سید پیر نظام الدین المشہور بودیان والہ انکی اولاد سے اب تک لاہور مین موجود ہین اونکا شجرہ اس بزرگ کے ساتہ اس طرح پر ملتا ہے کہ سید نظام الدین بن سید

احمد شاہ بن سید قائم شاہ بن سید جانی شاہ بن سید احمد شاہ بن سید رسول شاہ بن سید المشہور بابو شاہ بن سید عبد الواحد بن سید نظام الدین حسن بن سید ایوب صابر میران رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

شاہ عبد الرزاق مکی قدس سرہ العزیز

یہ بزرگ شاہ موج دریا بخاری کے مرید تھے اول شہر سبزوار سے یہ لاہور مین آئے اور اکبر بادشاہ کی نوکری اختیار کی پھر تارک الدنیا ہو کر فقر اختیار کیا اور حضرت میران محمد شاہ موج دریا سہروردی لاہوری سے وہ فیض پایا کہ قطب زمانہ ہو گئے بازار انارکلی مین انکا مقبرہ برنگ نیلگون مشہور ہے اور پاس اوسکے ایک مسجد عالیشان بنی ہوئی ہے جسکو منشی محمد نعیم الدین مرحوم نے دوبارہ مرمت کر کے آراستہ کیا سنہ ایک ہزار چوراسی مین انھون نے وفات کی۔

پیر زہدی لاہوری قدس سرہ العزیز

نام اصلی اس بزرگ کا وجیہ الدین تھا پہلے اس نے فیض سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ شیخ سعدی بلخاری لاہوری سے پایا جب شیخ سعدی فوت ہو گئے اس نے شیخ جان محمد سہروردی لاہوری سے فیض طریقہ عالیہ سہروردیہ حاصل کیا پھر جان محمد کی وفات کے بعد یہ لاہور سے نکل گیا اور روے زمین کی سیر کی بہت سے بزرگون سے طرائق مختلفہ کا فیض پایا مکہ و مدینہ و بیت المقدس و بغداد و کربلا معلی و نجف اشرف وغیرہ مقامات مین ہو کر تکمیل پائی آخر بخدمت حضرت میران شاہ بھیکھ چشتی کے پہونچکر خرقہ خاندان چشتیہ کا لیا پھر لاہور مین آیا اور شاہ محمد غوث لاہوری سے کلاہ سلسلہ قادریہ حاصل کی غرض کہ ہر ایک طریق مین یہ بزرگ شیخ کامل تصور کیا جاتا ہے اور کمال زہد و ریاضت سے زہدی کے خطاب سے مخاطب ہوا آخر سال ایک ہزار ایکسو چالیس مین مر گیا موضع مزنگ کے پاس انکا مزار زیارتگاہ خلق اللہ ہے

پیر غازی المشہور بہ پیر غیب

گلی مخدوم گنج بخش ہجویری کے پرلے طرف یہ مزار بلند چبوترے پر ہے اس بزرگ کا اصلی حال کچھ ظاہر نہین ہوتا مشہور اس طرح پر ہے کہ زیب النسا شہزادی یہان کوئی عمارت بناتی تھی خدا کی قدرت سے اس مقام کی دیوار گر جاتی تھی جب زمین کھودی تو ایک پرانی قبر وہان سے نکلی اوس نے اوسکو بلند کر کے بنا دیا کرامت اسکی یہ مشہور ہے کہ جسکے گلے پر ورم پڑ جاوے وہ یہان سے ایک سنگریزہ اوٹھا لیجاتا ہے اور اوس ورم پر پھیرتا ہے جب شفا ہو جاتی ہے تو اوس ٹھیکرے کے برابر مصری وزن کر کے بانٹ دیتا ہے اور ٹھیکرا پھر یہان ہی چھوڑ جاتا ہے اکثر لوگ اس بزرگ کی زیارت کو آتے ہین ۔

حضرت پیر برہان قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار لاہور کے دہلی دروازے کے باہر واقع ہے اصل انکا شہر بخارا تھا وہان سے بعہد اکبر بادشاہ ہند کو آئے لاہور آ کر قیام کیا لاہور کے بزرگون میان میر و شاہ بلاول سے قادریہ فیض پایا جب فوت ہوئے تو یہان دفن کیے گئے پہلے یہ مکان بہت عمدہ بنا ہوا تھا مگر جب بعہد سلطنت کھڑک سنگھ و نونہال سنگھ اوسکے بیٹے نے چاہا کہ لاہور کے باہر دور دور مکانات صاف کر کے میدان بناوین اوس وقت یہ مکان بھی گرا دیا گیا بعد گرانے کے خدا کی قدرت سے کھڑک سنگھ و نونہال سنگھ باپ بیٹے ایک روز مر گئے اور وہ تجویز موقوف رہی تو اعتقاد مند لوگون نے پھر یہ مزار تعمیر کر دیا

حضرت شاہ رحمۃ اللہ قریشی قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کی اولاد سے ملتان سے لاہور مین آیا چونکہ مرد عابد و زاہد و خدا پرست صاحب کشف و کرامت تھا بہت سے لوگ اسکے مرید ہو گئے اور اب بھی اونکی اولاد لاہور اور موضع ڈھولن وال مین موجود ہین وہ مریدون سے نذر لیکر

گزارہ کرتے ہین چنانچہ اونمین سے ایک شخص بہادر شاہ نام مؤلف کتاب سے بھی واقفیت رکھتا ہے ملتانی و لاہوری و امرتسری جولاہے دریائی باف اس خاندان کے مرید ہین یہ مزار فرشتون کا مزار کہلاتا ہے اس سبب سے کہ اس گھر کے معمار مرید بہت تھے جب شاہ رحمۃ اللہ فوت ہوگئے تو دن کو اونکی کار سرکار شاہی سے فراغت نہین ہوتی تھی رات کو اونھون نے جمع ہوکر ایک رات مین مزار کو تعمیر کر دیا اور مشہور ہوا کہ رات کو فرشتے بنا گئے ہین پہلے یہ مکان بہت اچھا بنا ہوا تھا سکھون کے وقت مین سکھ اسکو گرا کر چلے گئے اب پھر مریدون نے بنایا ہے۔

مکان مزار حاجی جمعیت مرحوم و مزار قدم رسول صلی اللہ علیہ وسلم

یہ مزار ریل کے پڑاو کے شمال کی طرف غیر آباد پڑا ہے اصلی نام اس بزرگ کا حاجی جمیل تھا اور بیعت بخدمت شارنگ بلاول حضرت لال حسین لاہوری کے خلیفہ کی خدمت مین تھی چونکہ بزرگ اس بزرگ کے ایران سے آئے تھے وہ قدم رسول کا ایک پتھر سرخ ہمراہ لائے تھے حاجی جمعیت نے یہ پتھر اوس مقام پر رکھکر اوپر قدم شریف کے گنبد بنوا دیا پہلے یہ گنبد کاسنی کا رہتا اور یہ عبارت درباب حال قدم شریف رخنہ کے تین طرف لکھی تھی اور مؤلف کتاب ہذا نے خود اسکی نقل اپنے قلم سے کی تھی ❊ **عبارت**

انہ مسعود و من مسعود الی ابنہ سالم و من سالم الی ابنہ مسلم و من مسلم الی ابنہ عاقل و من عاقل الی ابنہ جوہر و من جوہر الی ابنہ باقر و من باقر الی ابنہ اسعد و من اسعد الی ابنہ نصیر و من نصیر الی ابنہ طاہر و من طاہر الی ابنہ طیب و من طیب الی ابنہ مجیب و من مجیب الی ابنہ حبیب و من حبیب الی ابنہ جمیل ۔ اس عبارت کے پہلے چند الفاظ کے حروف اوڑ گئے تھے مگر بخوبی ثابت ہوتا تھا کہ یہ قدم شریف اتنی پشت حاجی جمیل کے خاندان مین رہا مگر افسوس کہ اب کسی نے گنبد کے کاسنی کا رنگ اوڑا کر سفید استرکاری کر دی ہے اور قدم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کمال بے ادبی کے ساتھ گنبد مین رکھا

فضل شاہ مجذوب نوشاہی

اس بزرگ کا عروج آخری سلطنت سکھون مین بہت ہوا مہاراج اور امیر و وزیر سب اسکے پاس آتے اور صدہا روپیہ نذر کا دیتے جو اسکا بیٹا بلند شاہ اوٹھا کر لیجاتا تھا یہ مستانہ حالت مین پھرتا لوگون کو گالیان دیتا خصوصًا راجہ دینا ناتھ اسکا کمال معتقد تھا یہان تک کہ ایک منشی اوسکی طرف سے اسکے پاس حاضر رہتا جو کلام یہ منھ سے کرتا کاغذ پر لکھ لیتا ہزارون روپیہ نقد و جنس راجہ دینا ناتھ اسکے بیٹے بلند شاہ کو دیتا نوشاہیہ قادریہ خاندان مین بیعت اس بزرگ کی بخدمت رحمان شاہ کے اور اوسکی بخدمت محمد صدیق کے اور اوسکی بخدمت شاہ فرید لاہوری کے اور اوسکی بخدمت پیر محمد سچیار کے اور اوسکی بخدمت حضرت حاجی محمد نوشاہ گنج بخش کے تھی یہ مکان راجہ دینا ناتھ نے حضرت کی زندگی مین بنوایا تھا پچیس برس کا عرصہ ہوا ہے کہ یہ بزرگ مرگیا اور یہان دفن ہوا۔

حضرت شاہ کھٹہ نوشاہی

نوشاہی خاندان کے بزرگون مین سے یہ بزرگ صاحب کشف و کرامت مشہور ہے چودھوین ربیع الاول سنہ ۱۲۶۹ھ مین یہ فوت ہوا پہلے یہان صرف چاردیواری قبر کی چارون طرف تھی اب ارادتمند لوگون نے گنبد بنا دیا ہے موچی دروازے کے باہر حضرت کا مقبرہ ہے اس خاندان کے مرید بھی اکثر لوگ شہر مین ہین

شیخ موسے کھوکھر قدس سرہٗ

اس بزرگ کا مزار محلہ ججی کے روبرو بھاٹی دروازے کے باہر ہے آدمی بہت بزرگ تھے شیخ بہاول دریائی سے انکو فیض پہونچا شیخ لال حسین لاہوری بسبب پیر بھائی ہونے کے انکا کمال ادب کرتے تھے تمام عمر انکی ریاضت و مجاہدہ مین گذری

شیخ محترم

اس بزرگ کا روضہ بدھو کے پزاوے کے غرب کی طرف ہے گنبد بہت عمدہ پختہ بنا ہوا ہے

اندر گنبد کے آیات قرآنی و درود شریف اور قطعہ تاریخ وفات لکہا ہے اب نیز آبا سے معلوم نہین ہوتا کہ کس خاندان کا یہ بزرگ تھا۔ قطعۂ تاریخ یہ ہے

قطب حق شاہ محترم زجہان ++ رفت در بزم اولیائے سلف
سال تاریخ رحلتش جستم ++ گفت طبع سلیم۔ نیک خلف

حضرت شاہ فرید نوشاہی

یہ شخص نوشاہی بزرگ صاحب کمال گذرا ہے قوم سے سید تھا پہلے یہ امرائے بادشاہیہ مین سے صاحب منصب جہانگیر کا تہا۔ جذب عشقی نے اسکو اپنی طرف کہینچا اور شیخ پیر محمد سچیار کی خدمت مین حاضر ہو کر مرید ہوا ذکر الٰہی نے ایسی لذت بخشی کہ دولت و مال تمام بکمال براہ خدا محتاجون کو دیدیا اور فقیر ہو کر ذیل نسبت مین مصروف ہوا بعد تکمیل خرقہ خلافت پا کر لاہور آیا ہزارون لوگ مرید ہوئے اب بھی اس سلسلہ کے مرید لاہور مین بہت ہین موضع ڈھولن وال کے قریب لاہور سے تین میل یہ مزار جنوب کی طرف ہے۔

سید عبد القادر لاہوری

اس بزرگ کا مزار موضع مونگ سے مشرق کی طرف ہے یہ حضرت سید گیلانی سید جلال الدین بغدادی کے بیٹے تھے اکبر بادشاہ کے عہد مین انہون نے ہند کی سیر کا ارادہ کیا اور لاہور مین بعد سیر و سیاحت قیام پذیر ہوئے ان کی بزرگی کا شہرہ سنکر نواب میر کفایت خان نے اپنی لڑکی انکے نکاح مین دی اوس مین سے تین فرزند ہوئے ایک سید حاجی دوسرا سید سلطان تیسرا سید غیاث الدین المشہور سید دولت شاہ سید حاجی کے گھر سید فتح محمد پیدا ہوا اوسکا فرزند سید حمید اسکا بیٹا سید سعید اوسکا بیٹا سید شاہ حسین اوسکا بیٹا سید زندہ علی اوسکا بیٹا سید شہسوار جو اب سجادہ نشین مزار شیخ طاہر بندگی کا ہے اور پوتا زندہ علی کا بہادر دین چراغ شاہ جو مہر کنی کا کام کرتا ہے۔

مزارات احاطہ تکیہ انبلی والہ موجودہ شہر لاہور

اس احاطہ مین دو چاردیواریان اور تین چبوترے پختہ چونہ گچ موجود ہین اون پر مزارات حضرات ادات گیلانی مع سید محمد غوث اوچی حلبی گیلانی کے اولاد کی ہین جنکا ذکر خیر پہلے چمن مین مذکور ہوچکا ہے ایک چبوترے پر مزار سید صوفی علی کی ان کے باپ کا سید بدر الدین بن سید اسماعیل نام تھا علاوہ اسکے سید حمزہ و سید ہاشم و سید عبد القادر المشہور شاہ گدا بھی اسی چبوترے پر مدفون ہین اور چاردیواری مین مزار سید قاسم بن سید صوفی اور اونکی اولاد کے قبور ہین دوسری چاردیواری مین مزارات حضرت سید میران شاہ و میر میران و سید ابوالبرکات سید شاہ اوسکے سکے چبوترے پر مزار سید اسماعیل کے اور ایک علیحدہ مکان پر مزار حضرت پیر محمد شاہ گیلانی حنبلی فرزند دلبند پیر شاہ سردار زندہ و حیات ہین خدا سلامت رکھے

مزار چراغ شاہ

روشنائی دروازہ لاہور کے باہر یہ مزار ہے پہلے یہان ایک بزرگ سید علی نام گیلانی ملک دکن سے آئے وہ سال ایکہزار دوسو ستائیس مین فوت ہوکر یہان مدفون ہوئے اونکے بعد اونکا جانشین چراغ شاہ یہان مقیم ہوا یہ شخص صاحب عبادت و ریاضت تھا اس نے بہت فروغ پایا اور مدت العمر یہان رہکر خداپرستی و ہدایت و ارشاد مین مصروف ہوئی سلسلہ اس بزرگ کا قادریہ تھا قبر چراغ شاہ کی بھی اسی احاطہ کے اندر ہے

مزار مرگ نینی

اصلی نام اس بزرگ کا محمد سلطان تھا چونکہ آنکھین اسکی نہایت خوبصورت تھین اسواسطے مرگ نینی کے خطاب سے مخاطب ہوا شجرہ اسکا خاندان قادریہ عالیہ مین اس طرح پر دریافت ہوا ہے کہ محمد سلطان مرید سندھی شاہ کا وہ عاقل شاہ کا وہ ملا شاہ کا وہ سلیمان شاہ کا وہ حضرت نور جمال کا اور وہ محمد شفیع قادری کا اور وہ محمد حیات ولی کا اور وہ حضرت شاہ قمیص قادری سادھوری کا جن کا ذکر خیر پہلے چمن مین تحریر ہوچکا ہے اور ان حضرت کا حال معلوم نہین ہوا۔

گنبد مقبرۂ حافظ غلام محمد المشہور امام کامون بن محمد صدیق قدس سرہٗ

یہ مزار شہر لاہور کے اندر مسجد وزیر خان کے جنوبی دیوار کے پاس ہے یہ بزرگ چند پشت سے مسجد وزیر خان کا امام تھا ظاہری علم مین بھی فاضل اجل تھا وعظ بھی اسکا پُر تاثیر تھا طریقت مین بیعت اسکی بخدمت عبداللہ شاہ قاری بلوچ کے تھی جن سے اس نے فیض کامل باطنی علم مین پایا جب وہ فوت ہو گئے تو امام الہٰی بخش اسکے صاحبزادے امام مسجد ہوے اور اب بیٹا اونکا امام محمد امام ہے حافظ غلام محمد شاعر بھی تھے اِن کے عاشقانہ ابیات اب تک زبان زد خلق ہین +-

حضرت پیر ڈہل مجذوب

اس بزرگ کا مزار شہر لاہور کے اندر ہے بلکہ وہ تمام محلہ اسی بزرگ کے نام سے ڈہل محلہ کہلاتا ہے یہ بزرگ اکبری عہد مین صاحب کشف وکرامت وسکر وجذب تھا بہت لوگ اسکی بزرگی کے قایل تھے اب بھی لوگ جمعرات کے روز اس مزار پر جاکر فاتحہ کہتے ہین +

حضرت شاہ گردیز مُلتانی قدس سرّہ

ملتان کے بزرگون مین سے یہ بزرگ صاحب تصرفات ظاہری و باطنی ومدارج صوری و معنوی قطب زمانہ فرد یگانہ فیاض کامل شیخ مکمل تھے حضرت کا قیام مدت مدید تک ملتان مین رہا اور وہان ہی حضرت کا مزار ہے بعد وفات اظہر کرامت انکی یہ تھی کہ جو طالب زیارت مزار فیض آثار پر حاضر ہوتا حضرت کے دو نو دست مبارک اوس راستے سے جو حسب الوصیت قبر کے تعویذ مین رکھا گیا تھا قبر سے باہر آتے اور طالب کے ساتھ مصافحہ ہوتا یہ کرامت مدید تک جاری رہی آخر ایک شخص نالایق سے جو کوئی ایسی بے ادبی کی تو دست مبارک کا باہر آنا موقوف رہا اس خاندان کے مُرید لوگ اب تک ہزارون موجود ہین اور حضرت کی اولاد بھی صاحب عزت وحرمت ملتان مین رہتی ہے چنانچہ ایک شخص مراد شاہ نام جو سرکار انگریز

کے دربار مین بڑا معزز تھا اس سال ۱۱۹۲ھ مین فوت ہوا ہے

مفتی شیخ محمد مکرم قریشی قدس سرہ

لاہور کے بزرگون اور علما و فضلا مین سے یہ بزرگ صاحب شریعت و طریقت و علم و فضل واقف علوم فقہ و حدیث و تفسیر جامع دولت ظاہری و باطنی تھے اخیر عملداری بادشاہان چغتائی مین انھون نے لاہور مین بڑا عروج پایا عہدہ افتا و قضا دونو ان کے سپرد تھے جب سلطنت دہلی کی ضعیف ہوگئی اور احمد شاہ درانی نے لاہور فتح کیا تو اوس نے بھی اسی بزرگ کو عہدہ افتا و قضا کا دیا اور فرمان خاص دستخطی خاص محررہ ماہ رمضان سنہ ۱۱۷۲ ہجری لکھدیا جو مولف کتاب کے پاس موجود ہے یہ بزرگ ہم جدی غلام سرور مولف کتاب کا تھا اس طرح پر کہ مفتی محمد تقی قریشی جد پنجم راقم الحروف کے دو بیٹے تھے ایک مفتی محمد تقی اور دوسرے محمد ولی محمد تقی کے بیٹے مفتی رحمت اللہ اور اونکے مفتی رحیم اللہ اور اونکے مفتی غلام محمد اور اونکا فرزند غلام سرور مولف کتاب ہے اور محمد ولی کے بیٹے محمد اعظم اور محمد اعظم کے بیٹے یہ بزرگ محمد مکرم تھے جو اپنے زمانے مین سر دفتر علماے زمانہ ہوگئے مگر افسوس ہے کہ اونکے صلبی اولاد اب نہ تو علم رکھتی ہے اور نہ دولت ظاہری صرف ذات کے قریشی ضرور ہین علم اون کے خاندان سے جاتا تھا مفتی محمد مکرم کے بعد اونکا بیٹا شیخ محمد بخش اور دوسرا علی بخش باپ کے بعد خورد سال رہگئے گذارہ اونکا بسبب بے علمی کے باپ کی جائداد کے فروخت پر رہا پھر محمد بخش کا بیٹا قادر بخش اور قادر بخش کا بیٹا نبی بخش ہوا نبی بخش نے لاہور کا رہنا ترک کرکے موضع ہنج مین سکونت اختیار کی لاہور کی حویلی بھی فروخت کر ڈالی نبی بخش کا بیٹا اب نور دین موضع شاہدرہ مین ایک مسجد کا ملا ہے اور علی بخش پسر ثانی شیخ مکرم کا بیٹا فیض بخش پھر فیض بخش کا بیٹا امام بخش جد مادری راقم الحروف کا تھا اوسکا بیٹا کریم بخش اور کریم بخش کا بیٹا امیر بخش لاہور مین موجود ہے جلد سازی کا کام کرتا ہے

شیخ علی رنگریز

یہ بزرگ لاہور مین سے بڑا مشہور بزرگ ہے سید جان محمد حضوری کے گوشہ بابا کیطرف

اسکا مزار ہے تمام لاہور کے رنگریز اوسکو اپنا مقتدا و پیشوا تصور کرتے ہین ہر سال عرس بھی ہوتا ہے یہ بزرگ دو بھائی شیخ علی و شیخ ولی تغلقیہ سلطنت کے وقت عرب سے لاہور مین آئے اور دوکان رنگریزی کی جاری کی چونکہ ولی کامل تھے تمام لوگ رنگریزان حضرت کے مرید ہوگئے قبول عظیم پایا بعد وفات یہان دفن ہوئے

شیخ حامد قاری سہروردی قدس سرہ

عہد محمد شاہ بادشاہ مین یہ بزرگ لاہور مین بڑے فقیہ اور عالم و فاضل و پرہیزگار رہتے ایک کتاب ملفوظات ان کے ایک مرید نے جمع کی اور ایک سند اعتقاد نامہ کی حرمت مین اوہنون نے خود لکھا باہر شہر کے جہان ان کی قبر ہے وہان شہر آباد تھا اور جگہ حضرت درس پڑھاتے تھے مولوی تیمور کی خدمت مین انکی بیعت تھی اور اونکی بخدمت شیخ عبدالکریم اور اونکی بخدمت مخدوم طیب اور اونکی بخدمت مخدوم برہان اور اونکی بخدمت مخدوم حسین اور اونکی بخدمت شیخ میلون اور اونکی بخدمت حسام الدین متقی اور اونکی بخدمت شیخ صدرالدین اور اونکی بخدمت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی سنہ ایکہزار اکتر مین یہ بزرگ پیدا ہوا اور چودہ جمادی الثانی سنہ ایکہزار ایکسو چھیاسٹھ مین فوت ہوا لاہور کے باہر مزار ہے

شیخ گھلن شاہ سرمست قادری قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار موری دروازے کے باہر سرکاری باغ کے اندر ہے یہ بزرگ شیخ طاہر قادری لاہوری کے مرید تھے اور مستانے طریق پر رہا کرتے تھے شیخ طاہر کے چار خلیفہ تھے ایک ابو محمد قادری دوسرے سید صوفی تیسرے شیخ آدم بنوری چوتھے شاہ گھلن سرمست جنکا مزار لاہور مین ہے۔

حضرت شاہ حسن ولی کامل

اس بزرگ کا مزار شہر کے اندر ایک مسجد کے صحن مین محلہ موچی دروازہ ہے جو مسجد بوہڑ والی

لہلاتی ہے موجود ہے طریق اس بزرگ کا سہروردیہ سُنا جاتا ہے مگر یہ نہین معلوم کہ یہ بزرگ کس زمانے مین ہوئے ہین مکان نہایت متبرک اور پرفیض ہے + -

خاتمہ تالیف کتاب منجانب مؤلف

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ حدیقہ بے خار وگلزار وتازہ بہار بفضل کردگار یعنے تذکرہ ابرار فی اخبار حضرات الاخیار مین موسم کے وقت اپنے پھل پھول پر آیا مولف نے اپنا دلی مطلب پایا مقام شکر و تسلیم ہے کہ خداوند کریم نے مجھ عاصی روسیاہ گنہگار کو اپنے دوستون کا مشتاق بنایا ہے محبت کا راستہ دکھلایا ہے اور یہ توفیق دی ہے کہ مین کسی اپنے وقت عزیز کو حضرات اولیا کے ذکر مین صرف کرون اور اونکی اُلفت سے بہرہ پاؤن اگرچہ مین ناکارہ کہان اور یہ کار کہان مگر یہ شوق مجھکو بصرف حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی سید سلطان محی الدین عبد القادر جیلانی کی محبت مین حاصل ہوا اور محض یہ حضرت محبوب کی توجہ ہے کہ مجھ بے کار آدمی سے ایسے ایسے کار سرزد ہونے لگے بلکہ ایک عاجز ناتوان کو یہ قوت بخشی گئی کہ پہلے اس سے اسی طرز کی کتاب خزینۃ الاصفیا نام بزرگون کے حال مین اوس نے لکھی اور ہر ایک بزرگ کے ذکر کے خاتمے پر تاریخی مادی بھی لکھی مگر وہ کتاب فارسی اور بہت بڑی تھی اور شائقین ملک پنجاب کا یہ مطلب حاصل نہین ہوتا تھا کہ کتنے بزرگ پنجاب کے ملک مین صاحب بیعت گذرے ہین اب اس مختصر اردو زبان کی کتاب لکھنے مین وہ دقت رفع ہو گئی خداوند تعالے مجھکو اور تمام مسلمان بھائیون کو اولیا اللہ کی محبت کا شائق کرے اور خدا کرے کہ اس زمانے مین کوئی ایسا ہادی پیر طریقت ملجائے کہ اوسکی رہنمائی سے میرے جیسے گمراہ راہ پر آئین خدا کی محبت کا راستہ پائین کیونکہ اب یہ لوگ عنقا ہو گئے ہین اور محبت کا حرف لوگون کے لوح سینہ سے حک ہو گیا ہے باطنی تو کجا ظاہری محبت کا بھی نام ونشان باقی نہین رہا جو مسلمان پہلے اپنی زبان سے دوستی کا دعوی کرتے ہین وہ ذرا سے اپنے فائدے کے لیے دوستون سے ایسے روگردان ہوتے ہین کہ منھ دکھانا اور دیکھنا نہین چاہتے + قطعہ شیخ سعدی +

مردمانے کہ اندرین چمن اند
گہہ ملائک گہے شیاطین اند
بہمین مردمان بباید ساخت
چہ توان کرد ہمدمان انیند ؎

حضرات اہل محبت و عرفان کی صحبت ہے ایسے نا پرسان وقت مین جسکو خداوند تعالے نصیب کرے غنیمت ہے گو بظاہر کوئی صاحب محبت نہین ملتا مگر باطنی نسبت اون خدا دوستون کے ساتہ جو اس نا پرسان وقت سے اول گذر چکے ہین رکہنی ایک ضروری امر ہے اور یہ ہماری ذریعہ گنہگارون کے بخشش کا خدا کے حضور مین ہوگا بقول سعدی علیہ الرحمۃ

شنیدم کہ در روز امید و بیم
بدان را بہ نیکان ببخشد کریم

قطعات تاریخ خاتمہ اس کتاب کے جو میرے عزیزون نے لکہکر دئے ہین وہ ذیل مین تحریر ہوئے ہین خدا اونکو جزاے خیر دے ؎ ۔

از نتائج افکار شاعر اہل کمال رائی کنہیا لال صاحب بہادر تخلص ہندی دام علمہ و فضلہ

چمن ثانی نہین ہے کوئی اس کا
اگر ہے تو فقط خلد برین ہے ؎
نشاط انگیز ہے یہ تازہ گلزار ؎ ؎
کرے سیر اسکی جو اندوہگین ہے
یہ رنگین باغ اولیا ہے ؎
خزان کا دخل کچہہ اس مین نہین ہے
بسال خاتمہ ہندی سے ہاتف ؎
نگار گلشن بیخار و دین ہے ؎ ؎ ؎ ۱۲۹۲

نتیجہ طبع مفتی غلام حیدر صاحب لاہوری خلف مؤلف

بفضل حق ہوا جب یہ حدیقہ
بعزق عندلیب دل گل افشان
تر و تازہ ہوا مانند فردوس ؎
گل افشانی سے اس کے باغ دوران
اسی بستان کے ذوق و شوق مین پھر
ہمیشہ عندلیبان غزلخوان
قیامت تک پہلا پہولا رہے گا
یہ رنگین باغ مثل باغ رضوان ؎ ؎
لکہی حیدر نے یہ تاریخ تالیف
کہ طرفہ گلستان اہل عرفان

نتیجہ فکر ڈاکٹر سید علی شاہ صاحب المتخلص بہ الفت لاہوری دام علمہ

یہ کیا سرسبز باغ سروری ہے
کہ جس سے تازہ گلزار جہان ہے
یہی ہے جلوہ گاہ اہل توحید
یہی نظارہ گاہ عارفان ہے +
شگفتہ باغ دنیا مین یہ گلزار +
رہے جب تک زمین و آسمان ہے
لکھا ہے اولیا کا اس مین احوال
بیان اس مین بزرگون کا بیان ہے
یہ سال ختم ہے اسکا الفت
۱۲۹۴ھ
کہ یہ کیا گلستان بے خزان ہے

از مفتی غلام صفدر صاحب لاہوری خلف مؤلف

ہے یہ کیا رنگین حدیقہ واہ واہ
لال ہے تعریف مین جسکے زبان +
فقرہ فقرہ اسکا ہے رشک چمن
داستان رنگین ہے اور رنگین بیان
جو خدا کے دوست تھے پنجاب مین
حال اون کا اس سے ہوتا ہے عیان
ورد رکھتے ہین اوسیکا رات دن
مفتئے اہل بندگی ہین بندگان +
مصرع تاریخ کر صفدر رقم
۱۲۹۴ھ
حرز جان تازہ بہار عاشقان +

از مفتی چراغ دین تخلص روشن لاہوری دام علمہ

چون شگفت الحمد جان این تازہ باغ
یافت چون بستان جنت برتری
گشت زاب و تاب این رنگین چمن
گلبن خاطر ز خار غم بری +
سرور لاہور زین تالیف نیک ++
گرد اندر سروران حاصل سری
حق ورا در خطہ پنجاب داد ++
خوبی و نام آوری و بہتری +
ہاتفم روشن بسال اختتام
۱۲۹۴ھ
گفت نادر گلستان سروری

از غلام اکبر صاحب اکبر لاہوری

چو سرسبز گردید این تازہ باغ +
بفضل خدا مثل باغ جنان
نظر تازہ کردند سیر چارسو +
ز نظارہ اش مومنان جہان +

چو سوسن زبان اورآن سر بسر
کشادند در ذکر و صفتش زبان +
زمانہ ز سر سبزیش سبز شد
زمین سبز شد سبز شد آسمان +
رقم کرد اکبر بتاریخ او
۱۲۹۲ھ
کہ خالی مکان گلشن بے خزان

از چراغ دین صاحب متخلص لایق لاہوری

ختم جسدم یہ حدیقہ ہو گیا +
ہو گیا تازہ و شگفتہ لالہ زار
باغ دنیا مین نیا پھولا یہ پھول +
رنگ پر آئی نئی رنگین بہار +
کاٹ ڈالے باغبان دہر نے
جسقدر تھے گلشن عالم مین خار
بلہ بار آئی وہ اوسکی سیر کو +
غور سے دیکھا ہے جسنے ایک بار
اب تو لایق اسکا سال اختتام
۱۲۹۲ھ
لکھ گرامی گلشن تازہ بہار +

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب نایاب جس مین جمہور اولیا اور عارفان باخدا کا صحیح صحیح تاریخی حال اور اونکے خوارق و کرامات کا ذکر ہے بسلسلۂ خانوادہ قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ و سہروردیہ اور احوال خاندان متفرق کاملین کلی اور حال مجاذیب و مجانین و ذکور واناث نام جسکا **حدیقۃ الاولیا** ہے تصنیف ماہر علوم و فنون مفتی **غلام سرور صاحب** لاہوری کہ بڑے واقف تاریخ باستانی کے ہین مصنف موصوف نے ایسی ایسی نادر کتابون کی تصنیف مین صرف کرکے ذخیرہ نیکنامی دو جہان کا حاصل کیا ہے اور خزینۃ الاصفیا بہت مطول جو بزرگون کے حالات سے مملو ہے انھین مصنف ممدوح کی تالیفات سے ہے۔ پس کتاب موصوف بخط پاکیزہ حسب خواہش شائقین مطابقت اصل ماہ اگست سنہ ۱۸۸۰ عیسوی سے مطبع نامی سرچشمۂ فتوت جناب منشی **نولکشور صاحب** سی۔ آئی۔ ای۔ دام اقبالہ واجلالہ مقام کانپور مین دوسری مرتبہ
+ طبع ہوئی خداوند تعالے اسے مقبول انام فرماے فقط +